فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا

بفضل یزدانی یہ کتاب [illegible] یعنی شرح نحو میر جرجانی موسوم بہ

اَلْبَشِیْر

جدید ایڈیشن

بشرح

نَحوِ مِیر

تصنیف

امام النحو اخفش ثانی پرتو جامی صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی محدث میرٹھی

جیلانی دار الاشاعت رجسٹرڈ

دہلی گیٹ، ضلع سنبھل ۲۴۴۳۰۲ یوپی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۰

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۰

امام النحو،اخفش ثانی، پرتو جامی صدرالعلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی محدث میرٹھی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی تصنیفات عمدہ طباعت و جدید ترتیب کے ساتھ جیلانی دارالاشاعت سنبھل سے شائع ہو چکی ہیں جن سے ہمارے علمائے کرام وطلبائے مدارس استفادہ کر رہے ہیں، لیکن آج کی جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں علمائے کرام و طلبائے مدارس کی ایک کثیر تعداد لیپ ٹاپ، آئپیڈ، اور ٹیب وغیرہ کے ذریعہ e books library کی شکل میں بھی استفادہ کر رہی ہے، جس کی شاھدانٹرنیٹ پر موجود کئ اسلامی لائبریری اور ان میں موجود سیکڑوں درسی وغیر درسی کتب ہیں، سو اسی کا خیال کرتے ہوۓ ہم نے حضرت کی کتاب البشیر شرح نحمیر کی ایک سوفٹ کاپی تیار کی اور پھر اس کو pdf file میں convert کیا تاکہ آج کے دور کے اس جدید طریقہ سے بھی استفادہ کیا جا سکے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مجھے اور میرے متعلقین کو دعائے خیر میں یاد رکھیں

طالب دعا۔
سید غلام محی الدین قادری
خطیب و امام
مسجد اہل بیت
بلویدئر، ماریشس

Syed Ghulam Mohiyuddin Qadri
Khateeb-o-Imaam~Ahle-bait Masjid
New Mosque road, Belvedere (Flacq)
Mauritius.

نام کتاب : البشیر شرح نحو میر

تصنیف لطیف : امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی محدث میرٹھی قدس سرہ

ترتیب جدید : حضرت علامہ سید محمد یزدانی میاں سرپرست وبانی جیلانی عربک کالج، سنبھل

پیش کش : مولانا قاری مصطفیٰ حسن اشرفی منیجر جیلانی عربک کالج، سنبھل

کمپوزنگ : عطاء الرحمٰن البدایونی (مکی گرافکس)

باہتمام : صدر العلماء اکیڈمی (رجسٹرڈ) سنبھل، یوپی

ناشر : جیلانی دار الاشاعت (رجسٹرڈ)، دہلی گیٹ، سنبھل، یوپی

منیجران ومالکان : سید محمد کلیم اشرف (ایم.بی.اے) وسید محمد خلیل اشرف (ایم.بی.اے)

صفحات : 368 تعداد : 1100

اشاعت : دسمبر ۲۰۱۳ء

ملنے کا پتہ : جیلانی دار الاشاعت (رجسٹرڈ)، دہلی گیٹ، سنبھل، یوپی 244302

موبائل: 09837739499, 09837655963

Com. & Desi. by: Ata ur Rahman Al-Budauni # makkigraphics@gmail.com

فلما ان جاء البشير القه على وجهه فارتد بصيرا
صدر العلماء کی شہرۂ آفاق درسی کتاب
بفضل یزدانی یہ کتاب نورانی یعنی شرح نحو میر جرجانی موسوم بہ
البشیر جدید ایڈیشن
بشرح
نحو میر
تصنیف
امام النحو اخفش ثانی پیر تو جامی صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی محدث میرٹھی قدس سرہ
ترتیب جدید
شہزادہ صدر العلماء حضرت مولانا سید محمد سروانی صاحب سرپرست بانی جیلانی عربک کالج سنبھل
ناشر
جیلانی دار الاشاعت رجسٹرڈ
دہلی گیٹ رجسٹرڈ ضلع سنبھل یو پی (انڈیا) ۲۴۴۳۰۲
صدر العلماء اکیڈمی رجسٹرڈ
سنبھل، یو پی (انڈیا) ۲۴۴۳۰۲

فہرست مضامین

ضروری اطلاع

حضرت صدر العلماء قدس سرہ کی جملہ بشیری شروح یعنی بشیر القاری، بشیر الناجیہ، البشیر الکامل، البشیر شرح نحو میر وغیرہ کو جدید ترتیب وتزئین، خوبصورت ودیدہ زیب ڈیزائن، عمدہ کتابت وطباعت، اعلیٰ کاغذ، 20x30/8 سائز کے ساتھ جیلانی دارالاشاعت (رجسٹرڈ) سنبھل شائع کررہا ہے، جس کی بدولت علماء وطلباء کو قدیم اندازِ ترتیب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ ترتیب جدید کے اس نئے ایڈیشن سے کماحقہ استفادہ کرسکیں گے۔

حضور صدر العلماء قدس سرہ کی علمی خدمات پر چند سطور

سقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سڑکوں پر پھرا کرتا تھا اور لوگوں سے مختلف قسموں کے سوالات کرتا تھا۔لوگ جب اس کے سوالات کا جواب دینے سے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے وہ انہیں خود جواب بتا دیتا تھا۔اسی طرح وہ اپنی سعی سے ان کی معلومات میں اضافہ کیا کرتا تھا اور اپنے کو عقل پیدا کرانے والی دائی کہا کرتا تھا۔یہ قدیم یونان کی بات ہے۔آج کے دور میں کون اس طرح خود سڑکوں پر پھرتا ہوا لوگوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے گا؟ آج کا تو یہ حال ہے کہ اگر کوئی کسی عالم سے ایسا سوال کر بیٹھے جس کا جواب ان کے ذہن میں حاضر نہ ہو تو انہیں فوراً غصہ آجائے۔اگر کہیں علمائے کرام کے درمیان میں کوئی ایسا مسئلہ آجائے جسے وہ لاینحل سمجھتے ہوں اور کوئی شخص اس کا حل بتادے تو فوراً ان حضرات کے چہروں کا رنگ اتر جائے۔ایسے ہی زمانے کی بات ہے جب کوئی طالب علم خواہ وہ مدرسے کا طالب علم ہو یا کوئی عام دانش جو حضور صدر العلماء، استاذ الاساتذہ بحر العلوم علامہ الحاج الشاہ سید غلام جیلانی صاحب قبلہ قدس سرہ کی بارگاہ میں کوئی سوال لے کر پہنچتا تھا آپ انتہائی شفقت ومحبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا استقبال فرماتے تھے اور جب اس کے سوال کا جواب دیتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سمندر جوش میں آگیا ہے اور موتی بکھیر رہا ہے۔آپ بخاری شریف کا درس دینے میں بھی ہمیشہ کیف کا لحاظ فرماتے تھے۔کم،کے کم ہونے کی پرواہ نہیں کرتے تھے علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس انداز پر بخاری شریف کی شرح فرمائی ہے اسی انداز پر بخاری شریف کا درس ہوتا تھا۔ایک ایک حدیث شریف کا درس ہفتہ ہفتہ بھر دس دس روز جاری رہتا تھا۔کسی روز صرف ونحو پر گفتگو ہو رہی ہے تو کسی روز صرف بلاغت پر، کسی روز صرف مسائل فقہیہ پر تو کسی روز صرف تصوف پر، کسی روز اس حدیث سے مذہب اہلسنت کے احقاق پر کلام ہو رہا ہے، تو کسی روز اس حدیث شریف سے متعلق بدمذہبوں کی تقریر کا رد ہو رہا ہے،درسی کتب کے مطالعہ کے دوران میں طلبہ کے ذہن میں مختلف شبہات پیدا ہوتے ہیں۔مطالعہ کے

وقت شروح وحواشی دیکھنے سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بہت سے اشکالات دفع ہو جاتے ہیں وہاں بہت سے نئے اشکالات پیدا بھی ہو جاتے ہیں۔ایسے شبہات واشکالات کے بارے بوجھل ذہن صبح جب حضور صدرالعلماء کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا اور درس جاری ہو جاتا تھا، یہ محسوس ہونے لگتا تھا کہ دھوپ میں طویل سفر سے تھکا ہوا مسافر ایک عظیم سایہ دار درخت کے ٹھنڈے سایہ میں آکر سکون وراحت کی سانس لے رہا ہے، مطالعہ میں آئے ہوئے تمام امور ایک ایک کر کے اس کے سامنے آرہے ہیں، ذہن کو بوجھل کر دینے والے تمام عقدے ایک ایک کر کے حل ہوتے جا رہے ہیں اور ایسے ایسے نئے انکشافات سامنے آرہے ہیں جن کی طرف اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا پڑ رہا ہے جیسے وہ اشارۂ حسیہ کو قبول کرنے والے امور ہوں، یہاں نہ حدیث کی تخصیص ہے نہ فقہ کی نہ نحو کی قید، نہ بلاغت کی نہ منطق کی شرط نہ فلسفہ کی۔یہ تھا آپ کے تبحر علم کا عالم۔

اس زمانے کا تو حال یہ ہے کہ اگر کسی مدرس صاحب میں صلاحیت ہوتی بھی ہے تو وہ اپنے طالب علم کو باصلاحیت بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔لیکن حضور صدرالعلماء قدس سرہ ہمیشہ اس کے لئے سعی بلیغ فرماتے تھے کہ ان کا شاگرد باصلاحیت ہو اور یہی سبب تھا کہ وہ علم نحو کی کتب میں زیادہ محنت کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے تلامذہ کو ہدایت فرماتے تھے، وہ جانتے تھے کہ اس علم کو اچھی طرح حاصل کر لینے سے دوسرے علوم کی طرف ہدایت حاصل ہو جائے گی، کیا آپ نے سنا نہیں کہ نحوی فرّاء کہتے تھے کہ ایک علم کی مہارت سے دوسرے علوم کی تحصیل میں سہولت ہو جاتی ہے۔اس پر ان سے حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوال کیا کہ اگر ایک شخص پر نماز میں ایک بار سجدہ سہو واجب ہو جائے اور سجدۂ سہو کرتے ہوئے پھر سجدۂ سہو میں سہو ہو تو وہ دوبارہ سجدۂ سہو کرے گا یا صرف اس کا ایک ہی بار سجدۂ سہو کرنا کفایت کرے گا؟

اس پر امام النحو فرّاء نے یہ جواب دیا کہ ایک ہی سجدہ کفایت کرے گا، اس پر امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دریافت کیا کہ آپ نے علوم عربیہ کے کس مسئلے پر قیاس کر کے یہ فرمایا، آپ نے جواب دیا کہ تصغیر کی تصغیر نہیں ہوتی ہے۔دونوں سجدے تمام صلوٰۃ ہیں اور تمام کے لئے تمام نہیں ہوتا۔امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے گمان میں تم جیسا پیدا نہ ہوگا۔

حضور صدرالعلماء قدس سرہ کے علم نحو کی صحیح تعلیم پر زور دینے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس کے بغیر کلام عربی کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آتے۔عـــربـــيّ قـحّ تو غلط عربی کا مفہوم غلط ہی سمجھتا تھا۔جاحظ نے البیان

والتبیین میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کسی اعرابی سے کہا کَیْفَ اَھْلِكْ (مراد یہ تھی کہ تمہارے اہل وعیال کیسے ہیں)، وہ سائل کی مراد نہ سمجھ سکا بلکہ وہی سمجھا جو ان لفظوں کا مفہوم اس صورت میں ہوتا ہے یعنی میں کیسے مروں، چنانچہ اس نے جواب دیا صلبًا۔

علم نحو پر زیادہ زور دینے کا سب سے اہم سبب یہ تھا کہ اس کے بغیر کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سمجھنا مشکل ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعت بدعت چلانے والے دیوبندیوں کی سرکوبی کے لئے شامی میں بدعت کی پانچ قسموں کا ذکر کرتے ہوئے بدعت واجبہ کی مثال میں لکھا ہے علم نحو کا سیکھنا کہ کتاب وسنت کا مفہم ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ علم نحو کی صحیح تعلیم کے بغیر قرآن و حدیث کا سمجھنا دشوار ہے۔ تو جس کے بغیر سرمایۂ حیات سے محروم ہوجانا پڑے اس پر زور دینا کس قدر اہم ہوگا۔

جیسا کہ حضور صدر العلماء قدس سرہ نے اپنی تصنیفات میں متعدد مقامات پر فرمایا ہے اکابر دیوبند نے اپنے شیخ حضرت مولانا الحاج الشاہ امداد اللہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں گستاخیاں کیں اور اس کی وجہ سے ان پر راہِ حق مسدود کردی گئی۔ یہ اکابر اوران کے اصاغر کفر تک تجاوز کر گئے۔ ان کے پاس نہ ایمان رہ گیا نہ عقل، ایسے عالم میں انہوں نے فنون مختلفہ کی کتب پر شروح وحواشی چڑھائے۔ نتیجے میں اغلاط در اغلاط میں خود غلطاں پیچاں رہے اور پڑھنے والوں کو بھی ان اغلاط میں غلطاں پیچاں رکھا۔

ان فسادات کو پیش نظر رکھ کر حضور صدر العلماء قدس سرہ نے قلم اٹھایا اور بخاری شریف کی شرح شروع فرمائی۔ اگر چہ آپ نے صرف ابتدائی چند احادیث کی شرح فرمائی ہے لیکن انہیں چند احادیث کی شرح میں اپنے اسی انداز پر خوب بسط سے کام لیا ہے جس انداز پر آپ بخاری شریف کا درس دیتے تھے، علامہ عینی کا طرز ملحوظ ہے۔ اسماء رجال، نحو، معنی حدیث، مسائل فقہیہ، مستخرجہ، تصوف وغیرہ پر زبردست بحث فرمائی ہے۔ نحو پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور تصوف پر جو بحثیں فرمائی ہیں وہ غالبًا بخاری شریف کی دوسری شروح میں اس انداز پر نہ ملیں گی۔ علاوہ بریں متعلق حدیث پر اپنی تقریرات میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری سے جہاں جہاں عظیم سقطات سرزد ہوگئے ہیں وہاں وہاں قلم اشرفی جوش میں آگیا ہے اور تحقیقات کے جوہر خوب دکھائے ہیں۔ آپ کی شرح کا نام بشیر القاری ہے۔

جیسا کہ سطور بالا میں گذرا مفتیان دیوبند نے کتب نحویہ کی بہت سی شروح لکھ ڈالیں لیکن غالبًا ان میں اغلاط

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی جعل النحو فی الکلام کالملح فی الطعام و اکمل الصلاۃ و افضل السلام علٰی حبیبہ خیر الانام و علٰی الہ و اصحابہ ھداۃ الانام ما اختلف اللیالی والایّام بل علٰی الاستمرار والدّوام.

امّا بعد فقیر سید غلام جیلانی ابن مولوی سید غلام فخر الدین ابن مظہر قاب قوسین مولانا حکیم سید سخاوت حسین **متعنا اللّٰہ تعالیٰ بفیوضھما فی الدّارین.**

ارباب علم کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عربی مدارس میں صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم ویسی نہ رہی جیسی پچاس سال پیشتر تھی جس کی وجہ سے طلبہ کی استعداد پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر تک خام رہتے ہیں۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

نظر برآں بعض ابتدائی کتابیں اپنے ذمہ لیں چنانچہ نحو میر مندرجہ ذیل طلبہ کو پڑھائی الولد القانی حافظ سید محمد یزدانی، صفدر علی مرادآبادی، عالم گیر، زبیر عالم، محمد محسن عبد القیوم پورنویاں، جمال الرافع، محمد عثمان غنی، عبد القیوم، خورشید عالم، بھاگلپوریاں عباد اللہ، وکیل احمد بہرائچیاں وغیرہ اور مندرجہ ذیل طلبہ پڑھ رہے ہیں:

الولد الثانی سید محمد نورانی، سید شاہد حسین زیدی خیرآبادی، بشیر الدین پورنوی، محمد اصغر، ابوبکر، نظام الدین بھاگلپوریاں، عبد القیوم، ذی شان بریلویاں، ضیاء الدین میرٹھی۔

بعض طلبہ کے اصرار بیکراں اور عزیز گرامی قدر مولوی رحمت اللہ صاحب بلرامپوری کے تقاضائے فراواں پر نحو میر کی شرح لکھی تا کہ طلبہ گمراہی سے محفوظ رہیں جو دیوبندی شروح نے پھیلا رکھی ہے اس شرح کو (**البشیر بشرح نحو میر**) کے ساتھ موسوم کرتا ہوں **اللّٰھمّ اجعلہ بشرح نحو میر ناسخًا**

كما جعلت القران الكتب السماء بحرمة حبيبك الكريم عليه الصلاة والتسليم و بحرمة سيدى الحافظ السيّد محمّد ابراهيم دام علينا ظله العظيم۔

نحو میر کی شروح

صرف دو دستیاب ہوسکیں: اوّل (المصباح المنیر) جس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے:

تالیف لطیف

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید حسن صاحب ابن امام النحو حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب، مدرس دار العلوم دیو بند۔

دوم (مہر منیر) اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے، تالیف مولانا عمر احمد عثمانی تھانوی اوّل کا سن اختتام تالیف محرم الحرام ۱۳۷۷ھ ہے اور دوم کا ۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوّل موخر ہے اور دوم مقدم۔ دونوں کے مضامین یکساں ہیں حتیٰ کہ الفاظ میں بھی اتحاد، کہیں کہیں اقل قلیل اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اوّل نے دوم کا چربہ اُتارا ہے اور دوم کی عبارات بجنسہٖ نقل کر دی ہیں۔ بہر کیف دونوں طلبہ کے لئے گمراہی کا (پاور ہاؤس) ہیں ان دونوں فاضلان دیو بند کو علم نحو کی ابتدائی کتابوں کے مسائل بھی مستحضر نہیں بلکہ خود نحو میر بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان دونوں فاضلان دیو بند کا حال یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ پر افتر کرنا، نحویوں کی جانب نسبت ناروا، مسائل کے بیان میں تضاد، نہ نحو میر میں لکھا سمجھے نہ اپنا لکھا یاد، کتابی مثالوں کے ترجمے غلط سلط، خود ساختہ مثالوں میں خطط بر خطط، اصطلاحات پر وقوف ناتمام، اور ترکیب میں تو خام در خام، یہ ہیں نحو میر کی شروح، یا ہیں دیو بندی قروح، نعوذ باللہ السبوح۔ انہیں وجوہ بالا کی بنا پر دونوں صاحبان سے یہ اغلاط کثیرہ صادر ہوئے جن کی تعداد سینکڑوں تک پہونچتی ہے ہم نے صرف ان اغلاط کو بعنوان (تنبیہ) بیان کیا ہے جن کو مبتدی طلبہ بخوبی سمجھ لیں اور ان دونوں شروح کی گمراہی سے محفوظ ہو جائیں۔

ایسے اغلاط کی تعداد دو سو ساٹھ (۲۶۰) ہے

(۲۰) حضرت علامہ مولانا محمد حسین صاحب، مدرس دارالعلوم فاروقیہ، بنارس

(۲۱) حضرت علامہ رئیس کوثر صاحب، مدرس مدرسہ فاروقیہ، بنارس

(۲۲) حضرت علامہ محمد فاروق صاحب علیہ الرحمہ، مفتی دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

نوٹ: مندرجہ بالا اسمائے گرامی میں سے بعض تو وہ ہیں جو حضور صدر العلماء قدس سرہ کی حیات ظاہری میں استقامت ڈائجسٹ کانپور (دوسرا شمارہ، صفر المظفر ۱۳۹۶ھ مطابق فروری ۱۹۷۶ء) میں بوقت انٹرویو حضرت نے ارشاد فرمائے تھے اور بعض حضور ہی سے پہنچی ہوئی اطلاعات کے بموجب اضافہ کردہ ہیں۔

حرفِ آخر

دعا ہے کہ مولائے کائنات حضور صدر العلماء، سیدی والد ماجد قدس سرہ کے فیوض و برکات سے اہل اسلام کو مستفیض و بہرہ ور فرمائے اور آپ کے مزار مبارک پر رحمتوں کے پھول برسائے۔ نیز احقر کو علم دین کی دولتوں سے متمتع فرمائے اور اس سعی کو ہمارے لئے ذریعہ نجات و مغفرت فرمائے آمین بجاہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

خاکپائے حضور صدر العلماء

احقر سید محمد یزدانی

سرپرست وبانی وسربراہ اعلیٰ: جیلانی عربک کالج، سنبھل (یوپی)

پیشکش

فقیر اپنی اس علمی کاوش کو اپنے استاد معظم حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز خان صاحب فتح پوری دام بالمجد والکرم کی خدمت فیض درجت میں پیش کرتا ہے یہ درخواست کرتے ہوئے کہ جلوات وخلوات کی دعاؤں میں اپنے اس دیرینہ نیاز مند کو یاد رکھیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی

اندر کوٹ، میرٹھ

کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہ وہ علم ہے جس میں غلط باتوں کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد نہ تو صحیح طور پر زبان عربی کو سمجھا جا سکتا ہے نہ ہی صحیح طور پر دوسرے کو اپنا مافی الضمیر عربی میں سمجھایا جا سکتا ہے اور قرآن وحدیث کے سمجھنے سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ اسی لئے حضور صدر العلماء قدس سرہ نے شرح مأۃ عامل کی شرح البشیر الکامل اور کافیہ کی شرح بشیر الناجیہ تصنیف فرمائی۔ ان تصنیفات میں شرح کتاب اور صحیح ترکیبات کے علاوہ عظیم تحقیقات بھی موجود ہیں۔ دیوبندیوں کے اغلاط کو بھی مقدمات میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ ہر ہر تحریر صاحب تحریر کی نسبت کا جلوہ خوب خوب دکھا رہی ہے۔ صحت اور حقیقت ایک مخصوص نرالے انداز پر روشن کر دی گئی ہے جو دوسری کتب میں مفقود ہے۔

اگر حیاتِ ظاہری حضور صدر العلماء قدس سرہ کا اور کچھ روز ساتھ دیتی تو امید تھی کہ اپنے تلامذہ کی گذارشوں کے پیش نظر یا دیوبندیوں کی گمراہ کن سعی کے پیش نظر کچھ اور عظیم تصنیفات فرماتے لیکن جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ۔ اس دنیائے فانی سے آپ ملک جاودانی کا سفر فرما چکے ہیں اور تاریخ وصال ہے فَاَمَّ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ / ۱۳۹۸ھ۔ اپنے آخری وقت سے پہلے آپ نے ایک عظیم تصنیف فرمائی جس کو آپ کی ظاہری آنکھوں نے زیور طبع سے آراستہ نہ دیکھا۔ یہ ہے البشیر شرح نحو میر جو آپ کے ہاتھ میں ہے البشیر الکامل اور بشیر الناجیہ کی بہ نسبت اس میں حضور صدر العلماء قدس سرہ نے زیادہ کاوش ذہنی صرف فرمائی ہے اور تحقیقاتِ عظیمہ سے حقائق کو واضح فرما دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ ابتدائی کتاب ہے۔ اگر یہاں طالب علم گمراہ ہو جائے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ ہمیشہ دھوکے میں رہے۔ کتاب نحو میر پر دیوبندیوں نے المصباح المنیر اور مہر منیر وغیرہ شروح لکھی ہیں۔ البشیر میں ان کے اغلاط کو ظاہر کر کے اور حقیقت کو واضح کر کے دیوبند کے عالمِ علمی پر قیامت برپا کر دی گئی۔

راقم الحروف نے جیلانی عربک کالج کے طلبہ کے اصرار پر حضرت صدر العلماء قدس سرہ کی تمام شروح کو جدید انداز میں ترتیب دیا ہے تاکہ قارئین استفادہ کر سکیں، نیز حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ تمام شروح اصل کے عین مطابق ہوں، تقاضائے بشری کے پیش نظر اگر کہیں غلطی پائیں تو یہ میری کوتاہ نظری اور بصیرت کی کمی پر محمول فرماتے ہوئے مطلع فرمائیں، والد گرامی حضرت صدر العلماء قدس سرہ کا دامن اس سے پاک ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے گی۔

حضرت صدر العلماء کے مشہور و معروف تلامذہ

(۱) حضرت حافظ ملت، شیخ الحدیث مولانا حافظ قاری شاہ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ، بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور

(۲) حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی میاں صاحب علیہ الرحمہ، صدر جمعیۃ العلماء، پاکستان کراچی

(۳) حضرت شمس العلماء، مولانا شاہ محمد نظام الدین صاحب قبلہ الہ آبادی علیہ الرحمہ

(۴) حضرت علامہ مولانا محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ، مفتی دارالافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

(۵) حضرت علامہ مولانا شاہ عاشق الرحمٰن صاحب، شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہ آباد

(۶) حضرت علامہ مولانا شاہ محمد طیب خانصاحب علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ فیض آباد

(۷) حضرت علامہ مولانا سید شاہ نعیم اشرف صاحب، سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جائس

(۸) حضرت علامہ مولانا شاہ ریحان رضا خانصاحب علیہ الرحمہ، متولی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

(۹) حضرت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی علیہ الرحمہ، مدیر پاسباں و مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد

(۱۰) حضرت علامہ حافظ وقاری محمد حسن صاحب اشرفی علیہ الرحمہ، خطیب جامع مسجد، شفیع آباد، کانپور

(۱۱) حضرت علامہ مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی مفتی دارالافتاء دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

(۱۲) حضرت علامہ مولانا قاری احمد حسن صاحب اشرفی علیہ الرحمہ، مفتی دارالافتاء مدرسہ حامدیہ اشرفیہ سنبھل

(۱۳) حضرت خطیب الہند علامہ شاہ محمد حبیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ، ناظم دارالعلوم حامدیہ اشرفیہ سنبھل

(۱۴) حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ صاحب، شیخ الحدیث مدینۃ العلوم بھدوہی

(۱۵) حضرت علامہ صوفی نذیر احمد صاحب نیازی علیہ الرحمہ، صدر مدرس دارالعلوم شاہ عالم، احمد آباد

(۱۶) حضرت علامہ مولانا شاہ عارف اللہ صاحب میرٹھی علیہ الرحمۃ، راولپنڈی، پاکستان

(۱۷) حضرت علامہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب علیہ الرحمہ،، سابق ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ یونیورسٹی مبارکپور

(۱۸) حضرت علامہ سید شاہ کلیم اشرف صاحب، ولی عہد، سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جائس

(۱۹) حضرت علامہ مولانا چراغ عالم صاحب، شیخ الحدیث، مدرسہ اجمل العلوم سنبھل، مرادآباد

درآنحالیکہ (المصباح المنیر) کے صفحات ایک سو چونسٹھ ہیں اور (مہر منیر) کے ایک سو باون (۱۵۲) ان اغلاط کو ملاحظہ کرنے کے بعد ناظرین بانصاف یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ہم نے جو لکھا ہے وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔

قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

کے صاحبزادے جو ان کے ولی عہد بہادر ہیں ان کا نام ہے (سالم)۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ (سلامۃ) مصدر سے مشتق ہے جو باب (سَمِعَ) سے آتا ہے یا (سَلْم) مصدر سے جو (نَصَرَ) سے آتا ہے یا اس (سَلْم) سے جو (ضَــرَبَ) سے آتا ہے۔ یہ تو نام رکھنے والے جانیں کہ انہوں نے کس سے مشتق مانا ہے، بہر کیف ان ولی عہد بہادر نے ایک معتمد علیہ سے فرمایا کہ (بریلویوں کو علم سے کیا نسبت) اب ولی عہد بہادر ان اغلاط کو دیکھ کر اور سمجھ کر بشرطیکہ سمجھنے کی صلاحیت ہو اپنے قول مذکور پر نظر ثانی کریں اور طبیعت میں انصاف پسندی ہے تو بلاخوف لومۃ لائم اور بے جھجک ہو کر کہہ دیں کہ میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ استاذ الاساتذہ اور تھانوی صاحب کو علم نحو سے دور کی بھی نسبت نہیں جیسے رسالہ (تجلی دیوبند) کے اڈیٹر عامر صاحب عثانی نے جذبہ حق گوئی کے ماتحت ہو کر علامہ ارشد القادری حینَ عَنْ اَعْیُنِ الدّیو بندی کی کتاب مستطاب (زلـزلـہ) پر تبصرہ کرتے ہوئے علمائے دیوبند کی کتب بہشتی زیور، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ، تقویۃ الایمان جیسی کتابوں کے بارے میں لکھا تھا:

ان کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے

لیکن ہمیں ولی عہد بہادر کے رجوع کی امید نہیں کیونکہ غلط بات سے رجوع کو اپنی کسر شان تصور کرتے ہیں اور یہ تصور انہیں پر منحصر نہیں بلکہ ان کے اکابر سے چلا آ رہا ہے چنانچہ آپ کے پردادا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب (تحـذیـر الـنـاس) میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور آپ کے بعد نبی پیدا ہونے کو جائز بتایا جس کو قادیانی سند میں پیش کرتے ہیں۔ ہر چند علماء نے تفہیم کی مگر اسی تصور کی بنا پر اڑے رہے رجوع نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اسی طرح حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے اپنے فتاویٰ میں اللہ عزوجل کی شان میں یہ

بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے اسی پر جمے رہے اور رجوع نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اِسی طرح حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور سے بھی (براہین قاطعہ) میں حق جل مجدہ کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ علمائے عصر نے بہت کچھ فہمائش کی مگر وہ ڈٹے رہے رجوع نہ فرمایا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اِسی طرح حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب (جہد المقل) میں ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ نہ صرف جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ جملہ قبائح کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے جملہ قبائل میں سارے فواحش آ گئے زنا، چوری، خودکشی، مکروفریب، وغیرہ۔ متنبہ کرنے پر بھی اسی پر جمے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اِسی طرح حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے کتاب (حفظ الایمان) میں شانِ رسالت میں بے ادبی صادر ہوئی کہ علم نبوی کو حیوانات، مجنون، بہائم کے علم کے ساتھ تشبیہ دے دی۔ لاکھ فہمائش کی گئی مگر ایک نہ مانی اور رجوع نہ فرمایا۔ بالآخر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ غلط بات سے رجوع نہ کرنے والوں کی یہ وہ جماعت تھی جو دنیا سے چل بسی اور قوم مسلم میں یہ فتنے چھوڑ گئی جن کی آثار قدیمہ کی طرح حفاظت کر رہے ہیں اور انہیں فتنوں کے باعث ہندوستان کے گھر گھر میں آگ لگ رہی ہے اور ان حضرات کے مقلدین مذکورہ گستاخیوں کی تائید کر کے اب تک اس آگ کو ہوا دے رہے ہیں۔ یہ حال رفتگاں تھا۔ اب

موجود

کا حال سنئے، انہیں ولی عہد بہادر کے والد ماجد مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب (اسلام اور مغربی تہذیب) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کا اثبات کیا جس کو اخبار (دعوت) نے اواخر ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا۔ اس کتاب میں آپ نے (فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا) کی تشریح میں فرمایا

(یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گذر کر ایک شرعی دعوے کی حیثیت میں آ جاتا ہے کہ مریم عذارا کے

سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعوے سے بیّن طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس تصرف سے حاملہ ہوئیں، پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعوے دار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن محمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو)

اِس عبارت کو اخبار (دعوت) نے بایں سوال مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں بھیجا کہ اگر کوئی عالم دین مذکورہ آیت کی مذکورہ تشریح کرے تو کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند

نے جواب میں تحریر فرمایا (اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ شخص مذکور ملحد بے دین ہے۔ عیسائیت وقادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے، ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہئے جب تک توبہ نہ کرے)

ناظرین! قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے (ملحد اور بے دین) ہونے پر یہ فتوی بریلی کا نہیں حتیٰ کہ یہ کہہ دیا جائے کہ علمائے بریلی کے یہاں تکفیر کی مشین گن ہے جو بوجہ مخالفت عقائد ہم پر نشانہ چلایا ہی کرتے ہیں بلکہ یہ تکفیر کی گولی دارالافتاء دیوبند کی مشین گن سے نکلی ہے جس کے خود قاری صاحب مہتمم ہیں۔ اس فتوئے تکفیر کے باوجود قاری صاحب نے رجوع نہیں فرمایا کیوں، اس لئے کہ اوپر سے ایسی ہی ہوتی چلی آئی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے بارے میں فریقین کے مسلّم ولی کی پیشین گوئی

مقبول بارگاہ حقیقت آگاہ حضرت حاجی امداداللہ شاہ قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مخدوم مولانا سید محمد افضل بخاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری جن کا مزار پرانوار آگرہ محلّہ چھم چھم میں ہے ان کے متعلق فقیر سے شیخ حاجی محمد وزیر صاحب مرحوم نے بیان فرمایا کہ وہ میرٹھ تشریف لائے۔ بعض متوسلین کی درخواست پر

دارالعلوم دیوبند دیکھنے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر کبھی دائیں جانب سونگھتے اور فرماتے کہ (یہاں کفر کی بُو آتی ہے) اور کبھی بائیں طرف سونگھتے اور فرماتے کہ (یہاں کفر کی بُو آتی ہے) یہی وجہ ہے کہ استاذ الاساتذہ موصوف بھی علاماتِ اسم کے بیان میں کفری بولی بول گئے جس کو (تنبیہ-١٢) میں ملاحظہ کیا جائے۔

ناظرین! یہ تھی ایک مسلم الفریقین ولی کی پیشین گوئی جواب تک صادق ہوتی چلی آئی جس کے صدق پران حضرات کے مذکورہ اقوال شاہد ہیں۔ خیر، یہ پیشین گوئی بطور جملہ اعتراضیہ تھی نہ جملہ معترضہ۔ فقیر یہ عرض کررہا تھا کہ غلط بات سے رجوع نہ کرنا ان حضرات کے نزدیک کسر شان اور انسلٹ ہے۔ علاوہ ازیں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ کے پیش نظر ولی عہد بہادر سے کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے قول مذکور سے رجوع کرلیں گے۔

لیکن

حضرت قاری محمد طیب صاحب حق بات سے رجوع فرمالیا کرتے ہیں جس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ ایمرجنسی کے زمانے ۱۹۷۷ء میں بسلسلہ نس بندی جب کہ اندرا مظالم کی موسلا دھار بارش ہورہی تھی، دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ شائع ہوا جس میں دو آیات قرآنی ذکر کر کے لکھا تھا کہ ان آیات کی رو سے

نسبندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے

یہ فتویٰ حق تھا، پھر ایک فتویٰ طویل پوسٹر پر شائع ہوا جو کشمیر میں چھپوایا گیا تھا اور میرٹھ میں جابجا چسپاں کیا گیا۔ اس پر تقریباً ساٹھ علما کے دستخط تھے۔ ان دستخطوں میں سب سے پہلے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا اسم گرامی تھا۔ اس فتوے میں لکھا تھا کہ

نسبندی جائز نہیں

یہ فتویٰ بھی برحق تھا، پھر مسلم پرسنل لا سے متعلق کمیٹی نے ایک تحریر دو ورقی شائع کی جس کے آپ صدر ہیں اس میں سب سے پہلے آپ ہی کے دستخط تھے۔ اس تحریر میں بھی

نسبندی کو ناجائز قرار دیا تھا

یہ بھی حق بجانب تھی۔ اس زمانے میں جو علما نس بندی کو حرام اور ناجائز کہتے تقریر میں یا تحریر میں ان کو (میسا) کے ماتحت جیل بھیجا جا رہا تھا اور جیل میں ان پر انسانیت سوز تشدد کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں دستیاب نہیں ہو سکتی اور (میسا) کی دھونس دے کر مساجد کے اماموں اور مدارس کے اساتذہ سے نس بندی کے جواز پر دستخط لے کر اندرا حکومت ریڈیو پر ان کے ناموں کا بڑے لمبے چوڑے القاب کے ساتھ اعلان کر رہی تھی اور جو لوگ نس بندی نہ کراتے اُن پر اندرا حکومت کی جانب سے ایسے شدید مظالم کیے جا رہے تھے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ انتہائی ہولناک زمانہ تھا۔ اسی زمانے میں قاری محمد طیب صاحب موصوف میرٹھ میں شاہ پیر دروازے تشریف لائے اور مجمع عام میں بڑی دلیری سے فرمایا

میں دہلی جا رہا ہوں مجھے کوئی گرفتار کرے

حاضرین یہ جرأت مردانہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کہ یہ زمانۂ قیامت نما دور اور یہ ہمت مردانہ۔ ان حاضرین میں سے ایک محترم نے فقیر کے پاس تشریف لا کر قاری صاحب موصوف کا قول مذکور نقل فرمایا۔ زبان تو خاموش رہی مگر سابق تجربات کی بنا پر دل بول اُٹھا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

چنانچہ چند ہی دن کے بعد جب کہ مذکورہ فتوؤں کی بنا پر مظفر نگر وغیرہ شہروں میں ہزار ہا مسلمان گولی کا نشانہ بن گئے، ہزار ہا عورتیں بیوہ ہو گئیں، ہزار ہا بچے یتیم ہو گئے تو کسی خفیہ مصلحت کے پیش نظر

قاری محمد طیب صاحب نے حق بات سے رجوع فرما لیا

یعنی نس بندی کی حرمت کا فتویٰ دے کر اس کے جواز کا بیان دے دیا۔ بایں طور کہ آپ کا بیان ٹیپ کر کے ریڈیو پر نشر کیا گیا جس کو ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر کے شہروں میں، قصبات میں، دیہات میں، تعلیم

یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر طبقے نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں

(میں علمائے کرام سے درخواست کروں گا کہ اب تک انہوں نے منفی پہلو پر غور فرمایا ہے، اب مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں یہ مسئلہ اجتہادی ہے)

اقول اس مسئلہ کو (اجتہادی) فرمانا نشاندہی کرتا ہے اس بات کی کہ بزمانہ تحصیل حضرت کی نظر اصول فقہ کی کتابوں پر آخر تک نہیں گذری ورنہ یہ جملہ زبان مبارک پر جاری نہ ہوتا۔ پہلے دارالعلوم دیوبند سے شائع شدہ فتوے میں دو آیات قرآنی نس بندی کی حرمت اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے پر نقل کی تھیں اور بتایا تھا کہ ان آیات کی رو سے نس بندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے جب نس بندی کی حرمت قرآن سے ثابت تھی تو یہ مسئلہ اجتہادی کہاں رہا کہ اجتہاد تو اسی وقت ہوتا ہے جب کہ حکم قرآن وحدیث میں منصوص نہ ہو۔

اور اگر

بالفرض آپ کی نظر میں اجتہاد ہوا ہے تو فرمایئے وہ کون سے مجتہدین تھے جنہوں نے نس بندی کی حرمت یا جواز کے متعلق اجتہاد فرما کر جائز یا حرام قرار دیا تھا **فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ** اور اگر موجودہ دور ۱۹۷۶ء کے علماء کا اظہار خیال مراد ہے تو مذکورہ نشاندہی صحیح تھی کہ آپ کی نظر اصول فقہ کی کسی کتاب پر آخر تک نہیں گذری۔ اگر آخر تک گذری ہوتی تو اجتہاد کے شرائط نظر مبارک سے گذرے ہوتے کیونکہ اجتہاد کے شرائط اصول فقہ کی کتابوں کے آخر میں بیان ہوتے ہیں جو موجودہ صدی کے علماء میں نہیں پائے جاتے بلکہ گذشتہ متعدد صدیوں سے مفقود ہیں۔ اسی واسطے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔

الغرض قاری صاحب کے اس رجوع نے دارالعلوم دیوبند کو بدنام کر ڈالا۔ غیر تو غیر اپنوں میں اس قدر بے زاری پیدا ہوگئی کہ عوام ایسے الفاظ سے یاد کرتے تھے جن کو بیان کرنا مناسب نہیں اور خواص کا یہ عالم سنا گیا کہ مفتی محمود صاحب نے استعفاء دے دیا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ

یہ آدمی ایمان فروش ہے

(عِندِیْ فِیْہِ نَظَرٌ فَتَدَبَّرْ)

اور دار العلوم دیو بند کے طلبہ کی نفرت حد سے گذر گئی۔ سنا ہے کہ انہوں نے بسلسلہ نسبندی

دار الحدیث میں ڈرامہ کیا

ایک صاحب (سائل) بنے اور دوسرے صاحب (مفتی محمود) اور تیسرے صاحب (قاری طیب) سائل نے پہلے مفتی محمود سے نس بندی کے متعلق سوال کیا، مفتی صاحب نے دو آیات قرآنی تلاوت کر کے فرمایا کہ ان آیات کے پیش نظر نس بندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ دائیں بائیں جو نائب مفتی صاحبان تشریف فرما تھے انہوں نے جواب کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:

الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح

پھر قاری محمد طیب صاحب سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ

(میں علمائے کرام سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے اب تک منفی پہلو پر غور فرمایا ہے، اب مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں، یہ مسئلہ اجتہادی ہے)

یہ جواب

سن کر طلبہ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں سے پیروں سے وہ تواضع کی جس کو بیان کرنے سے زبان قلم قاصر ہے۔

ناظرین! دیکھا، حق بات سے رجوع کرنے کے دنیا میں یہ نتائج نکلے اور آخرت کی خبر خدا جانے، آہ۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

یہ حال تھا دار العلوم دیو بند کے مہتمم صاحب کا جس کے اظہار کا سبب بنا قول مذکور ولی عہد بہادر کا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ، نہ یوں رُسوائیاں ہوتیں

اب رضوی دارالافتا بریلی

کے مہتمم جناب ساجد علی خاں صاحب سلمہ کا حال سنیئے کہ نس بندی کے زمانہ قیامت خیز میں جب کہ زبان وقلم پر تالے لگا دیئے گئے تھے مسلمانوں کے مذہب میں کھلم کھلا مداخلت کی جارہی تھی۔ ہر شخص خائف اور سہا ہوا نظر آتا تھا۔ ایسے ہولناک وقت میں یہ مرد مجاہد بریلی کا سابق روایات کی طرح دین کی حمایت میں کھڑا ہو گیا اور حق یہ ہے کہ حق حمایت ادا کر دیا اور اس مرد مجاہد کو کوئی چیز اعلاء کلمۃ الحق سے روک نہ سکی، نہ خوف میسا، نہ ہوس بھوسا اور (کَلِمَةُ الحقِ عِنْدَ السُّلْطَانِ الجَائِرِ جِهَادٌ) پر عمل کرتے ہوئے فتویٰ شائع کر دیا کہ

نسبندی حرام ہے' حرام ہے' حرام ہے

اس فتوے پر رضوی دارالافتا کے مفتی صاحبان کے دستخط ثبت تھے اور شائع کنندہ خود ذات والا کو بریلی کے کلکٹر صاحب بہادر نے طلب فرمایا تو مع مفتی صاحبان تشریف لے گئے۔ صاحب بہادر نے کرخت لہجہ میں فرمایا کہ آپ نے اندرا حکومت کے خلاف فتویٰ شائع کر دیا۔ مرد مجاہد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت الٰہیہ کی جانب سے ہم مامور ہیں کہ مسلمانوں کو اسلامی حکم سے واقف کریں آپ اندرا حکومت کی جانب سے مامور ہیں۔ ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا اب آپ اپنا فرض منصبی ادا کر سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر صاحب بہادر نے معروف اقدام کا ارادہ کیا جس کو ایک ہم نشیں صاحب نے یہ کہہ کر رکوا دیا کہ سارے ہندوستان میں آگ لگ جائے گی جو بجھائے نہ بجھ سکے گی۔ یعنی یہ دیو بندی نہیں کہ کبھی اِدھر، کبھی اُدھر، جس کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے، چلیں گے اُدھر کو جدھر کی ہوا ہے، یہ ہے بریلی، نہ اندرا کی سہیلی، اس کو حمایت دین سے نہیں روک سکتا (میسا) نہ بندوق کی گولی۔

ناظرین! یہ ہے رضوی دارالافتا، جس سے مات کھا گیا میسا۔ رضوی دارالافتا زندہ باد، پائندہ باد

تحسین ناشناس

(مہر منیر) پر جناب ادیب اریب تحریر زمانہ فاضل یگانہ مولانا سید ہدایت علی صاحب صبوحی اورینٹل ٹیچر پنجابی اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول دہلی نے تقریظ تحریر فرمائی ہے جس میں بایں طور رقم طراز ہیں کہ

(میں نے زیر نظر شرح کو اکثر مقامات سے دیکھا اور اس کا دوسری شروح سے کہیں کہیں مقابلہ بھی کیا اس لئے میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ شرح سابقہ شروح پر ایک معتد بہ اضافہ ہی نہیں بلکہ زبان و بیان کے لحاظ سے بھی بدر جہا بہتر ہے۔ دعا ہے کہ مولانا کی سعی مشکور ہو اور خداوند عالم انہیں علمی خدمات کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے، آمین)

اقــول : اس زمانے میں یہ عام دستور ہو گیا ہے کہ کتاب پر تقریظ لکھنے والے حضرات کتاب کی تعریف میں محض دوستانہ تعلقات کی بنا پر یا (من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو) کے ماتحت خلاف واقع باتیں تحریر فرما دیتے ہیں۔ واقعیت کا انکشاف نہیں فرماتے۔ چنانچہ صبوحی صاحب بھی تقریظ مذکور میں اسی راستے پر گامزن ہوئے ہیں۔ جس کتاب میں دوسو ساٹھ اغلاط ہوں اس کے اکثر مقامات دیکھنے کے بعد اس کی تعریف میں صبوحی صاحب کے مذکورہ الفاظ تعجب خیز ہیں۔ اگر صبوحی صاحب علم نحو سے واقف نہیں تو یہ الفاظ از قبیل (تحسین ناشناس) ہوئے۔ اور اگر واقف ہیں اور اغلاط پر مطلع ہونے کے باوجود یہ تقریظ تحریر فرمادی تو مذکورہ بالا دووجہ میں سے کسی ایک پر مبنی، علاوہ ازیں یہ شرعاً جرم بھی ہے کہ اس سے ضلالت کو تقویت پہنچی جو ہدایت علی کے مخالف ومنافی، آئندہ احتیاط فرمائیں کافی درکافی۔ اور

(المصباح المنیر) کی تعریف میں تو کتب خانہ امدادیہ نے (مصباح المعانی شرح اردو شرح ملا جامی) کے آخر میں وہ تعلیاں کی ہیں جو ایک تاجر اپنے مال کی نکاسی اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے کیا کرتا ہے۔ اس شرح کی بارہ خصوصیات بیان کی ہیں جن میں اکثر و بیشتر کو واقعیت سے اصلاً تعلق نہیں جو شرح ڈھائی سو سے زیادہ اغلاط پر مشتمل ہو اس سے طلبہ کو علم نحو کی پوری واقفیت ہوگی یا قعر ضلالت میں گریں گے ہماری تنبیہات مطالعہ کرنے کے بعد ہر نحوداں انصاف پسند پکار اٹھے گا کہ ان دونوں کی تعریف وتوصیف میں جو کچھ لکھا گیا وہ از قبیل تحسین ناشناس ہے یا دوستانہ تعلقات پر مبنی اور تاجرانہ مفاد پر محصور اور ان دونوں کا (المصباح المنیر) اور (مہر منیر) کے ساتھ تسمیہ از قبیل (برعکس نہند نام زنگی کافور)

مصنف علیہ الرحمۃ کے حالات

آپ کا اسم گرامی (علی) ہے اور والد ماجد کا (محمد) اور جد امجد کا بھی (علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاندانِ سادات سے ہیں۔ ۷۴۰ھ میں بمقام (جرجان) پیدا ہوئے جو مملکت (خوارزم) کے شہروں میں

سے ایک شہر ہے یا استر آباد یا شیراز کے قصبات میں سے ایک قصبہ، اور ۱۶ ربیع الاول بروز چہار شنبہ ۸۱۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شیراز میں ہے۔ علمائے اسلام آپ کو علمی اور نسبی جلالت کے باعث (السید الشریف) اور (السید السند) اور (سند المحققین) جیسے القاب کے ساتھ یاد فرماتے ہیں۔

نہایت حاضر جواب تھے

عنفوان شباب میں بغرض تحصیل علم پا پیادہ سفر کر کے علامہ سعد الدین تفتازانی قدس سرہ النورانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیدل سفر کرنے کے باعث چہرہ غبار آلود تھا۔ چونکہ نہایت حسین وجمیل تھے علامہ کی نظر جب آپ کے حسین چہرہ پر پڑی تو بطور مزاح فرمایا (یَا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا) آپ نے برجستہ جواباً فرمایا وَیَقُولُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا جس سے علامہ کو خفت ہوئی اور آپ بے نیل مرام واپس ہونے لگے تو بوجہ ذہانت غیر معمولی اور تعجب خیز حاضر جوابی علامہ نے باصرار روکنا چاہا مگر آپ اپنے ارادہ پر قائم رہے اور علامہ کی خدمت میں بایں طور عذر خواہ ہوئے کہ مجھ سے بے ادبی ہوگئی اس لئے مجبور ہوں۔

مقام غور ہے کہ آپ نے علامہ کو اس لئے استاد بنانا گوارا نہ کیا کہ ان کے مزاح مذکور کا جواب دے چکے تھے اور جس کو استاد بنا لیتے ہوں گے اس کے احترام وادب کا کیا عالم ہوگا۔ یہاں سے موجودہ دور کے طلبہ کو عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ جس کو جو ملا وہ ادب ہی سے ملا ہے۔ پھر آپ بایں اشتیاق علامہ قطب الدین رازی رحمۃ اللہ البخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان کی کتاب (شرح مطالع) خود ان سے پڑھیں جس کو یہ سولہ بار دیگر علما سے پڑھ چکے تھے۔ اس وقت علامہ کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی، پلکیں لٹک گئی تھیں، پلکیں اٹھا کر آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ نوجوان ہیں۔ فرمایا کہ آپ جوان طالب علم ہیں، میں بوڑھا ضعیف ہوں۔ آپ کو پڑھانے کی قوت نہیں۔ اگر آپ کو مجھ سے (شرح مطالع) کی سماعت منظور ہے تو آپ مبارک شاہ کے پاس جا کر پڑھیں وہ آپ کو وہی بتائیں گے جو انہوں نے مجھ سے سنا ہے۔ مبارک شاہ اس وقت مصر میں مدرس تھے۔ آپ علامہ قطب الدین رازی علیہ الرحمتہ کا خط لے کر (ہرات) سے مصر پہنچے۔ مبارک شاہ نے اپنے استاد کے خط کو بوسہ دے کر کہا میں آپ کو پڑھاؤں گا لیکن مستقل طور پر نہیں پڑھا سکتا۔ صرف سماعت کیجئے اور کچھ دریافت کرنے کی اجازت بھی نہیں۔ آپ نے قبول فرمالیا۔ اتفاقاً اسی زمانے میں

مصر کے اکابر میں سے کسی صاجزادے نے مبارک شاہ سے (شرح مطالع) شروع کی آپ اس کی سماعت کرتے تھے۔ مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے قریب تھا اور اس مکان سے مدرسہ جانے کا راستہ بھی تھا۔ ایک شب مبارک شاہ اس راستے سے آکر مدرسہ کے صحن میں ٹہلنے لگے۔ ایک حجرہ سے کسی طالب علم کے پڑھنے کی آواز آئی۔ یہ اُسی آواز پر حجرہ کے قریب پہنچے اور سنا کہ آپ فرمارہے ہیں قَالَ الشَّارِحُ كَذَا شارح نے ایسا فرمایا وَ قَالَ الْاُسْتَاد كَذَا اور استاد نے ایسا فرمایا وَ اَنَا اَقُوْلُ كَذَا اور میں ایسا کہتا ہوں آپ کی تقریر اس قدر لطیف تھی کہ مبارک شاہ پر کیف طاری ہو گیا اور اسی کیف کے عالم میں رقص کرنے لگے۔ پھر آپ کو حکم دیا کہ سماعت کے بجائے قرأت کریں اور ہر چیز دریافت کرنے کی اجازت ہے۔ (اخبار نحات)

بارگاہِ رسالت میں علم نحو کی عظمت

نحات کوفیہ میں ایک نحوی ہیں جن کا اسم گرامی ہے (احمد) والد ماجد کا (یحییٰ) دادا کا (زید) پردادا کا (سیّار) اور کنیت ہے (ابو العباس) لیکن مشہور ہیں (ثعلب) کے ساتھ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان امام ثعلب نے ایک مرتبہ ابوبکر ابن مجاہد مقری سے حسرت آمیز لہجے میں کہا کہ کچھ حضرات وہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی خدمت کی کہ اس کی تفاسیر لکھیں اور کچھ وہ ہیں کہ انہوں نے احادیث کی خدمت کی کہ اُن کو روایت کر کے دوسروں تک پہنچایا۔ ان کی شروح لکھیں، اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے فقہ کی خدمت کی۔ یہ سب کے سب فائز المرام ہوئے۔ میں علم نحو میں مشغول رہ کر (زید و عمرو) کرتا رہا۔ میرا آخرت میں کیا حال ہوگا۔ ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں اسی شب ان کے پاس سے اپنے گھر واپس آیا۔ شب میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جاؤ (ابو العباس) سے ہمارا سلام کہہ کر کہو کہ اَنْتَ صَاحِبُ الْعِلْمِ الْمُسْتَطِيْل تم دراز علم والے ہو کہ قرآن وحدیث کا فہم علم نحو پر موقوف ہے۔ خلیفہ مکتفی باللہ کے عہد میں آپ نے ۱۷ / یا ۱۸ / ماہ جمادی الاولیٰ بروز شنبہ ۲۹۱ھ میں بمقام بغداد شریف وصال فرمایا اور (مقبرۂ باب الشام) میں مدفون ہوئے۔ ترکہ میں دو لاکھ اشرفی اور اکیس ہزار درہم کی کتابیں چھوڑیں اور دوکان میں تین لاکھ اشرفی کا مال۔ نرینہ اولاد نہ ہونے کے باعث سب صاجزادی کو ملا۔

بعض ابتدائی کتب کے اسمائے مصنّفین

(میزان الصرف) اور (پنج گنج) اور (ہدایۃ النحو) کے مصنف علامہ سراج الدین ابن عثمان ہیں اور بعض علمانے فرمایا کہ (میزان الصرف) کے مصنف ملا حمزہ بدایونی ہیں اور بعض نے ملا چمرو کو بتایا ہے۔ (منشعب) اور (زبدہ) کے مصنف معلوم نہ ہو سکے۔ (دستور المبتدی) قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے شاگرد (صفی ابن نصیر) کی تصنیف ہے۔ (فصول اکبری) علامہ اکبر علی الٰہ آبادی کی، (مراح الارواح) علامہ احمد ابن علی ابن مسعود کی، (اخبار نحات) اور (میزان منطق) کے مصنف شیخ عبد المقتدر ہیں جو کسی بادشاہ کے وزیر تھے۔ (سبع سنابل شریف) اور (صغریٰ) اور (کبریٰ) کا مصنف حضرت سید شریف کو بتایا گیا ہے رحمہم اللہ تعالیٰ

و اخر دعوٰینا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبہ خاتم النبیین

و علٰی آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی

اندر کوٹ، میرٹھ (یوپی)

۱۱ر صفر المظفر ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۱ر جنوری ۱۹۷۸ء بروز شنبہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الحمد للہ ربّ العٰلمین و العاقبۃ للمتقین

سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں والوں کا مالک اور بھلا انجام پرہیزگاروں کے واسطے ہے

والصّلاۃ والسّلام علٰی خیر خلقہٖ محمّد و اٰلہ اجمعین

اور اللہ کا درود و سلام اس کی افضل مخلوق محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور آپ کے تمام متبعین پر

اَمَّا بعد بداں اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تعالٰی کہ ایں مختصریست مضبوط

بعد حمد و صلاۃ جان لو اللہ تعالٰی تمہاری رہنمائی فرمائے کہ یہ ایک مختصر طوالت سے محفوظ کتاب ہے

در علم نحو کہ مبتدی را بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت

علم نحو میں جو مبتدی کو لغت کے مفردات یاد کر لینے اور اشتقاق کو جان لینے

اشتقاق و ضبط مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب

اور علم صرف کے مقاصد محفوظ کر لینے کے بعد عربی ترکیب کی کیفیت کا

عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا و سواد

راستہ بآسانی دکھائے گی اور جلد اعراب و بنا کے جاننے میں اور

خواندن توانائی دہد بِتَوْفِیْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهٖ

پڑھنے کے ملکہ میں قوت پہنچائے گی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے

سوال: (حمد) کے کیا معنی ہیں؟

جواب: زبان سے کسی کی خوبی تعظیماً بیان کرنا۔

سوال: (صلوٰۃ) کے کیا معنی؟

جواب: درود شریف۔

سوال: حضور کی (آل) کے کیا معنی؟

جواب: حضور کی اتباع کرنے والے۔

سوال: (نحو) کس علم کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جس علم سے (اسم)، (فعل)، (حرف) کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں۔

سوال: اس سے فائدہ کیا ہے؟

جواب: عربی کلام میں لفظی غلطی کرنے سے محفوظ رہنا۔

سوال: علم کا موضوع کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جس کے احوال علم میں بیان کئے جائیں اس کو علم کا موضوع کہا جاتا ہے۔

سوال: علم نحو کا موضوع کیا ہے؟

جواب: کلمہ اور کلام، انہیں دونوں کے احوال نحو میں بیان کئے جاتے ہیں۔

سوال: (اشتقاق) سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بنانا۔

سوال: (مہمات تصریف) سے کیا مراد ہے؟

جواب: (مہمات) سے مراد مقاصد اور (تصریف) اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات کے وزن معلوم ہوں اور حروف کلمات کے غیر اعرابی اور غیر بنائی احوال جیسے (اصلی ہونا، زائد ہونا، صحیح ہونا، معتل ہونا، محذوف ہونا،

مدغم ہونا، وغیرہ)

سوال: نحو میر کے مصنف علیہ الرحمۃ کا نام کیا ہے؟

جواب: (علی ابن محمد ابن علی) سید شریف اور سید سند کے ساتھ مشہور ہیں۔ باقی حالات دیباچہ میں دیکھے جائیں۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ بالا بیان کے پیش نظر مناسب یہ ہے کہ صرف میر پڑھانے کے بعد نحو میر پڑھائی جائے نہ دونوں کو ساتھ ساتھ جیسے آج کل مدارس میں معمول ہے۔

تنبیہ ۱ و ۲

(المصباح المنیر ص:۵) میں (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والے ہیں) اور (مہر منیر ص:۷) میں بایں الفاظ (اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے جو بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے)۔ ان دونوں ترجموں میں چند خامیاں ہیں۔

اوّل: یہ کہ دونوں صاحبان نے لفظ (اور) اپنی جانب سے بلا ضرورت بڑھا دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں کوئی عربی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ لفظ (اور) قرار دیا جا سکے۔

دوم: یہ کہ اوّل صاحب نے موصوف صفت کے ترجمے میں لفظ (ہیں) ذکر کیا ہے اور دوئم صاحب نے لفظ (ہے)۔ غالباً یہ دونوں صاحبان اس ترجمہ میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیو بندی کے تابع ہیں۔ تھانوی صاحب نے ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) اور دیو بندی صاحب نے بایں الفاظ (شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے) غرضکہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں لفظ (ہیں) ذکر کرنا یا لفظ (ہے) دونوں غلط ہیں کیونکہ لفظ (ہیں) یا لفظ (ہے) نسبت تامہ کا ترجمہ ہے اور موصوف وصفت میں نسبت تامہ نہیں ہوتی بلکہ ناقصہ ہوتی ہے اور یہ دونوں لفظ نسبت ناقصہ کا ترجمہ نہیں۔ **نظر بر آں** تابع اور متبوع دونوں مورد الزام ہیں۔

اسی طرح (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) کا ترجمہ (المصباح المنیر ص:۵) میں بایں الفاظ کیا ہے (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہاں کے پالنے والے ہیں) اس میں بھی وہ تھانوی صاحب کے تابع ہیں کہ تھانوی صاحب نے بایں الفاظ ترجمہ کیا ہے (سب تعریفیں اللہ ہی کو لائق ہیں جو مربی

ہیں ہر ہر عالم کے)۔اس میں بھی تابع اور متبوع غلطی کا شکار ہیں۔وجہ وہی جو اوپر گذری کہ موصوف وصفت کے ترجمے میں لفظ (ہیں) ذکر کرنا صحیح نہیں۔

سوم: یہ کہ (مہر منیر) کا (بسم اللّٰہ) کے ترجمے میں (اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے) کہنا دیوبندی مذہب کے خلاف ہے کیونکہ (اللّٰہ) کا نام (اللّٰہ) کا غیر ہے اس لئے کہ نام لفظ ہوتا ہے اور ذات اللہ لفظ نہیں تو اللہ کا نام غیر اللہ ہوا اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مذہب اہل سنت میں یقیناً درست ہے کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن دیوبندی مذہب میں جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔تعجب ہے کہ دیوبندی دارالافتاء نے اس پر اب تک ایکشن کیوں نہیں لیا۔

چہارم: یہ کہ ان ترجموں میں اللہ عزوجل کے لئے لفظ (ہیں) استعمال کیا ہے جو صیغہ جمع ہے یہ خلاف ادب ہے کہ واحد حقیقی کے شایانِ شان تو واحد ہی کا صیغہ ہے۔اسی واسطے خود اللہ عزوجل نے اپنے حق میں صیغہ واحد استعمال کرنے کی سورۂ فاتحہ میں بندوں کو تعلیم فرمائی کہ یوں کہو (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) اس میں (اِيَّاكَ) صیغہ واحد ہے جس کا مخاطب خداوند قدوس۔پھر فرمایا یوں کہو (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) اس میں بھی (اِهْدِ) واحد کا صیغہ ہے جس کا مخاطب اللہ عزوجل اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا (قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا) اس میں بھی (زِدْ) واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے جب بھی اللہ عزوجل کا ذکر کیا تو اس کے لئے واحد ہی کا صیغہ استعمال کیا ہے۔پورے قرآن پاک اور تمام احادیث میں واحد ہی کا صیغہ وارد ہے۔حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا (رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) اس میں (لَمْ تَغْفِرْ) اور (تَرْحَمْ) واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا (رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا) اس میں بھی (لَا تَذَرْ) واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب خداوند قدوس۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ) اس میں بھی (تَوَفَّيْتَ) اور (كُنْتَ) اور (اَنْتَ) واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ عزوجل اور محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا (اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ) اس میں بھی (كَ) اور (اَنْتَ) اور (اَثْنَيْتَ) واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ عزوجل۔

اور ملائکہ نے عرض کیا

(لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا) اس میں بھی (عَلَّمْتَ) واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب اللہ عزوجل بلکہ تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین حتیٰ کہ علمائے شریعت بلکہ عام مومنین بھی صیغہ واحد استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ جب مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا زمانہ آیا جنہوں نے دشمن اسلام انگریز سے ساز باز کر کے افغانی مسلمانوں پر جہاد کیا تھا اور اس میں مارے گئے تھے تو انہوں نے ابن سبا یہودی کے مشن کے ایماء پر جناب باری عز اسمہ کے حق میں صیغہ جمع استعمال کرنا شروع کیا۔ مشن مذکور کا مقصد یہ تھا کہ ایک دو صدی گذرنے کے بعد مسلمانوں کو توحید سے بایں طور ہٹایا جاسکے گا کہ قرآن کے ترجمے میں علمائے اسلام نے اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ (ہیں) استعمال کیا ہے جو صیغہ جمع ہے تو قرآن سے ثابت ہوا کہ خدا چند ہیں ورنہ خدا ایک ہوتا تو ترجمہ میں ایک کے لئے (ہیں) استعمال نہ کرتے کیونکہ ایک کے لئے تو (ہے) استعمال کیا جاتا ہے۔ آتش پرست دو خدا مانتے ہیں ایک خالق خیر اور ایک خالق شر۔ وہ بھی اس دلیل سے مسلمانوں کے دل سے عقیدہ توحید نکال سکیں گے کہ علمائے اسلام نے قرآن کے ترجمے میں خدا کے لئے لفظ (ہیں) استعمال کیا ہے جو ایک کے لئے نہیں آتا بلکہ دو یا زیادہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے تو کم سے کم خدا دو ہیں۔ اگر ایک ہوتا تو لفظ (ہیں) کے ساتھ ترجمہ نہ کرتے پس معلوم ہوا کہ وہ بھی کم سے کم دو خدا مانتے تھے اور ان کے نزدیک قرآن سے یہی ثابت تھا۔ انہیں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی اتباع میں دیوبندی مولوی صاحبان خدائے قدوس کے لئے لفظ (ہیں) استعمال کرتے ہیں اور عوام کو بھی اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چنانچہ عوام میں بھی یہ وبا پھیلتی جارہی ہے لیکن تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ جملہ اختلافی مسائل جیسے میلاد شریف، قیام، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ کو یہ حضرات اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ یہ امور قرون ثلثہ یعنی صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو جناب باری عز اسمہ کے حق میں صیغہ جمع کے استعمال کو بھی بدعت کہنا چاہئے کہ یہ بھی تو قرون ثلثہ میں نہ تھا بلکہ اس کو ڈبل بدعت کہنا چاہئے کہ یہ تو قرون ثلثہ کے عمل کے خلاف ہے کہ انہوں نے صیغہ واحد استعمال کیا ہے نہ صیغہ جمع اس استعمال میں یہ حضرات آنکھ میچ کر مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے مقلد ہیں بلکہ قرون ثلثہ سے پہلے کے انبیائے کرام کے بھی خلاف ہے کہ حضرت آدم کے زمانے سے عہد نبوی تک جملہ انبیائے عظام

صیغہ واحد استعمال فرماتے رہے اور قرون ثلثہ کے بعد سے بجز مولوی اسمٰعیل صاحب اور ان کے مقلدین اب تک جملہ مجتہدین، تمام محدثین، کل اولیاء، سب علماء حتیٰ کہ عام مسلمین نے بھی صیغہ واحد استعمال کیا اور کر رہے ہیں، **نظر برآں** ثابت ہوا کہ جناب باری عز اسمہٗ کے حق میں صیغہ جمع استعمال کرنا مہا بدعت ہے۔ ہاں قرآن پاک کی صرف ایک سورۂ مومنون میں اللہ عزوجل کے حق میں جمع کا صیغہ آیا ہے یعنی (رَبِّ ارْجِعُوْنِ) میں (ارْجِعُوا) صیغہ جمع ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

لیکن یہ کافر کی زبان سے ہے مومن کی زبان سے نہیں۔ مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کافر کی اتباع کرے اور انبیاء، ملائکہ، اولیاء، صحابہ، مجتہدین، محدثین کی اتباع چھوڑ دے اور الٰہی تعلیم کردہ صیغہ واحد اختیار نہ کرے استعمال کرنے والے حضرات یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ صیغہ جمع استعمال کرنے میں تعظیم ہے جس کو ہر عام ذہن بآسانی قبول کر لیتا ہے لیکن یہ وجہ وسوسہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ باری عز اسمہٗ کے لئے صیغہ واحد استعمال کرنے میں تعظیم ہے یا نہیں۔ اگر کہئے نہیں تو لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ نے بندوں کو سورۂ فاتحہ میں ایسے صیغے سے خطاب کرنے کی تعلیم دی جس میں تعظیم نہیں اور تعظیمی صیغہ ترک فرما دیا اور انبیائے کرام وغیرہ حضرات عمر بھر اس کو ایسے صیغے سے یاد کرتے رہے جس میں تعظیم نہ تھی۔ درآں حالیکہ تعظیمی صیغہ موجود تھا اور یہ لازم باطل ہے اور اگر کہئے کہ صیغہ واحد میں بھی تعظیم ہے تو تین حال سے خالی نہیں برابر ہے یا کم یا زیادہ۔ اگر برابر ہے تو تعلیم الٰہی کے مطابق صیغہ واحد ہونے اور انبیائے کرام وغیرہ کے صیغہ واحد اختیار فرمانے سے صیغہ واحد راجح ہوا اور صیغہ جمع مرجوح عاقل کی شان نہیں کہ مرجوح کو اختیار کرے اور راجح کو ترک کر دے اور اگر کم ہے تو لازم آیا کہ کم تعظیمی صیغہ کے ساتھ خطاب کرنے کی تعلیم دی گئی اور انبیائے کرام وغیرہ حضرات تمام عمر کم تعظیمی صیغہ سے باری تعالیٰ کو یاد کرتے رہے جو انبیاء کرام کی شان کے لائق نہیں اور یہ صیغۂ جمع استعمال کرنے والے حضرات تعظیم خداوندی بجالانے میں انبیاء کرام سے بڑھ گئے **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ** خاکش بدہن، تعظیم خداوندی میں انبیاء کرام کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ بڑھ جائے

وہ پاک ذوات، ہم گندہ صفات چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور اگر صیغۂ واحد میں تعظیم زیادہ ہے یا صیغۂ واحد ہی میں تعظیم ہے صیغہ جمع میں نہیں تو وہی اختیار کرنا چاہئے تاکہ تعلیم الٰہی کے خلاف نہ ہو اور اپنا عمل انبیائے کرام کے مطابق رہے اور ان کی سنت کے ترک کا

الزام عائد نہ ہونے پائے اور مسلمانوں کو توحید سے برگشتہ کرنے کا خطرہ بھی باقی نہ رہے۔

صیغہ جمع

استعمال کرنے والے حضرات کا ایک شبہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اپنے لئے صیغہ جمع استعمال فرمایا ہے چنانچہ سورۃ (ق) میں ارشاد فرمایا (وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ) اس کی اتباع میں ہم اس کے لئے صیغہ جمع استعمال کرتے ہیں۔

اس کا جواب

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ کبھی استعمال نہیں فرمایا اور اس آیت میں واقع (نَحْنُ) کو پیش کرنا لاعلمی پر مبنی ہے (نَحْنُ) اور اس جیسے متکلم کے صیغے جمع اور واحد دونوں کے لئے موضوع ہیں مگر اس واحد کے لئے جو اپنے آپ کو معظم ظاہر کرے چنانچہ ہمع الھوامع جلد اوّل ص: ۶۰ میں ہے اَلثَّانِیْ نَحْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ مُعَظِّمًا نَفْسَهٗ نحو نَحْنُ نَقُصُّ اَوْمَشَارَكًا الخ. اسی طرح (نَا) ضمیر مرفوع متصل اور (نَا) ضمیر منصوب متصل جیسے (اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ) اور (اِیَّانَا) ضمیر منصوب منفصل جیسے خلیفہ وقت کہے (اِیَّانَا اَطِیْعُوْا) اور (نَا) ضمیر مجرور متصل جیسے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اور (فَاعِلُوْنَ) جیسے (وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) واحد متکلم معظم کے لئے بھی موضوع ہیں جیسے ان آیات وغیرہ میں اور متکلم مع الغیر کے لئے بھی۔

جمع متکلم کا صیغہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ صدور فعل میں متکلم کے ساتھ اور بھی شریک ہیں۔ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ) میں اگر (خَلَقْنَا) کو جمع متکلم قرار دیں تو لازم آئے گا کہ تخلیق سموٰت وارض میں باری تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہے۔ اس اعتقاد کے کفر ہونے میں اصلاً شک نہیں ہو سکتا مگر دیوبندی صاحبان علم سے کوسوں دور ہیں۔ ان دیوبندی صاحبان نے ایسے ترجمے کر کے طلبہ اور عوام الناس کو صحیح راستے سے ہٹا دیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا ۔۔۔ حال طفلاں زبوں شدہ است

تنبیہ ۳

(المصباح المنیر ص:۶) میں اور (مہر منیر ص:۷) میں ہے کہ (عٰلَمِیْن) عالم کی جمع ہے اور (عرف عام میں ہر ماسویٰ اللہ کو عالم کہتے ہیں)

اقول: یہ غلط فاحش ہے اور عرف عام پر افترا۔ عرف عام میں (جمیع ماسویٰ اللہ) کو عالم کہتے ہیں۔ ماسویٰ اللہ کے ہر فرد کو عالم نہیں کہتے ورنہ لازم آئے گا کہ زید کو عالم کہیں کیونکہ وہ بھی ماسویٰ اللہ ہے حالانکہ زید کو عالم نہیں کہا جاتا تا فصول اکبری کی شرح نوادر میں ہے (درعرف عام عبارت است از جمیع ماسویٰ اللہ نہ فردی از افراد لہٰذا عالم زید و بکر نمی گویند) ہاں ہر جنس پر بھی عالم کا اطلاق آیا ہے اسی میں ہے (و ہر جنسی را از آں نیز گفتہ اند مثل عالم افلاک و عناصر اھ) البتہ یہ دونوں صاحبان اگر یوں کہتے کہ دیو بندی عرف میں ہر ماسویٰ اللہ کو عالم کہتے ہیں تو کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ دیو بندی مت سارے عالم سے جدا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً حال طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بداں کہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است مفرد و

جان لو کہ عرب کی گفتگو میں مستعمل لفظ دو قسم پر ہے مفرد اور

مرکب۔ مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و

مرکب۔ مفرد وہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے اور

آں را کلمہ گویند و کلمہ بر سہ قسم است اسم چوں رَجُلٌ و

اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور کلمہ تین قسم پر ہے اسم جیسے رَجُلٌ اور

فعل چوں ضَرَبَ و حرف چوں ھَلْ چنانکہ در تصریف

فعل جیسے ضَرَبَ اور حرف جیسے ھَلْ جو کہ علم صرف میں

معلوم شدہ اما مرکب لفظے باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر

معلوم ہو چکا۔ رہا مرکب وہ ایسا لفظ ہے جو دو کلموں یا زائد سے

حاصل شدہ باشد مرکب بر دو گونہ است مفید وغیر

حاصل ہوا ہو۔ مرکب دو قسم پر ہے مفید اور غیر مفید۔

مفید۔ مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع

مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر سکوت کرے تو سننے والے

را خبرے یا طلبے معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز

کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو اور اس کو جملہ کہتے ہیں اور کلام بھی

پس جملہ بر دو قسم است خبریہ و انشائیہ

پس جملہ دو قسم پر ہے خبریہ اور انشائیہ

سوالات

مستعمل، مفرد، مرکب، مفید کیا صیغے ہیں اور ان کے مصدر کیا ہیں؟ اور کون کون سے باب سے؟ اور تصریف سے کیا مراد اور یہ کون سے باب کا مصدر ہے؟ اسم ثلاثی مجرد کے کتنے اوزان ہیں؟ (رَجُلٌ) کس وزن

پر ہے؟ (ضَرَبَ) کون سا فعل ہے اور کون سا صیغہ اور کس باب سے؟ اور ان سب صیغوں میں سے کس کا باب ثلاثی مجرد کا ہے؟ اور کس کس کے باب ثلاثی مزید کے ہیں؟ ثلاثی مجرد کے باب کتنے ہیں اور کیا کیا؟ ثلاثی مزید کے کتنے باب ہیں اور کیا کیا؟

فصل

بدانکہ جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق وکذب

جان لو کہ جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ

صفت تواں کرد و آں بر دو نوع است اوّل آں کہ جزو

موصوف کیا جا سکے اور وہ دو قسم پر ہے اوّل وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جزو

اوّلش اسم باشد و آں را جملہ اسمیہ گویند چوں زَیْدٌ عَالِمٌ

اسم ہو۔ اور اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ

یعنی زید دانا ست جزوِ اوّلش مسند الیہ است و آں را مبتدا

معنی یہ کہ زید جاننے والا ہے اس کا پہلا جزو مسند الیہ ہے اور اس کو مبتدا

گویند و جزوِ دوم مسند ست و آں را خبر گویند۔ دوم آنکہ

کہتے ہیں اور جزو دوم مسند ہے اور اس کو خبر کہتے ہیں۔ دوم وہ جملہ خبریہ

جزوِ اوّلش فعل باشد وآں را جملہ فعلیہ گویند چوں ضَرَبَ

جس کا پہلا جزو فعل ہو اور اس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ

زَیْدٌ زد زید جزو اولش مسند ست وآں را فعل گویند و جزوِ دوم

معنی یہ کہ مارا زید نے۔ اس کا پہلا جزو مسند ہے اور اس کو فعل کہتے ہیں اور جزوِ دوم

مسند الیہ است وآں را فاعل گویند

مسند الیہ ہے اور اس کو فاعل کہتے ہیں

سوالات

قائل، عالم، مسند کون سے صیغے ہیں؟ ہر ایک کا مصدر اور باب بتایئے اور ہر مصدر کے معنی۔ اسی طرح آخر کتاب تک اساتذہ طلبہ سے سوالات کریں تاکہ صیغوں اور ابواب کی شناخت میں پوری مہارت حاصل ہو جائے۔

سوال: زَیْدٌ عَالِمٌ کی ترکیب کیسے کی جائے گی؟

جواب: یوں (زَیْدٌ) مبتدا (عَالِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اُس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا، (عَالِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: ضَرَبَ زَیْدٌ کی ترکیب کیسے کی جائے گی؟

جواب: اس طرح (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، (زَیْدٌ) فاعل، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال: جس جملہ کے قائل کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اس کو (خبریہ) کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: خبریہ میں یائے نسبت ہے تو اس کے معنی ہوئے (خبر والا) اور خبر کہتے ہیں اصطلاح میں اس کلام کو

جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اور جملۃ کہتے ہیں اس کلام کو جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ **نظر بر آں** (جملۃ) عام ہے اور (خبر) خاص تو یہ تسمیہ از قبیل نسبۃ العام الی الخاص ہوا جیسے علم کو تصوی اور تصدیقی کے ساتھ موسوم کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

سوال: جملہ کو (اسمیہ) اور (فعلیہ) کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: جملہ کو (اسمیہ) اور (فعلیہ) کے ساتھ موسوم کرنا از قبیل (نِسْبَةُ الْكُلِّ إِلَى إِسْمِ جُزْئِهِ الْأَوَّلِ) ہے کہ اسمیہ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کے جزو اوّل (زَيْد) کو اسم کہتے ہیں اور فعلیہ جیسے (ضَرَبَ زَيْدٌ) کے جزو اوّل (ضَرَبَ) کو فعل کہتے ہیں۔

تنبیہ

نحو میر کی شروح (المصباح المنیر ص:۱۳۰) اور (مہر منیر ص:۱۵) میں (اسمیہ) اور (فعلیہ) کے ساتھ جملہ کے تسمیہ کو (تسمیۃ الکل باسم اوّل الجزء) قرار دیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے جس سے طلبہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ جملہ کو (اسمیہ) اور (فعلیہ) کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اور (اسمیہ) و (فعلیہ) جزو اوّل کے نام نہیں پھر یہ تسمیۃ الکل باسم اوّل الجزء کے قبیل سے کیسے ہو گیا۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملاّ ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

بدانکہ مسند حکم است و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم

جان لو کہ مسند محکوم بہ ہے اور مسند الیہ وہ جس پر حکم کریں اور اسم

مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نہ تواند بود

مسند اور مسند الیہ ہو سکتا ہے اور فعل مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہیں ہو سکتا

و حرف نہ مسند باشد نہ مسند الیہ

اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ

سوال: حکم کے کیا معنی؟

جواب: کبھی حکم کے معنی (اسناد) آتے ہیں، یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے مثال مذکور میں (عَالِمٌ) کو (زَیْدٌ) کی طرف منسوب کیا تو اس سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ زید صفت علم کے ساتھ موصوف ہے یا (ضَرَبَ) کو (زَیْدٌ) کی جانب منسوب کیا تو اس سے زید کے مارنے کی خبر معلوم ہوئی اور جب کسی نے کسی سے کہا کہ (اِضْرِبْ) جس کا اردو ترجمہ ہے (مار) تو اس سے مارنے کی طلب مفہوم ہوئی کہ کہنے والا اپنے مخاطب سے (ضَرْبُ) طلب کرتا ہے اس منسوب کرنے کو (نسبت) بھی کہتے ہیں۔ تو حکم، اسناد، نسبت۔ تینوں کے ایک معنی ہیں اور مذکورہ بالا عبارت (مسندالیہ آنچہ بر و حکم کنند) میں حکم کے یہی معنی ہیں اور اس کا مطلب یہ کہ مسندالیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر معلوم ہو یا طلب چونکہ مسندالیہ پر کسی چیز کا حکم ہوتا ہے اس لئے مسندالیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) اور کبھی حکم کے معنی محکوم بہ آتے ہیں چنانچہ (مسند حکم است) میں یہی معنی مراد ہیں اور مقصود یہ کہ مسند وہ ہے جس کے ساتھ حکم کیا جائے یعنی جس کو کسی چیز کی طرف منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو اس سے کوئی خبر معلوم ہو یا طلب۔

(۳) اور کبھی حکم جملہ خبریہ کو کہتے ہیں (۴) اور کبھی علم تصدیقی کو جس کا بیان صغریٰ، کبریٰ وغیرہ منطق کی کتابوں میں ہوتا ہے۔

بدانکہ جملہ انشائیہ آں ست کہ قائلش را بصدق و

جان لو کہ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور

کذب صفت نہ تواں کرد و آں بر چند قسم است امر چوں

جھوٹ کے ساتھ موصوف نہ کیا جاسکے اور وہ چند قسم پر ہے امر جیسے

اِضْرِبْ و نهی چوں لَا تَضْرِبْ واستفهام چوں هَلْ

اِضْرِبْ اور نہی جیسے لَا تَضْرِبْ اور استفہام جیسے هَلْ

ضَرَبَ زَيْدٌ وتَمَنّي چوں لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ وتَرَجّي

ضَرَبَ زَيْدٌ اور تمنی جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ اور ترجی

چوں لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ و عقود چون بِعْتُ واِشْتَرَيْتُ و

جیسے لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ اور عقود جیسے بِعْتُ اور اِشْتَرَيْتُ اور

نِدَا چوں يَا اللهُ وعرض چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ

ندا جیسے یا اللہ اور عرض جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ

خَيْرًا و قسم چوں وَاللهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا وتعجب چون

خَيْرًا اور قسم جیسے وَاللهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا اور تعجب جیسے

مَا اَحْسَنَهٗ وَ اَحْسِنْ بِهٖ

مَا اَحْسَنَهٗ و اَحْسِنْ بِهٖ

ترکیب

قوله: اِضْرِبْ. (اِضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ

جس میں (اَنْ) ضمیر فاعل، (تــا) علامت خطاب، (اِضْـرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح امر غائب معروف اور مجہول بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں۔

قوله: لَا تَضْرِبْ . (لَا تَـضْـرِبْ) فعل نہی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر فاعل، (تـا) علامت خطاب، (لَا تَـضْـرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح نہی غائب اور مجہول کے صیغے بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں۔

قوله: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ . میں (هَلْ) حرف استفہام، (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) فاعل (ضَـرَبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا یہ مثال استفہام کی ہے جس کے معنی ہیں (دریافت کرنا) اور یہاں مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔

تنبیہ

(المصباح المنیر ص:۲۰) میں استفہام کی تعریف بایں الفاظ کی ہے (وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی واقعہ گذرے ہوئے یا موجودہ یا آئندہ سے سوال ہو اور اس میں حرف استفہام شروع میں داخل ہو) اور (مہر منیر ص:۱۹) میں بایں الفاظ (جملہ استفہامیہ) اصطلاح میں اس جملہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی ناواقف آدمی کسی واقف کار مخاطب سے کسی نامعلوم چیز کو سمجھنے کی خواہش کرے اور اپنی خواہش کے اظہار میں استفہام کا کوئی حرف لائے۔

اقول : یہ دونوں تعریفیں جامع نہیں اور اصطلاحی کہنا افترا کیونکہ (مَـنْ اَبُـوكَ) بالاجماع جملہ استفہامیہ ہے حالانکہ اس میں حرف استفہام نہیں نہ شروع میں نہ بیچ میں نہ آخر میں مذکور نہ مقدر، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ حال طفلاں زبوں شدہ است

قوله: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ . میں (لَيْتَ) حرف مشبہ بہ فعل (زَيْدًا) اس کا اسم (حَاضِرٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر پوشیدہ فاعل، (حَـاضِـرٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، (لَيْـتَ) حرف مشبہ بہ فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

یہ مثال تمنی کی ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کی محبت خواہ حصول کی امید ہو یا نہ ہو اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔

قوله: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ. میں (لَعَلَّ) حرف مشبہ بہ فعل (عَمْرًا) اس کا اسم (غَائِبٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر پوشیدہ فاعل، (غَائِبٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، (لَعَلَّ) حرف مشبہ بہ فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

یہ (ترجّی) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں ایسے امر محبوب یا مکروہ کی امید کرنا جس کے حصول پر وثوق نہ ہو اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔

قوله: بِعْتُ. (بِعْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، (بِعْتُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قوله: اِشْتَرَيْتُ. (اِشْتَرَيْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، (اِشْتَرَيْتُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ مثال عقود کی ہے اور (عُقُوْدُ) جمع (عَقْد) ہے اور (عقد) کے معنی ایجاب وقبول اور ایجاب وقبول وہ جملے جو عَاقِدَیْن بولتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کی خرید وفروخت کرتے وقت بائع نے کہا (بِعْتُ) اور مشتری نے کہا (اِشْتَرَيْتُ) تو جملہ (بِعْتُ) ایجاب ہوا اور جملہ (اِشْتَرَيْتُ) قبول۔

قوله: يَا اَللّٰهُ. اس میں (یا) حرف ندا قائم مقام (اَدْعُو) اور (اَدْعُو) فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، (اللّٰه) اسم جلالت منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضم منصوب محلا مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ (ندا) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں (پکارنا) اور مراد وہ جملہ ہے جس سے یہ معنی بذریعہ حرف ندا مفہوم ہوتے ہوں۔

قوله: اَلَاتَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا. اس میں (اَلَاتَنْزِلُ بِنَا) بمعنی اَلَا يَكُوْنُ مِنْكَ نُزُوْلٌ جس میں (اَ) ہمزۂ استفہام برائے عرض اور (لَا يَكُوْنُ) نفی فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب (فعل تام) (مِنْ) حرف جار (ك) ضمیر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (نُزُوْلٌ) معطوف علیہ (فا) برائے عطف اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر (تُصِيْبَ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، (تا) علامت خطاب (خَيْرًا) مفعول بہ، (تُصِيْبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول

بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف (نُــزُوْلٌ) معطوف علیہا اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (لَایَکُوْنُ) فعل تام اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ (عرض) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں (نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب کرنا) اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی بذریعہ ہمزۂ استفہام مفہوم ہوں اور بعض اساتذہ (اَلَا تَــنْــزِلُ بِنَــا) کی ترکیب علیحدہ کرتے ہیں بایں طور کہ (اَ) ہمزہ استفہام برائے عرض (لَا تَــنْــزِلُ) نفی فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْــتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، (تا) علامت خطاب، (با) حرف جار (نا) ضمیر مجرور متصل مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، (لَا تَنْزِلُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا اور (اَلَا یــکُونُ مِنْكَ نُزُولٌ) کی ترکیب علیحدہ جوڑ کر کردی گئی۔

تنبیــــہ

(المصباح المنیر ص:۱۸) اور (مہر منیر ص:۲۱) دونوں میں (فـــا) کے بعد (اَنْ) ناصبہ مقدر ماننے کے باوجود (تَصِیْبَ خَیْرًا) جملہ کو جوابِ عرض قرار دیا ہے۔

اقول : مبتدی طلبہ بھی یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ یہ باطل فاحش ہے کیونکہ (اَنْ) ناصبہ فعل کے ساتھ مل کر بمعنی مصدر ہوتا ہے اور مصدر مفرد ہوتا ہے نہ جملہ پھر جوابِ عرض کیسے ہو جائے گا کہ جواب تو جملہ ہوتا ہے نہ مفرد۔

پھر (المصباح المنیر) میں اس مثال کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (کیوں نہیں آیا تو ہمارے پاس کہ حاصل کرتا تو بھلائی کو) مثال میں (لَا تَــنْــزِلُ) فعل مضارع ہے اور ترجمہ کیا ہے ماضی کا، یہ فاضل دیوبند ہیں جن سے ترجمہ بھی صحیح نہیں ہوتا اور شرح لکھنے کا شوق دامنگیر سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاًّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

قولہ : وَ اللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا . اس میں (واو) حرفِ جار برائے قسم (اللّٰہِ) اسم جلالت مجرور، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا۔ (اُقْسِمُ) مقدر کا (اُقْسِمُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، (اُقْسِمُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ ہوا۔

یہ قسم کی مثال ہے جس کے معنی ہیں فارسی میں (سوگند) اور مراد وہ جملہ جو سوگند پر مشتمل ہو۔ (اُقْسِمُ وَاللّٰہِ)

چونکہ (وَاللّٰہِ) پر مشتمل ہے اور (وَاللّٰہِ) سوگند ہے لہٰذا پورے جملہ کو قسم کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ یہ تسمیہ از قبیل تسمیۃ الکل باسم الجزء ہوا فتامل۔

لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا . میں (لَاَضْرِبَنَّ) صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، (زَیْدًا) مفعول بہ (لَاَضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہوا۔

تنبیہ ۸

(المصباح المعیر ص:۱۹) اور (مہر منیر ص:۲۱) دونوں میں قسم اور جواب قسم دونوں کو ملا کر جملہ قسمیہ قرار دیا ہے۔

اقول : یہ فاحش غلطی ہے کیونکہ جملہ انشائیہ صرف قسم ہے اور قسم کا جواب مذکور جملہ خبریہ ہے حاشیہ ملا عبدالحکیم برحاشیہ ملّا عبدالغفور قدس سرہما میں ص:۲۴۶ پر مذکورہ جیسی صورت میں فرمایا وَالْاِنْشَائِیَّۃُ اَنَّمَا ہِیَ الْقَسَمُ اھ غالباً ترکیب ذہنی زادہ نظر سے نہیں گذری ورنہ معلوم ہو جاتا کہ نحوی قسم اور جواب قسم کو ملا کر ایک جملہ قرار نہیں دیتے بلکہ قسم اور جوابِ قسم کو الگ الگ دو جملے قرار دیتے ہیں۔ جملہ انشائیہ اور جملہ خبریہ کو ملا کر جملہ انشائیہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بیوقوف کہہ بیٹھے کہ سفیدی اور سیاہی مل کر سفیدی ہوگئی۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

قولہ : مَا اَحْسَنَہٗ . میں (مَا) اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب مبتدا (اَحْسَنَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، راجع بسوئے مبتدا، (ھا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (اَحْسَنَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ : اَحْسِنْ بِہٖ . اس میں (اَحْسِنْ) فعل امر حاضر معروف بمعنی فعل ماضی معروف (اَحْسَنَ) (با) حرف جار زائد (ھا) ضمیر مجرور متصل، مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید فاعل (اَحْسِنْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ دونوں مثالیں تعجب کی ہیں جس کے معنی ہیں وہ کیفیت جو نفس میں ایسے امر کے علم سے پیدا ہوئی جس

کا سبب مخفی ہو۔اسی واسطے کہا گیا کہ بروقت ظہور سبب تعجب زائل ہوجاتا ہے اور مراد وہ جملہ جو اس معنی کے انشا پر دلالت کرے۔

تنبیہ

(مہر منیر ص:۲۱) میں باعتبار لغت (تعجب) کو بمعنی (حیرت) بتایا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے اور لغت پر افترا رخالص۔(تعجب) کے لغوی معنی تو وہی ہیں جو ہم نے اوپر ذکر کئے اور اردو میں اس کا ترجمہ ہے (اچنبھا) اور حیرت کے معنی ہیں (سرگشتہ شدن) جس کا ترجمہ ٹھیٹ اردو میں (ڈانواں ڈول ہونا)۔اگر (حیرت) کو مجازاً بمعنی (تعجب) استعمال کریں تو یہ لغوی معنی نہ ہوں گے۔کیا کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ لفظ (اسد) کے لغوی معنی (رجل شجاع) ہیں، ہرگز نہیں کیونکہ یہ معنی مجازی ہیں اور لغوی معنی حقیقی ہوتے ہیں نہ مجازی اس لئے کہ لغت کا موضوع حقیقی معنی بیان کرنا ہے۔سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں
جان لو کہ مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر
سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے حاصل نشود وآں بر سہ قسم
خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہو اور وہ تین قسم پر
است۔اوّل مرکب اضافی چوں غُلَامُ زَیْدٍ جزوِ اوّل
ہے۔ پہلا مرکب اضافی جیسے غُلَامُ زَیْدٍ پہلے جزو

را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ و مضاف الیہ

کو مضاف کہتے ہیں اور دوسرے جزو کو مضاف الیہ اور مضاف الیہ

ہمیشہ مجرور باشد۔ دوم مرکب بنائی واو آنست کہ دو اسم

ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ دوسرا مرکب بنائی اور وہ ایسا مرکب ہے کہ دو اسم کو

را یکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفے باشد چوں اَحَدَ

ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ

عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ دراصل اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ وتِسْعَةٌ وَّ

سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک کہ یہ اصل میں اَحَدٌ وَ عَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَ

عَشَرٌ بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند و

عَشَرٌ تھے۔ واو کو حذف کر کے دونوں اسم کو ایک کر دیا

ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح اِلّا اِثْنَا عَشَرَ کہ جزوِ اوّل معرب

اور اس کے دونوں جزو فتح پر مبنی ہوتے ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کہ اس کا جزوِ اول معرب

است سوم مرکب منع صرف واو آنست کہ دو اسم را

ہے تیسرا مرکب منع صرف اور وہ ایسا مرکب ہے کہ دو اسم کو

یکے کردہ باشند واسم دوم متضمن حرفے نباشد چوں بَعْلَبَكُّ

ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہ ہو جیسے بَعْلَبَكُّ

وحَضْرَ مَوْتُ کہ جزوِ اوّل مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر

اور حَضْرَ مَوْتُ کہ اس کا جزو اوّل مبنی ہوتا ہے فتح پر اکثر

علماء و جزوِ دوم معرب **بدانکہ** غیر مفید ہمیشہ جزوِ جملہ

علماء کے مذہب میں اور دوسرا جزو معرب جان لو کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جزو

باشد چوں غُلامُ زَیْدٍ قَائِمٌ وعِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا

ہوتا ہے جیسے غُلامُ زَیْدٍ قَائِمٌ اور عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا

وجَآءَ بَعْلَبَكُّ

اور جَآءَ بَعْلَبَكُّ

بَعْلَبَكُّ یہ ایک شہر کا نام ہے جو ملک شام میں تھا۔ دو اسم سے مرکب ہے، ایک (بَعْل) کہ ایک بت کا نام ہے جو اس شہر میں تھا الیاس علیہ السلام کی قوم اس کو پوجتی تھی۔ اسی کے بارے میں ارشاد قرآنی ہوا **اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ** اور (بَكّ) بادشاہ کا نام ہے جو اس شہر کا مالک اور اُس بت کو پوجتا تھا تو اس شہر کا نام معبودِ باطل اور عابد لا یعقل کے ناموں سے مل کر بنا اور (حَضْرَ مُوْتُ) ایک شہر کا نام ہے جو ملک (یمن) میں واقع (حَضْر) بمعنی شہر اور (موت) بمعنی مرگ سے مل کر بنا ہے۔ غالباً یاں مناسبت کہ وہاں موت کا وقوع بکثرت ہوتا تھا (بر مذہب اکثر علماء) کہنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض علماء کا

مذہب کچھ اور ہے چنانچہ وہ دو مذہب ہیں۔

اوّل: یہ کہ دونوں جزو معرب ہیں اور اوّل مضاف بسوئے ثانی اور جزو ثانی معرب منصرف۔

دوم: یہ کہ دونوں معرب اور اوّل مضاف بسوئے ثانی اور جزو ثانی معرب غیر منصرف۔

ترکیب

قوله: غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ. میں (غُلَامُ) مضاف (زَيْدٍ) مضاف الیہ، (غُلَامُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کا غلام کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

قوله: عِنْدِىْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا. میں (عِنْدِ) مضاف (یائے متکلم) مضاف الیہ (عِنْدَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔ (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (اَحَدَ عَشَرَ) مرکب بنائی جس کے دونوں جزو مبنی بر فتح ممیز، (دِرْهَمًا) تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس گیارہ روپے ہیں۔

قوله: جَآءَ بَعْلَبَكُّ. میں (جَآءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (بَعْلَبَكُّ) مرکب منع صرف جس کا جزو اوّل مبنی بر فتح اور جزو ثانی غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، (جَآءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بَعْلَبَكُّ آگیا۔

فصل

بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرَبَ

جان لو کہ کوئی جملہ کم دو کلموں سے نہیں ہوتا دونوں ملفوظ ہوں جیسے ضَرَبَ

زَيْدٌ و زَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چون اِضْرِبْ کہ اَنْتَ درو مستتر

زَيْدٌ اور زَيْدٌ قَائِمٌ یا ایک مقدر جیسے اِضْرِبْ کہ اَنْتَ اس میں پوشیدہ

است وازیں بیشتر باشد وبیشتر را حدے نیست

ہے اور جملہ دو کلموں سے زائد بھی ہوتا ہے اور زائد کے لئے کوئی حد نہیں

(ضَرَبَ زَيْدٌ) یہ اس جملہ کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے اور دونوں ملفوظ ہیں۔

ترکیب

قوله: ضَرَبَ زَيْدٌ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) فاعل (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مارا زید نے۔ یہ مثال جملہ فعلیہ کی ہوئی۔

قوله: زَيْدٌ قَائِمٌ. اس میں (زَيْدٌ) مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔ یہ اس کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے اور دونوں ملفوظ پہلا کلمہ (زَيْدٌ) اسم ہے اور دوسرا کلمہ (قَائِمٌ) بھی اسم ہے۔ یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہوئی۔

قوله: اِضْرِبْ. (اِضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ فاعل، (اِضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: تو مار

یہ اس جملہ کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے۔ لیکن دونوں ملفوظ نہیں بلکہ ایک ملفوظ ہے یعنی (اِضْرِبْ) اور دوسرا مقدر یعنی (اَنْتَ) جو (اِضْرِبْ) میں پوشیدہ ہے اور جملہ دو کلموں سے زیادہ کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے جیسے (ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا ضَرْبًا) یہ چار کلموں سے مرکب ہے اور چاروں ملفوظ ہیں۔ اس کا ترجمہ ہے زید نے عمرو کو حقیقتاً مارا۔

تنبیہ

(المصباح المنیر ص:۲۵) میں مثال کتاب (اِضرِبْ) کے بجائے (اُنْصُرْ) مثال بیان کرکے فرماتے ہیں کہ اصل میں (اُنْصُرْ اَنْتَ) ہے۔

اقول: یہ غلط فاحش ہے کہ یہ مثال تھی ایک کلمہ کے ملفوظ اور دوسرے کلمہ کے مقدر ہونے کی اور اب دونوں ملفوظ ہوگئے۔ پھر تعلیل میں ترقی کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اور اسی طرح تمام امر حاضر معروف و مجہول کے صیغوں میں ضمائر مرفوع منفصل مستتر ہوا کرتی ہیں اور وہ ضمائر فاعل ہوا کرتی ہیں)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ!

اور (مہر منیر ص:۲۶) میں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا ضَرْبًا کا ترجمہ کیا ہے زید نے عمرو کو اچھی طرح مارا۔ یہ بھی غلط فاحش ہے کہ (ضَرْبًا) اس مثال میں مفعول مطلق تاکیدی ہے اور ترجمہ مفعول مطلق نوعی کا کردیا کیونکہ (اچھی طرح مارنا) مارنے کی ایک نوع ہے۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ سچ ہے کہ

به ہمی مکتب و ہمی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

بدانکہ چوں کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را

جان لو کہ جب جملہ کے کلمات زیادہ ہوں تو اسم اور فعل اور حرف کو

با یکدیگر تمیز باید کردن و نظر نمودن کہ معرب است یا مبنی و

ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ معرب ہے یا مبنی

عامل است یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات با یکدیگر

اور عامل ہے یا معمول اور یہ جاننا چاہئے کہ کلمات کا تعلق آپس میں

چگونہ است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ بتحقیق معلوم شود

کیسا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ ظاہر ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جائیں

چنانچہ درودِ رضوی

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَا

کے کلمات میں بایں طور تمیز کی کہ اسم جلالت (اللّٰه) اسم ہے اسی طرح (رب) اسم ہے اور اسم رسالت (محمّد) بھی اسم اور (صَلّٰی) فعل ہے اور (علٰی) حرف جار ہے اور (ھا) ضمیر مجرور اسم ہے اور (و) حرف عطف ہے اور (سَلَّمَ) فعل ہے اور (الف) برائے اشباع حرف ہے اور (نحنُ) ضمیر جمع متکلم اسم ہے (عِبادُ) جمع (عَبْدُ) اسم ہے۔ باقی حسب مذکور۔

معرب اور **مبنی** ہونے کے اعتبار سے نظر کی تو معلوم ہوا کہ اسم جلالت (اللّٰه) معرب ہے اور (رَبُّ) بھی اسی طرح اسم رسالت (محمّد) بھی اور (صلّٰی) مبنی ہے اور (علیٰ) بھی اور (الف) برائے اشباع اور (نحنُ) بھی اور (عِبادُ) معرب ہے باقی حسب مذکور۔

اور عامل و معمول ہونے کے لحاظ سے نظر کی تو ظاہر ہوا کہ اسم جلالت معمول ہے اسی طرح (ربُّ محمّدٍ) بھی کہ مبتدا و خبر ہیں دونوں کا عامل (ابتدا) اور (صلّٰی) فعل عامل ہے اور اس میں (ھو) ضمیر پوشیدہ فاعل معمول ہے اور (علٰی) حرف جار عامل ہے اور (ھا) ضمیر مجرور معمول، اور (و) حرف عطف غیر عامل، اور (سَلَّمَ) فعل عامل ہے اور اس میں (ھو) ضمیر پوشیدہ فاعل معمول ہے اور (الف) برائے اشباع غیر عامل اور (نحنُ) معمول ہے اور (عبادُ محمّد) بھی دونوں کا عامل ابتدا ہے باقی حسب مذکور۔

اور ان کلمات کو باہمی تعلق کے اعتبار سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسم جلالت (اللّٰه) اور (ربُّ محمّدٍ) میں یہ تعلق ہے کہ اوّل مسند الیہ ہے اور دوم مسند اور (رَبُّ) اور اسم رسالت میں یہ تعلق ہے کہ اوّل مضاف اور دوم مضاف الیہ ہے اور (صلّٰی) کا اس میں پوشیدہ ضمیر (ھو) کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ اوّل مسند اور دوم مسند الیہ ہے اور (عَلٰی) حرفِ جار کا تعلق (صَلّٰی) کے ساتھ یہ ہے کہ وہ (صلّٰی) کے معنی کو اپنے مجرور تک پہونچاتا ہے

اور اس کا ظرف لغو ہے اور (و) کا تعلق ماقبل اور مابعد دونوں سے یہ ہے کہ اپنے مابعد (سَلَّمَ) کو اپنے ماقبل (صلّی) پر عطف کرتا ہے اور (سَلَّمَ) کا تعلق اس میں پوشیدہ ضمیر (ھو) کے ساتھ وہی جو (صلّی) کا تھا اور (نحنُ) کا تعلق (عِبَادُ مُحمَّد) کے ساتھ یہ ہے کہ اوّل مسند الیہ اور دوم مسند ہے اور (عِبَادُ) کا تعلق اسم رسالت کے ساتھ یہ کہ اوّل مضاف اور دوم مضاف الیہ ہے۔ باقی کا وہی جو مذکور ہوا اور (صلّی) اور (سَلَّمَ) دونوں بمعنی مستقبل کہ مقام دعا میں ہیں۔ اس تفصیل سے درود رضوی کے معنی جو بہ تحقیق معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا مالک ہے۔ اللہ ان پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مملوک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ اے رب!

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

فصــــل

بدانکه علامت اسم آنست کہ الف ولام یا حرف جر در

جان لو کہ اسم کی علامت یہ ہے کہ الف لام (حرف تعریف) یا حرف جر

اوّلش باشد چوں اَلْحَمْدُ وبِزَیدٍ یا تنوین در آخرش باشد

اس کے اوّل میں ہو جیسے اَلْحَمْدُ اور بِزَیدٍ یا تنوین اس کے آخر میں ہو

چوں زَیْدٌ یا مسند الیہ باشد چوں زَیْدٌ قَائِمٌ یا مضاف باشد

جیسے زَیْدٌ یا مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں (زید) یا مضاف ہو

چون غُلَامُ زَیْدٍ یا مُصَغّر باشد چوں قُرَیْش یا منسوب باشد

جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں (غلام) یا مصغر ہو جیسے قُرَیْش یا منسوب ہو

چوں بَغْدَادِیّ یا مُثنیٰ باشد چوں رَجُلَان یا مجموع باشد چوں

جیسے بَغْدَادِیّ یا مُثنیٰ ہو جیسے رَجُلَان یا جمع ہو

رِجَالٌ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے

جیسے رِجَالٌ یا موصوف ہو جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں (رَجُلٌ) یا تائے

متحرک بدو پیوند د چون ضَارِبَة

متحرک (آخر میں) اس کے لگی ہو جیسے ضَارِبَة

قولہ: (علامت) بمعنیٰ (خاصہ) ہے اور نحویوں کی اصطلاح میں (خاصۃ الشئی) وہ ہے جو شئی سے خارج ہو اور شئی کے ساتھ پایا جائے اور شئی کے غیر کے ساتھ نہ پایا جائے مصنف علیہ الرحمتہ نے یہاں پر اسم کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب ایسی ہی ہیں کہ اسم میں پائی جاتی ہیں غیر میں نہیں پھر علامت کی دو قسم ہے۔

اوّل: شاملة جو اسم کے ہر فرد میں پائی جائے کوئی فرد اس سے کسی وقت خالی نہ ہو ان میں ایسی کوئی علامت نہیں۔

دوم: غیر شاملة جو اسم کے بعض افراد میں بعض اوقات پائی جائے یہاں پر مذکورہ علامت سب کی سب ایسی ہی ہیں بلکہ اسم کے لئے علامت شاملة ہے ہی نہیں جو اس کے ہر فرد میں ہر وقت پائی جائے پھر علامتیں دو قسم پر ہیں۔

اوّل: لفظی جو پڑھنے میں آئیں جیسے اَلْحَمْدُ میں الف لام اور بِزَیْدٍ میں (با) حرفِ جار اور زَیْدٌ میں تنوین۔

دوم: معنوی جو پڑھنے میں نہ آئیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں (زَیْدٌ) کا مسند الیہ ہونا کہ ذہنی حکم ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا اور غُلَامُ زَیْدٍ میں (غُلَام) کا مضاف ہونا کہ یہ بھی ذہنی حکم ہے جو زبان سے پڑھا نہیں جاسکتا۔

اور قریش میں یائے تصغیر لفظی علامت ہے یہ (قِرش) کی تصغیر ہے اور (قرش) ایک دریائی جانور کو کہتے ہیں جو تمام دریائی جانوروں پر غالب رہتا ہے۔ اسی مناسبت سے عرب کا ایک قبیلہ اس لفظ کے ساتھ

موسوم ہوا کہ وہ بھی تمام قبائل پر غالب تھا۔ **نظر بر آں** یہ تصغیر برائے تعظیم ہے اور (بَغدادِی) میں یائے نسبت لفظی علامت ہے یہ (بغداد) شہر کی طرف نسبت ہے جہاں پر حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی اپنے مزار پاک میں آرام فرما ہیں اور (رَجُلَان) میں الف ونون لفظی علامت ہیں۔ یہ (رَجُل) بمعنی مرد کا تثنیہ ہے اور (رِجَال) میں موجودہ تغیر جو (رَجُل) میں ہوا ملفوظ ہونے کی وجہ سے علامت لفظی ہے یہ (رَجُل) کی جمع ہے اور جَاءَ نِی رَجلٌ عَالِمٌ میں (رَجُل) کا موصوف ہونا یہ بھی ذہنی حکم ہے جس کو زبان سے نہیں پڑھ سکتے لہٰذا یہ علامت معنوی ہے اور (ضَارِبَة) میں تائے متحرکہ یہ بھی علامت لفظی ہے۔

الحاصل مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی یہاں پر گیارہ علامتیں بیان فرمائیں جن میں آٹھ لفظی ہیں اور تین معنوی۔

ترکیب

قوله: زَیْدٌ قَائِمٌ. میں (زَیْدٌ) مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قوله: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ. کی ترکیب یوں کی جائے گی کہ (جَاءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (رَجُلٌ) موصوف (عَالِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے موصوف، (عَالِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس مرد دانا آیا۔

تنبیہ ۱۲ تا ۱۵

(المصباح المنیر) اور (مہر منیر) میں اس مقام پر چند غلطیاں واقع ہوئیں۔

اوّل: جو سب سے افحش اور اقبح ہے یہ کہ (المصباح المنیر ص: ۲۷) میں (خاصہ) کی دو قسم (شاملة) اور (غیر شاملة) کر کے دوسری قسم یعنی (غیر شاملة) کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

(اور ایک وہ جو تمام افراد میں نہ پائی جائے بلکہ بعض میں پائی جاتی ہے جیسے بالفعل لکھنا کہ بہت سے

لکھے پڑھے بھی بعض اوقات اس صفت سے متصف نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود انسان کے سوا کسی اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا)

اقــول: اور قرآن کریم نے فرمایا کہ انسان کے سوا دوسری نوع میں یہ خاصہ پایا جاتا ہے سورہ یونس شریف میں ہے (اِنَّ رُسُلَنَا یکتبُونَ مَا تَمْکُرُوْنَ) ترجمہ بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ فرشتہ انسان کے سوا نوع ہے تو قرآن کریم نے انسان کے سوا دوسری نوع میں بالفعل لکھنے کا اثبات فرمایا اور آپ اس کی نفی کرتے ہیں پس آپ کے اس قول سے مذکورہ آیت کریمہ کی تکذیب لازم آئی۔ اب دیوبندی دارالافتاء سے دریافت کیجئے کہ ایمان رہا یا گیا۔ **استغفر اللہ العظیم** لزوم تکذیب کی وجہ یہ کہ آپ نے (کتــابت) کو انسان کے لئے (خاصہ حقیقیہ) قرار دے دیا جس کے معنی ہیں کہ وہ شئی کے کسی غیر میں نہ پایا جائے اور آپ نے یہی کہا کہ (انسان کے سوا اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا)

حــالانکه (کتـابت) انسان کے لئے (خاصہ اضافی) ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ شئی کے بعض اغیار میں نہ پایا جائے اور بعض میں پایا جائے اور (کتابت) ایسی ہی ہے کہ انسان کے بعض اغیار میں نہیں پائی جاتی جیسے شجر، حجر، اور بعض میں پائی جاتی ہے جیسے فرشتے، جن، یہ الزام عارف جامی قدس سرہ السامی پر وارد نہ ہوگا کہ انہوں نے خاصۂ حقیقی ہونے کی تصریح نہیں کی جیسے ان حضرت نے کی ہے۔

دوم: یہ کہ (مہر منیر ص:۲۹) میں (منسوب) کی تعریف بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے۔

قولہ یا منسوب باشد الخ نسبۃ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو کسی اسم کے آخری حرف کو مکسور کر کے آخر میں ایک یائے مشدد نسبتی لگا دینے کو کہتے ہیں۔

اقــول: یہ غلط ہے یائے نسبتی لگا دینے کو منسوب نہیں کہتے ہیں بلکہ منسوب اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر یائے نسبتی لگی ہو، اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ خود (منسوب) کو اسم مفعول کا صیغہ بتا رہے ہو اور تعریف کرتے ہو معنی مصدری کے ساتھ شارح بننے کا شوق اور یہ بے تکا ذوق۔

سلیقہ یہ ہے علم کے حاملوں کا　　　تو پھر پوچھنا کیا نرے جاہلوں کا

ســوم: یہ کہ مصنف علیہ الرحمہ نے علامات اسم میں بیان فرمایا کہ (یا مثنیٰ باشد) یعنی یا اس میں علامت تثنیہ ہو (یا مجموع باشد) یعنی یا اس میں علامت جمع ہو اس پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ فعل بھی تثنیہ و جمع ہوتا ہے تو

علامت تثنیہ وجمع اسم کی علامت نہ ہوئی اس کا جواب دیا کہ فعل کو تثنیہ وجمع مجازاً کہتے ہیں حقیقتاً اس کا فاعل تثنیہ وجمع ہوتا ہے یہاں تک تو بات صحیح ہے لیکن اس کے بعد (المصباح المنیر ص:۲۹) میں تحریر کیا جس کو (مہر منیر ص:۲۹) میں بھی تسلیم کیا ہے کہ (ضَرَبُوا) میں (هُمْ) ضمیر جمع ہے اور (تَضْرِبُونَ) میں (اَنْتُمْ) ضمیر جمع فاعل ہے۔

اقول: یہ غلط فاحش ہے جو صرف میر اور نحو میر یاد نہ ہونے پر مبنی، اس لئے کہ صرف میر میں فعل ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب کا فاعل (واو) کو بتایا ہے جو ضمیر بارز ہے نہ یہ کہ اس میں (هُمْ) ضمیر پوشیدہ فاعل ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ (واو) در نَصَرُوا علامت جمع مذکر و ضمیر فاعل است اسی طرح (تَضْرِبُونَ) میں (اَنْتُمْ) ضمیر پوشیدہ کو فاعل کہنا غلط ہے کہ اس میں ضمیر فاعل (واو) ہے نہ (اَنْتُمْ) پوشیدہ اسی صرف میر میں ہے کہ (تا) در تَنْصُرُوْنَ علامت خطاب است وحرفِ استقبال و (واو) ضمیر جمع مذکر الخ اور نحو میر میں بھی اعراب مضارع کے بیان میں آ رہا ہے کہ تثنیہ اور جمع مذکر میں ضمیر بارز فاعل ہوتی ہے نہ پوشیدہ۔ نحو میر بھی یاد نہیں جس کی شرح تحریر فرما رہے ہیں۔

چھارم: یہ کہ مصنف علیہ الرحمتہ نے اسم کی علامت بیان فرمائی (تائے متحرکہ) اور (المصباح المنیر ص:۲۹) اور (مہر منیر ص:۲۹) میں اپنی طرف سے ایک قید اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ (تائے متحرکہ سے مع تنوین مراد ہے)

اقول: یہ مصنف علیہ الرحمتہ پر افترا ہوا جو دیوبندی صاحبان کی امتیازی شان ہے اس سے لازم آیا کہ (اَلضَّارِبَةُ) میں (تائے متحرک) علامت اسم نہ ہو، جو باطل محض ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

و علامت فعل آن است کہ قَدْ در اوّلش باشد چوں قَدْ
اور فعل کی علامت یہ ہے کہ قَدْ اس کے اوّل میں ہو جیسے قَدْ
ضَرَبَ یا سین باشد چوں سَیَضْرِبُ یا سَوْفَ باشد چون
ضَرَبَ یا سین ہو جیسے سَیَضْرِبُ یا سَوْف ہو جیسے

سَوْفَ يَضْرِبُ یا حرف جزم بود چوں لَمْ يَضْرِبْ یا ضمیر
سَوْفَ يَضْرِبُ یا حرف جزم ہو جیسے لَمْ يَضْرِبْ یا ضمیر
مرفوع متصل بدو پیوند د چوں ضَرَبْتَ یا تائے ساکن چوں
مرفوع متصل اس سے لگی ہو جیسے ضَرَبْتُ یا تائے ساکن جیسے
ضَرَبَتْ یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں
ضَرَبَتْ یا امر ہو جیسے اِضْرِبْ یا نہی ہو جیسے
لَاتَضْرِبْ وعلامت حرف آن است کہ ہیچ علامتے
لَاتَضْرِبْ اور حرف کی علامت یہ ہے کہ
از علامات اسم وفعل در و نبود
اسم وفعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اس میں نہ ہو

قوله: وعلامت فعل الخ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں پر فعل کی آٹھ علامتیں بیان فرمائیں جن میں اوّل چھ لفظی ہیں کہ ان کو زبان سے پڑھا جا سکتا ہے اور آخری دو یعنی کسی کلمہ کا امر حاضر معروف ہونا اور کسی کلمہ کا نہی ہونا معنوی ہیں جو زبان سے ملفوظ نہیں ہوتیں جیسے (قَدْ) وغیرہ علامتیں ملفوظ ہوتی ہیں **هكذا قالوا**. لیکن فقیر کاتب الحروف کی نظر قاصر میں کلمہ کے نہی ہونے کی علامت لفظی ہے کیونکہ کلمہ کے نہی ہونے پر (لا) دلالت کرتا ہے جس کو (لائے نہی) کہتے ہیں اور وہ ملفوظ ہے جس طرح کلمہ کے امر غائب معروف ہونے پر اور امر مجہول ہونے پر (لام) دلالت کرتا ہے جس کو (لَامِ اَمْرُ) کہتے ہیں اور یہ بھی ملفوظ ہے، **نظر برآن** (یا نہی باشد) بتقدیر مضاف ہے یعنی (یا لائے نہی باشد) فتأمل۔

ترکیب

قوله: قَدْ ضَرَبَ . میں (قَدْ) برائے تحقیق (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زید) (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک مارا زید نے۔

قوله: سَیَضْرِبُ . میں (سین) حرف استقبال قریب (یَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، راجع بسوئے غائب مثلاً (زید) (یَضْرِبُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید عنقریب مارے گا۔

قوله: سَوْفَ یَضْرِبُ . میں (سَوْفَ) حرف برائے استقبال بعید (یَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زید) (یَضْرِبُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید زمانہ بعید میں مارے گا۔

قوله: لَمْ یَضْرِبْ . میں (لَمْ) حرف جازم (یَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زید) (لَمْ یَضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے نہیں مارا۔

قوله: ضَرَبْتُ . فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم، یا واحد مذکر حاضر، یا واحد مونث حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، (ضَرَبْتُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے مارا، یا تجھ ایک مذکر نے مارا، یا تجھ ایک مونث نے مارا۔

قوله: ضَرَبَتْ . فعل ماضی معروف صیغہ واحد مونث غائب اس میں (ھی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زینب) (ضَرَبَتْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زینب نے مارا۔

قوله: اِضْرِبْ . فعل امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، (تا) علامت خطاب، (اِضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: تو مار۔

قوله: لَا تَضْرِبْ . فعل نہی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اُس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں

(اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، (تا) علامت خطاب (لَا تَضْرِبْ) فعل نہی اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: تو مت مار۔

تنبیہ [16]

(مہر منیر ص:٣١) میں (لَمْ یَضْرِبْ) کا ترجمہ کیا ہے (اس نے ہرگز نہیں مارا)

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ (لَمْ) تاکید نفی کے لئے نہیں آتا۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم بیان کر آئے۔ یہ شرح علم کی خدمت ہے یا جہل کی اشاعت۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاًّ — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است معرب و مبنی

جان لو کہ تمام کلمات عرب دو قسم پر ہیں معرب اور مبنی۔

معرب آن است کہ آخرش با اختلاف عوامل مختلف شود

معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہو

چوں زیدٌ در جَاءَنِی زَیْدٌ و رَأَیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ

جیسے زَیْدٌ جَاءَنِی زَیْدٌ اور رَأَیْتُ زَیْدًا اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں

جَاءَ عامل است و زید معرب است و ضمہ اعراب است و

جَاءَ عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور

دال محل اعراب و مبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل
دال محل اعراب اور مبنی وہ کلمہ ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے
مختلف نہ شود چوں ھٰــؤلَاءِ کہ در حالت رفع ونصب وجر
مختلف نہ ہو جیسے ھٰؤلَاءِ کہ رفع اور نصب اور جر (تینوں) حالت میں
یکساں است
یکساں رہتا ہے

ترکیب

قولہ: جَـاءَ نِیْ زَیْدٌ . میں (جَآءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ (یـا) ضمیر مفعول بہ، (زَیْـدٌ) فاعل (جَـاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید آیا۔

قولہ: رَأَیْتُ زَیْدًا . میں (رَأیتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، (زَیْدًا) مفعول بہ (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو دیکھا۔

قولہ: مَـرَرتُ بِزَیْدٍ . میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، (با) حرف جار (زَیْدٍ) مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں زید کے پاس سے گذرا۔

تنبیــــہ ١٧ و ١٨

(جَـاءَ نِی زَیْدٌ) میں واقع (جَاءَ) کو (المصباح المنیر ص:٣٢) میں فعل لازم قرار دیا ہے اور (نی)

میں یہ توڑ جوڑ کی ہے کہ اصل میں (اِلَیّ) تھا (الی) حرفِ جار کو حذف کر کے (یا) کو (جَاءَ) فعل سے ملادیا اور اس سے پہلے (نون) لے آئے اس کو صحیح ترکیب بتایا ہے۔

اقول: یہ غلط محض ہے کیونکہ (جَاءَ) متعدی اور لازم دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ الفوائد الشافیۃ ص:۱۸۵ میں (جَاءَ نِی زَیْدٌ زَیْدٌ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (جاء نی فِعْلٌ وَ مَفْعُولٌ و زَیْدٌ مرفوعٌ فاعله و زَیْدُ الثَانِی مَرفوع تاکید لفظی لزید الاوّل. ا هـ اور املاءُ مامَنّ بہ الرّحمٰن جلد اوّل ص:۲۸ میں علامہ محب الدین ابوالبقاعکبری متعدی ہونے کی تصریح بایں طور فرماتے ہیں (وجَاء کم) یتعدی بنفسه و بحرف الجر تقول جئتهُ وجئت الیه اهـ۔

نظر بر آں مذکورہ (توڑ جوڑ) باطل ٹھہری اور (مہر منیر ص:۳۲) میں اسی مقام پر بیان کیا کہ (فعل کے اعراب رفع، نصب، اور سکون کہلاتے ہیں)

اقول: یہ غلط ہے۔

اوّلاً: اس لئے کہ یہ دیوبندی بولی ہے نحویوں کی بولی نہیں کیونکہ نحویوں کی اصطلاح میں اس مقام پر فعل کے اعراب کو (جزم) کہتے ہیں (سکون) نہیں کہتے چنانچہ اسی نحومیر میں فعل مضارع کے اعراب کے بیان میں آرہا ہے جو آپ کو یاد نہیں رہی اور شرح لکھنے کا شوق دامنگیر۔

ثانیاً: اس لئے کہ اعراب کو (سکون) کہنے کی بنا پر لازم آتا ہے کہ فعل مضارع معرب کے سات صیغے یعنی چار تثنیہ کے اور دو جمع مذکر غائب و حاضر کے اور ایک واحد مونث حاضر کا بر تقدیر دخول جازم ہمیشہ بغیر اعراب رہیں کہ اس صورت میں ان پر (سکون) نہیں آتا بلکہ ان کا اعراب (حذف نون) ہے اور پانچ صیغے یعنی واحد مذکر غائب و حاضر کے اور ایک واحد مونث غائب کا اور دو متکلم کے جب کہ معتل ہوں بغیر اعراب رہیں کیونکہ صورتِ مذکورہ میں ان کا اعراب بھی (حذف لام) ہوتا ہے نہ سکون، ہاں ان پانچ صیغوں پر سکون صرف اس وقت آتا ہے جب کہ یہ صحیح ہوں تو اعراب کو مطلقاً سکون کہہ دینا غلط ہوا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی مُلّا
حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ جملہ حروف مبنی است واز افعال فعل ماضی و

جان لو کہ تمام حروف مبنی ہیں اور افعال سے فعل ماضی اور

امر حاضر معروف وفعل مضارع بانونہائے جمع مونث وبا

امر حاضر معروف اور فعل مضارع بھی دو نون نونِ جمع مونث اور

نونہائے تاکید نیز مبنی است **بدانکہ** اسم غیر متمکن مبنی

ہر دو نونِ تاکید کے ساتھ مبنی ہے۔ جان لو کہ اسم غیر متمکن مبنی

است واَمّا اسم متمکن معرب است بشرط آنکہ در ترکیب

ہے البتہ اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ ترکیب میں

واقع شود وفعل مضارع معرب است بشرط آنکہ از نونہائے

واقع ہو اور فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ دو نون نونِ

جمع مونث ونون تاکید خالی باشد پس در کلام عرب بیش

جمع مونث اور نونِ تاکید سے خالی ہو، پس کلام عرب میں

ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی است واسم غیر متمکن

ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں باقی سب مبنی ہیں اور اسم غیر متمکن

اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد و مبنی اصل سہ چیز است،

وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مبنی اصل تین چیزیں ہیں،

فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف و اسم متمکن

فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور کل حروف اور اسم متمکن

اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہ نہ باشد

وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو

مصنف علیہ الرحمۃ مبنی اور معرب کی تعریف کرنے کے بعد اس فصل میں ان کو شمار فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں کلمات مبنی ہیں اور فلاں فلاں معرب چنانچہ ارشاد فرمایا کہ حروف سب کے سب مبنی ہیں، اور فعل میں یہ تفصیل کہ کتب نحو میں اس کی تین قسم قرار دی گئی ہیں:

اوّل: ماضی

دوم: امر حاضر معروف

سوم: مضارع اور امر غائب معروف، اور امر مجہول مطلقاً، اور نہی خواہ معروف ہو یا مجہول سب مضارع میں داخل ہیں کہ جو حکم مضارع کا وہی ان کا۔ ماضی اور امر حاضر معروف کا حکم یہ کہ مطلقاً مبنی ہیں اور مضارع میں یہ تفصیل ہے کہ بر مذہب جمہور جب نون جمع مونث غائب یا حاضر متصل ہو تو مبنی ہوتا ہے اور جب نون تاکید متصل ہو تب بھی ان دونوں صورتوں کے ماسوا میں معرب ہوتا ہے اور نون تاکید کا اتصال صرف پانچ صیغوں میں ہوتا ہے واحد مذکر غائب، واحد مونث غائب، واحد مذکر حاضر، اور دو متکلم کے صیغوں میں تو بوقت

اتصال یہی مبنی ہوں گے۔ باقی سات صیغوں میں اتصال نہیں ہوتا کہ ضمیر فاعل فاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ معرب رہیں گے۔ یہی حکم امر غائب معروف ومجہول اور نہی کا ہے کہ بروقت اتصال نون جمع مونث یا نون تاکید مبنی ہوتے ہیں ورنہ معرب۔

اور اسماء میں اسم غیر متمکن مبنی ہوتا ہے جس کے اقسام کتاب میں آ رہے ہیں اور اسم متمکن جب کہ ترکیب میں واقع ہو یعنی اپنے عامل کے ساتھ پایا جائے تو معرب ہوتا ہے جیسے (جَاءَ زَيْدٌ) میں (زید) اسم متمکن معرب فاعل ہے کیونکہ اپنے عامل (جَاءَ) کے ساتھ پایا جا رہا ہے اور اگر عامل کے ساتھ نہ پایا جائے تو معرب نہیں ہوتا بلکہ مبنی ہوتا ہے جیسے زَيْد، بكر، خَالِد.

اسم غیر متمکن اس کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ ہو، اور

اسم متمکن اس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو، مبنی اصل تین ہیں:

اول: حروف

دوم: ماضی

سوم: امر حاضر معروف۔ انہیں کے ساتھ مشابہت رکھنے کی بنا پر اسماء مبنی ہوتے ہیں جس کی تفصیل اگلی کتابوں میں آئے گی۔ یہ مقام اس کے بیان کا نہیں۔

تنبیہ ١٩ و ٢٠

مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا تھا کہ افعال سے تین فعل مبنی ہوتے ہیں فعل ماضی، امر حاضر معروف اور فعل مضارع جب کہ اس سے نون جمع مونث یا نونِ تاکید متصل ہو۔

(المصباح المنیر ص:۳۴) میں تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں (یعنی افعال میں سے فعل ماضی، فعل امر اور فعل نہی، اور بعض صورتوں میں فعل مضارع بھی مبنی ہوتا ہے)

اقول: اس تشریح میں مطلقاً فعل امر کو مبنی میں داخل کر دیا خواہ امر حاضر معروف ہو یا امر غائب یا امر مجہول اسی طرح فعل نہی کو بھی، اور فعل مضارع سے فعل نہی کو علیحدہ ذکر کیا جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ فعل نہی فعل مضارع میں داخل نہیں۔

اور (مہر منیر ص: ۳۵) میں مبنیات کو شمار کرتے ہوئے تحریر کیا (اسم غیر متمکن، فعل ماضی، امر حاضر معروف، نہی حاضر معروف، فعل مضارع نون ہائے جمع مونث و تاکید کے ساتھ اور تمام حروف اور صاحب مفصل کے نزدیک جملہ مبنی ہوتے ہیں) انہوں نے فعل نہی میں (حاضر معروف) کی قید بڑھائی اور فعل نہی کو مضارع سے علیحدہ ذکر کیا۔

اقول: یہ سب غلط ہے جوفن سے ناواقفیت پر مبنی اور کتاب نہ سمجھنے سے ناشی، **نظر برآں** یہ تشریح نہیں بلکہ تصلیل ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است اوّل مضمرات
جان لو کہ اسم غیر متمکن آٹھ قسم پر ہے۔ پہلی قسم ضمیریں
چوں اَنَا من مرد وزن وضَرَبْتُ زدم من واِیَّایَ خاص مراو
جیسے (اَنَا) بمعنی (میں) مرد ہو یا عورت اور (ضَرَبْتُ) بمعنی مارا میں نے اور (اِیَّایَ) بمعنی خاص مجھ کو
ضَرَبَنِیْ بزد مرا ولِیْ مرا ایں ہفتاد ضمیر است، چہاردہ مرفوع
اور (ضَرَبَنِیْ) بمعنی مارا مجھ کو اور (لِیْ) بمعنی میرے لئے یہ ستر ضمیریں ہیں۔ چودہ مرفوع
متصل ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ،
متصل مارا میں نے، مارا ہم نے، مارا تو نے، مارا تم دو مذکر نے، مارا تم سب مذکر نے،

ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ، ضَرَبَا،
مارا تجھ ایک مونث نے، مارا تم دو مونث نے، مارا تم سب مونث نے، مارا اس ایک مذکر نے، مارا ان دو مذکر نے،
ضَرَبُوا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ
مارا ان سب مذکر نے، مارا اس ایک مونث نے، مارا ان دو مونث نے، مارا ان سب مونث نے

ضمیر مرفوع متصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل۔ وہ دو قسم پر ہے (بارز) اور (مستتر) چنانچہ

ضَرَبْتُ میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم مبنی بر ضم۔

ضَرَبْنَا میں (نَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم معظم، یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون۔

ضَرَبْتَ میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح۔

ضَرَبْتُمَا میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر ضم (میم) حرف عماد۔ مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

ضَرَبْتُم میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر ضم (میم) علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔

ضَرَبْتِ میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر کسر۔

ضَرَبْتُمَا میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مونث حاضر مبنی بر ضم (میم) حرف عماد۔ مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

ضَرَبْتُنَّ میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مونث حاضر مبنی بر ضم (نون مشدّد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح۔

ضَرَبَ میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل مستتر برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زید)

ضَرَبَا میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً (زیدان)

ضَرَبُوا میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً (زیدون)

ضَرَبَتْ میں (ھی) ضمیر مرفوع متصل مستتر برائے واحد مونث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، (تا) علامت تانیث مبنی بر سکون۔

ضَرَبَتَا میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مونث غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً (ھندان)، (تا) علامت تانیث مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکت مناسبت۔

ضَرَبْنَ میں (نون) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مونث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (ھندات)

اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر یعنی (پوشیدہ) ہوتی ہے، باقی تمام صیغوں میں بارز یعنی (ظاہر)

رہا مضارع تو اس کے پانچ صیغوں میں یعنی واحد مذکر غائب میں (ھو) اور واحد مونث غائب میں (ھی) اور واحد مذکر حاضر میں (اَنْتَ) جس میں (اَنْ) ضمیر اور (تا) علامت خطاب، اور واحد متکلم میں (اَنَا) اور جمع متکلم میں (نحنُ) ضمیر مستتر ہوتی ہے باقی میں بارز، اور امر حاضر معروف کے صرف ایک صیغہ واحد مذکر حاضر میں (اَنْتَ) مستتر ہوتا ہے جس میں (اَنْ) ضمیر ہے اور (تـا) علامت خطاب۔ باقی صیغوں میں بارز، اور وہ بارز ضمیریں یہ ہیں تثنیہ میں (الف) اور جمع مذکر میں (واو) اور جمع مونث میں (نون) اور واحد مونث حاضر میں (یا)۔

تنبیـــہ ۲۱ تا ۲۵

(المصباح المنیر ص:۳۶) میں ضمیر مرفوع متصل مستتر چار شمار کی ہیں (ھـو) یا (ھـی) (اَنـتَ) یا (اَنْتِ) اَنَا، نحنُ.

اقول: یہ حصر غلط ہے بلکہ چودہ ہیں۔

هُوَ ضَارِبٌ میں(ھو) ھُمَا ضَارِبَانِ میں(ھُمَا)، ھُمْ ضَارِبُوْنَ میں(ھُمْ)، ھِيَ ضَارِبَةٌ میں (ھی)، ھُمَا ضَارِبَتَانِ میں(ھُمَا)، ھُنَّ ضَارِبَاتٌ میں(ھُنَّ)، اَنْتَ ضَارِبٌ میں(اَنْتَ)، اَنْتُمَا ضَارِبَانِ میں(اَنْتُمَا)، اَنْتُمْ ضَارِبُوْنَ میں(اَنْتُمْ)، اَنْتِ ضَارِبَةٌ میں(اَنْتِ)، اَنْتُمَا ضَارِبَتَانِ میں (اَنْتُمَا)، اَنْتُنَّ ضَارِبَاتٌ میں(اَنْتُنَّ)، اَنَا ضَارِبٌ میں(اَنَا)اور نحنُ ضَارِبُوْنَ میں(نحنُ)

یہ تفصیل آئندہ مرفوع متصل ضمیریں صفات کے صیغوں میں مستتر ہیں پھر ضمیر مرفوع متصل کی تشریح میں لکھتے ہیں:

(مطلب یہ ہے کہ چودہ ضمیریں مرفوع متصل کی ہیں، یہ ضمائر فاعل اور نائب فاعل، مبتدا، خبر واقع ہوتی ہیں پھر اس کے بعد لکھتے ہیں مثال مبتدا ہونے کی اَنْتُمْ مُومِنُوْنَ میں (اَنْتُمْ) ضمیر مرفوع متصل بارز مبتدا ہے مثال خبر ہونے کی اَشَاهِدٌ اَنْتَ، یہاں (اَنْتَ) خبر ہے۔ مثال فاعل ہونے کی (قَالَا) اس میں ضمیر (ھُمَا) فاعل ہے۔ مثال نائب فاعل ہونے کی (نُصِرُوْا) اس میں ضمیر (ھُمْ) نائب فاعل ہے)

یہ سب خرافات ہے(اَنْتُمْ)اور(اَنْتَ)مذکور کو ضمیر متصل کہنا خالص جہل ہے اور (قَالَا) میں (ھُمَا) ضمیر مستتر کو فاعل کہنا اور (نُصِرُوْا) میں (ھُمْ) ضمیر مستتر کو نائب فاعل کہنا جہل بالائے جہل ہے جو مبتدیوں پر بھی مخفی نہیں۔

اسی (المصباح المنیر ص:۳۶) میں تعریف ضمیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ضمیر یا مضمر وہ اسم کہلاتا ہے جو ایسے متکلم یا مخاطب یا غائب پر دلالت کرے جس کا تذکرہ اس سے پہلے حقیقتاً یا حکماً آچکا ہو)

دیوبندی صاحبان کی گھٹی میں تنقیص داخل ہے اس لئے ان سے کسی چیز کی صحیح تعریف نہیں ہوتی۔ ضمیر غائب کا ماقبل میں تذکرہ یعنی مرجع ہوا کرتا ہے نہ ضمیر متکلم اور مخاطب کا، پوری شرح اسی قسم کے اباطیل پر مشتمل ہے جس سے طلبہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ سچ ہے کہ

یہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

وچہاردہ مرفوع منفصل،اَنَا، نحنُ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ،

اور چودہ مرفوع منفصل، میں، ہم، تو ایک مذکر، تم دو مذکر، تم سب مذکر،

اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ، هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ

تو ایک مونث، تم دو مونث، تم سب مونث، وہ ایک مذکر، وہ دو مذکر، وہ سب مذکر، وہ ایک مونث، وہ دو مونث، وہ سب مونث

ضمیر مرفوع منفصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی نہ ہو۔ یہ ضمیر مرفوع متصل کی طرح دو قسم پر نہیں (بارز) اور (مستتر) بلکہ یہ ہمیشہ بارز ہوتی ہے۔

(انـا) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر فتح اُن کے نزدیک جو صرف (اَنْ) کو ضمیر قرار دیتے ہیں اور (اِلف) برائے اشباع، یا مبنی بر سکون ان کے نزدیک جو پورے کو ضمیر کہتے ہیں۔

(نحن) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم معظم یا برائے متکلم مع الغیر مبنی بر ضم۔

(انتَ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح۔

(انتـما) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون (تـا) علامت خطاب مبنی بر ضم (م) حرفِ عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

(انتم) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر ضم (م) علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔

(انتِ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مونث حاضر مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر کسر۔

(انتما) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مونث حاضر مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

(انتنَّ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مونث حاضر مبنی بر سکون (تـا) علامت خطاب مبنی بر ضم (نون مشدّد) علامتِ جمع مونث مبنی بر فتح۔

(هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح۔

(هُـمَا) میں (هـا) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

(هُمْ) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

(هِيَ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مونث غائب مبنی بر فتح۔
(هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مونث غائب مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔
(هُنَّ) میں (هـــا) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مونث غائب مبنی بر ضم (نون مشدد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح۔

وچہاردہ منصوب متصل ضَرَبَنِيْ، ضَرَبَنَا، ضَرَبَكَ،
اور چودہ منصوب متصل اس نے مارا مجھ کو، اس نے مارا ہم کو، اس نے مارا تجھ ایک مذکر کو،
ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُمْ، ضَرَبَكِ، ضَرَبَكُمَا،
اس نے مارا تم دو مذکر کو، اس نے مارا تم سب مذکر کو، اس نے مارا تجھ ایک مونث کو، اس نے مارا تم دو مونث کو،
ضَرَبَكُنَّ، ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ،
اس نے مارا تم سب مونث کو، اس نے مارا اس ایک مذکر کو، اس نے مارا ان دو مذکر کو، اس نے مارا ان سب مذکر کو،
ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ
اس نے مارا اس ایک مونث کو، اس نے مارا ان دو مونث کو، اس نے مارا ان سب مونث کو

ضمیر منصوب متصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل ہو۔

ترکیب

قوله: ضَرَبَنِيْ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو)

ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زید) نون برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون مفعول بہ، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے مجھ کو مارا۔

قوله: ضَرَبَنَا. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (نَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے ہم کو مارا۔

قوله: ضَرَبَكَ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے تجھ کو مارا۔

قوله: ضَرَبَكُمَا. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے تم دو مذکر کو مارا۔

قوله: ضَرَبَكُمْ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے تم سب مذکر کو مارا۔

قوله: ضَرَبَكِ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر کسر (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے تجھ ایک مونث کو مارا۔

قوله: ضَرَبَكُمَا. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (ك) ضمیر منصوب متصل

مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے تم دو مونث کو مارا۔

قوله: ضَرَبَكُنَّ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم (نون مشدد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے تم سب مونث کو مارا۔

قوله: ضَرَبَهُ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً خالد، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے خالد کو مارا۔

قوله: ضَرَبَهُمَا. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (هُمَا) میں (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً عمرو و بکر (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے عمرو و بکر کو مارا۔

قوله: ضَرَبَهُمْ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (هم) میں (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً عمرو، بکر، خالد، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے عمرو، بکر، خالد، کو مارا۔

قوله: ضَرَبَهَا. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (هَا) بتمامہ ضمیر منصوب متصل یا صرف (ہ) اور (الف) برائے فرق بین المذکر والمونث علی اختلاف القولین مفعول بہ منصوب محلاً بر تقدیر

اوّل مبنی بر سکون بر تقدیر ثانی مبنی بر فتح اور (الف) مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے مارا زینب کو۔

قوله: ضَرَبَهُمَا. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (هُمَا) میں (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زینب و سلمٰی، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے زینب اور سلمٰی کو مارا۔

قوله: ضَرَبَهُنَّ. میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (هُنَّ) میں (هَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زینب و سلمٰی و حلیمه، (نون مشدد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے زینب، سلمٰی، حلیمہ کو مارا۔

وچہاردہ منصوب منفصل اِیَّایَ، اِیَّانَا، اِیَّاكَ، اِیَّاكُمَا،

اور چودہ منصوب منفصل خاص مجھ کو، خاص ہم کو، خاص تجھ ایک مذکر کو، خاص تم دو مذکر کو،

اِیَّاكُمْ، اِیَّاكِ، اِیَّاكُمَا، اِیَّاكُنَّ، اِیَّاهُ،

خاص تم سب مذکر کو، خاص تجھ ایک مونث کو، خاص تم دو مونث کو، خاص تم سب مونث کو، خاص اس ایک مذکر کو،

اِیَّاهُمَا، اِیَّاهُمْ، اِیَّاهَا، اِیَّاهُمَا، اِیَّاهُنَّ

خاص ان دو مذکر کو، خاص ان سب مذکر کو، خاص اس ایک مونث کو، خاص ان دو مونث کو، خاص ان سب مونث کو

ضمیر منصوب منفصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل نہ ہو۔

اِیَّایَ میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون (ی) علامت واحد متکلم مبنی بر فتح۔

اِیَّـانَا میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم معظم اور برائے متکلم مع الغیر مبنی بر سکون (نا) علامت واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون۔

اِیَّاكَ میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون (كَ) حرف خطاب برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح۔

اِیَّاكُمَا میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون (كَ) حرف خطاب مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

اِیَّـاكُمْ میں (اِیَّـا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون (ك) حرفِ خطاب مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

اِیَّـاكِ میں (اِیَّـا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مونث حاضر مبنی بر سکون (كَ) حرف خطاب برائے واحد مونث حاضر مبنی بر کسر۔

اِیَّـاكُمَا میں (اِیَّـا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مونث حاضر مبنی بر سکون (كَ) حرف خطاب مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

اِیَّاكُنَّ میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مونث حاضر مبنی بر سکون (كَ) حرف خطاب مبنی بر ضم (نون مشدّد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح۔

اِیَّاهُ میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر سکون (هَا) علامت غیبت مبنی بر ضم۔

اِیَّاهُمَا میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون (هُمَا) میں (هَا) علامت غیبت مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

اِیَّاهُمْ میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون (ها) علامت غیبت مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

اِیَّاهَا میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مونث غائب مبنی بر سکون (ها) بتمامہ علامت غیبت

مبنی بر سکون یا صرف (ہ) علامت غیبت مبنی بر فتح اور (الف) برائے فرق مذکر و مونث مبنی بر سکون۔

اِیَّاھُمَا میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مونث غائب مبنی بر سکون (ھُمَا) میں (ھا) علامت غیبت مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

اِیَّاھُنَّ میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مونث غائب مبنی بر سکون (ھُنَّ) میں (ھا) علامت غیبت مبنی بر ضم (نون مشدد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح۔

و چہاردہ مجرور متصل، لِیْ، لَنَا، لَکَ، لَکُمَا،
اور چودہ مجرور متصل، میرے لئے، ہمارے لئے، تجھ ایک مذکر کے لئے، تم دو مذکر کے لئے،
لَکُمْ، لَكِ، لَکُمَا، لَکُنَّ، لَهٗ،
تم سب مذکر کے لئے، تجھ ایک مونث کے لئے، تم دو مونث کے لئے، تم سب مونث کے لئے، اس ایک مذکر کے لئے،
لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ
ان دو مذکر کے لئے، ان سب مذکر کے لئے، اس ایک مونث کے لئے، ان دو مونث کے لئے، ان سب مونث کے لئے

ضمیر مجرور متصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل جر میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل۔

لِیْ میں (لام) حرف جار مبنی بر کسر (ی) ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم مجرور محلا مبنی بر سکون۔

لَنَا میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (نَا) ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم معظم اور متکلم مع الغیر مجرور محلا مبنی بر سکون۔

لَکَ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (کَ) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر حاضر مجرور محلا مبنی بر فتح۔

لَکُمَا میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (کَ) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

لَکُمْ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ك) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

لَكِ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ك) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مونث حاضر مجرور محلا مبنی بر کسر۔

لَکُمَا میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ك) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مونث حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

لَکُنَّ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ك) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مونث حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم (نون) مشدد علامت جمع مونث مبنی بر فتح۔

لَهٗ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ھا) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم۔

لَهُمَا میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ھُمَا) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

لَهُمْ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ھُمْ) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

لَهَا میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ھا) بتمامہ ضمیر مجرور متصل برائے واحد مونث غائب مجرور محلا مبنی بر سکون یا صرف (ہ) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر فتح (الف) برائے فرق مذکر و مونث مبنی بر سکون۔

لَهُمَا میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ھُمَا) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مونث غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

لَهُنَّ میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ھُنَّ) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مونث غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (نون مشدد) علامت جمع مونث مبنی بر فتح۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ ضمیروں میں کوئی (فتح) پر مبنی ہوتی ہے اور کوئی (کسر) پر اور کوئی (ضم) پر اور کوئی (سکون) پر ہم نے ہر ایک کے ساتھ یہ بیان کر دیا ہے کہ یہ فلاں حرکت یا سکون پر مبنی ہے۔

تنبیہ ۲۶ تا ۲۹

بحث ضمائر کے اختتام پر (المصباح المنیر ص:۴۲) میں جلی حروف سے یہ حکم ارقام کر کے (ان تعریفات کو خوب زبانی یاد کرو) ضمیر مرفوع متصل کی تعریف بایں طور فرماتے ہیں (مرفوع متصل وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں اور ہمیشہ فاعل ہوا کرتی ہیں)

اقول: سبحان اللہ! یہ لکھتے وقت پچھلا یاد نہیں رہا صفحہ:۳۷ پر لکھ آئے تھے کہ نائب فاعل بھی ہوا کرتی ہیں اور یہاں پر فاعل میں حصر کر دیا جو غلط محض ہے اور مجوائے (کریلے اور نیم چڑھے) اس غلط محض کو زبانی یاد کرنے کی تاکید بھی فرماتے ہیں آہ۔

کس طرح اس نگہ ناز سے جینا ہوگا　　زہر دے اُس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

پھر مرفوع منفصل کی تعریف بایں الفاظ فرماتے ہیں:

(مرفوع منفصل وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آتی ہیں اور ترکیب میں مبتدا یا خبر یا فاعل ہوتی ہیں)

یہ حصر بھی غلط ہے کیونکہ ضمیر مرفوع منفصل نائب فاعل بھی ہوتی ہے جیسے (مَاضُرِبَ اِلَّا اَنْتَ)

پھر ضمیر منصوب متصل کی تعریف بایں طور فرماتے ہیں:

(وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آئیں اور ترکیب میں مفعول بہ ہوں جیسے ضَرَبَنِی زَیْدٌ) یا ایسے حرفوں سے ملیں جو اسم کو نصب کرتے ہیں جیسے اِنِّی، اِنَّا، اِنَّكَ الخ)

یہ حصر بھی غلط ہے کہ ضمیر منصوب متصل خبرِ کَانَ بھی واقع ہوتی ہے جیسے (كُنْتُهُ) کما فی همع الهوامع جلد اوّل ص:۶۳ اور خبرِ کَانَ مفعول بہ نہیں۔

پھر ضمیر منصوب منفصل کی تعریف بایں طریق فرماتے ہیں:

(وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آئیں اور مفعول بہ ہوں)

یہ حصر بھی غلط ہے کہ ضمیر منصوب منفصل خبر کَانَ بھی ہوتی ہے جیسے كُنْتُ اِيَّاهُ کما فی الصفحة المذكورة من الهمع اور خبر کان مفعول بہ نہیں۔ یہ کتاب شرح ہے یا اباطیل کا مجموعہ۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دوم اسمائے اشارات ذَا وذَانِ وذَیْنِ وتَا وتِی وتِہ وذِہْ

دوسری قسم اسمائے اشارات یہ ایک مذکر، یہ دو مذکر، یہ دو مذکر، یہ ایک مونث، یہ ایک مونث، یہ ایک مونث، یہ ایک مونث،

وذِھیْ و تِھِیْ وتَانِ وتَیْنِ و اُوْلَاءِ بمد و اُولٰی بقصر

یہ ایک مونث، یہ ایک مونث، یہ دو مونث، یہ دو مونث، یہ سب مذکر یا سب مونث، یہ سب مذکر یا سب مونث

قولہ: اسمائے اشارہ، اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی وضع امر مبصر کی طرف کسی عضو کے ذریعہ اشارہ کرنے کے لئے ہے اور مجازاً ان سے غیر مبصر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔

(ذَا) اسم اشارہ برائے واحد مذکر مبنی بر سکون۔

(ذَانِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکر مبنی بر کسر یہ حالت رفع میں آتا ہے۔

(ذَیْنِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکر مبنی بر کسر یہ حالت نصب وجر میں آتا ہے۔

(تَا) اسم اشارہ برائے واحد مونث مبنی بر سکون، (تِی) اسم اشارہ برائے واحد مونث مبنی بر سکون۔

(تِہ) اسم اشارہ برائے واحد مونث مبنی بر سکون، (ذِہ) اسم اشارہ برائے واحد مونث مبنی بر سکون۔

(ذِھِی) اسم اشارہ برائے واحد مونث مبنی بر سکون، (تِھِی) اسم اشارہ برائے واحد مونث مبنی بر سکون۔

(تَانِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مونث بحالت رفع مبنی بر کسر، (تَیْنِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مونث بحالت نصب و جر مبنی بر کسر۔

(اُوْلَاءِ) اسم اشارہ برائے جمع مذکر و مونث بہر سہ حالت مبنی بر کسر، (اُوْلٰی) اسم اشارہ برائے جمع مذکر و مونث مبنی بر سکون۔

ان اسمائے اشارہ کے اوّل میں کبھی حرف تنبیہ (ھا) لگاتے ہیں تاکہ مخاطب اس مضمون سے غافل نہ رہے جس کو متکلم بیان کرتا ہے جیسے ھٰذا، ھٰذان، ھٰذینِ، ھَاتَا، ھَاتَانِ، ھَاتَیْنِ، ھٰؤلَاءِ وغیرہ۔

اور کبھی ان کے آخر میں حرف خطاب لگاتے ہیں جس سے بدون لواحق یا مع لواحق مخاطب کا مذکر ہونا، مونث ہونا، واحد ہونا، تثنیہ ہونا، جمع ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے:

ذَاكَ. ذَاكُمَا. ذَاكُمْ. ذَاكِ. ذَاكُمَا. ذَاكُنَّ. تَاكَ. تَاكُمَا. تَاكُمْ. تَاكِ. تَاكُمَا. تَاكُنَّ. ذَانِكَ. ذَانِكُمَا. ذَانِكُمْ. ذَانِكِ. ذَانِكُمَا. ذَانِكُنَّ. تَانِكَ. تَانِكُمَا. تَانِكُمْ. تَانِكِ. تَانِكُمَا. تَانِكُنَّ. اُولَائِكَ. اُولَائِكُمَا. اُولَائِكُمْ. اُولَائِكِ. اُولَائِكُمَا. اُولَاءِ كُنَّ.

اسی طرح بواقی میں، ان میں حرفِ خطاب صرف کاف ہے اور (میم) حرف عماد تثنیہ کے صیغوں میں اور (الف) علامت تثنیہ، اور (میم ساکن) علامت جمع مذکر اور (نون مشدّد) علامت جمع مونث کبھی حرفِ خطاب سے پہلے (لام) مکسور یا ساکن لایا جاتا ہے جس کو حرفِ تبعید کہتے ہیں۔ یہ مشارٌ الیہ کے بعید ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے:

ذٰلِكَ. ذٰلِكُمَا. ذٰلِكُمْ. ذٰلِكِ، ذٰلِكُمَا. ذٰلِكُنَّ. تِلْكَ، تِلْكُمَا. تِلْكُمْ. تِلْكِ، تِلْكُمَا. تِلْكُنَّ.

تنبیہ ۳۰ و ۳۱

(المصباح المنیر ص:۴۳) اور (مہر منیر ص:۴۱) دونوں میں اس لام مکسور کے متعلق یہ لکھا ہے کہ (اس سے مراد تنبیہ مقصود ہوا کرتی ہے) اور حرفِ خطاب (ك) کو ضمیر خطاب قرار دیا ہے۔

اقول: یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ ھدایۃ النحو اور کافیۃ پڑھنے والا مبتدی بھی زبان پر نہیں لا سکتا۔ اس لئے کہ ھدایۃ النحو میں فرمایا وَيَتَّصِلُ بِاَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ اور الفوائد الشافیہ میں عبارت کافیہ وَ قَدْ عُلِمَ بِذَالِكَ حَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا میں واقع (ذٰلِكَ) کی ترکیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں، و الَّامُ حَرْفُ تَبعِيْدٍ وَالْكَافُ حَرْفُ خِطَابٍ لَا مَحِلَّ لَهُمَا. اسی مقام پر المصباح المنیر نے چند فوائد ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے یہ پہلا فائدہ تھا۔ ہم نے قلتِ وقت کے باعث باقی فوائد پر کلام نہیں کیا۔ ان کو پہلے فائدہ پر قیاس کرلیا جائے۔ جب ان دونوں دیوبندی صاحبان کو نحو کی ابتدائی کتابوں کے مسائل یاد نہیں تو شارح بننے کا شوق کیوں چرچرایا۔ سچ ہے کہ۔

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ
حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سوم اسمائے موصولہ اَلَّذِیْ واَلَّذَانِ واَلَّذَیْنِ واَلَّذِیْنَ واَلَّتِیْ

تیسری قسم اسمائے موصولہ ایک مذکر، دو مذکر، دو مذکر، بہت سے ذی علم، ایک مونث،

واَللَّتَانِ واَللَّتَیْنِ واَللَّاتِیْ واَللَّوَاتِیْ وما و من واَیٌّ واَیَّۃٌ و

دو مونث، دو مونث، بہت سی مونث، بہت سی مونث، غیر ذی عقل، ذی عقل، مذکر و مونث، مونث اور

الف لام بمعنی اَلَّذِیْ در اسم فاعل واسم مفعول چوں

الف لام بمعنی اَلَّذِیْ اسم فاعل اور اسم مفعول میں جیسے

اَلضَّارِبُ والْمَضْرُوْبُ وذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ درلغت بنی طی نحو

اَلضَّارِبُ اور المضروب اور ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ لغت بنی طی میں جیسے

جَاءَنِیْ ذُوْضَرَبَكَ بدانکہ اَیٌّ واَیَّۃٌ معرب است

جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ جان لو کہ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ معرب ہیں

(اَلَّذِیْ) اسم موصول برائے واحد مذکر مبنی برسکون۔ **(اَلَّذَانِ)** اسم موصول برائے تثنیہ مذکر (بحالت رفع) مبنی برکسر۔

(اَلَّذَیْنِ) اسم موصول برائے تثنیہ مذکر (بحالت نصب و جر) مبنی برکسر۔ **(اَلَّذِیْنَ)** اسم موصول برائے جمع مذکر عاقل مبنی برفتح۔

(اَلَّتِیْ) اسم موصول برائے واحد مونث مبنی برسکون۔ **(اَللَّتَانِ)** اسم موصول برائے تثنیہ مونث (بحالت رفع) مبنی برکسر۔

(اَللَّتَيْنِ) اسم موصول برائے تثنیہ مونث (بحالت نصب وجر) مبنی بر کسر۔ (اَللَّاتِي) اسم موصول برائے جمع مونث مبنی بر سکون۔

(اَللَّوَاتِي) اسم موصول برائے جمع مونث مبنی بر سکون۔ (مَا) اسم موصول برائے غیر ذی عقل غالبًا مبنی بر سکون۔ (مَنْ) اسم موصول برائے ذی عقل مبنی بر سکون۔

یہ دونوں واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث سب کے لئے آتے ہیں۔ (اَيٌّ) اسم موصول برائے مذکر و مونث۔ (اَيَّةٌ) اسم موصول برائے مونث، یہ دونوں بھی واحد، تثنیہ، جمع تینوں کے لئے آتے ہیں۔ نیز (اَيٌّ) مذکر، ومونث، دونوں کے لئے اور (اَيَّةٌ) صرف مونث کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ رضی میں ہے وَ اِذَا اُرِيْدَ بِهِ المؤنث جَازَ الحاق التاء به مُوصُولًا كَانَ اَوْ اِسْتِفْهَامًا او غيرهما نحو لَقِيتُ اَيَّهُنَّ لَقِيتُ و اَيَّتَهُنَّ لَقِيتُ (اھ) لیکن اس ترکیب میں معرب ہیں کیونکہ جب صلہ جملہ فعلیہ ہوتو بالا جماع معرب ہوتے ہیں کما فی حاشية الصبان جلداوّل:۱۴۷۔

سوال: جب (اَيٌّ) اور (اَيَّةٌ) معرب ہیں تو ان کو مبنیات میں کیوں بیان کیا؟

جواب: ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں اور تین صورتوں میں معرب اُس ایک صورت کے پیش نظر مبنیات میں ذکر کیا، اور تین کے پیش نظر تصریح کردی کہ معرب ہیں وہ ایک صورت یہ ہے کہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ مذکور، اور صدرِ صلہ محذوف ہو جیسے (اِضْرِبْ اَيُّهُمْ قَائِمٌ) اس میں (قَائِمٌ) سے پہلے صدرِ صلہ (هو) محذوف ہے۔

ترکیب یوں کی جائے گی (اِضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَيٌّ) اسم موصول مبنی بر ضم منصوب محلا مضاف، (هم) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و خالد، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (هو) ضمیر مرفوع منفصل محذوف مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ۔

(اَیٌّ) اسم موصول مضاف اپنے مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ۔ (اِضْرِبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور معرب ہونے کی تین صورتیں یہ ہیں۔

اوّل: یہ کہ (اَیٌّ) مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور جیسے (اِضْرِبْ اَیُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ) اس کی ترکیب حسب سابق ہوگی صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں (اَیٌّ) مبنی نہیں۔

تو اس کی ترکیب یوں کی جائے گی

اِضْرِبْ اَیُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ . میں (اِضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَیَّ) اسم موصول مضاف منصوب لفظاً (هم) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر و خالد، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَیَّ) اسم موصول مضاف اپنے مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ، (اِضْرِبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

دوم: یہ کہ (اَیٌّ) مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور جیسے (اِضْرِبْ اَیًّا هُوَ قَائِمٌ) اس میں (اَیًّا) اسم موصول اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ، باقی معلوم۔

تو اس کی ترکیب یوں کی جائے گی

اِضْرِبْ اَیًّا هُوَ قَائِمٌ . میں (اِضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَیًّا) اسم موصول مضاف منصوب لفظاً (ٍ) تنوین عوض مضاف الیہ، (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع

متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَیًّــــا) اسم موصول مضاف اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ (اِضْرِبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوم: یہ کہ (اَیٌّ) نہ مضاف ہو نہ صدر صلہ مذکور جیسے (اِضْـرِبْ اَیًّا قَـائِمٌ) اس میں (اِضْرِبْ) بترکیب معلوم (اَیًّا) اسم موصول مضاف، تنوین عوض مضاف الیہ اور (ھو) ضمیر مرفوع منفصل محذوف مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَیًّا) اسم موصول اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ باقی معلوم۔

تو اس کی ترکیب یوں کی جائے گی

اِضْرِبْ اَیًّا قَائِمٌ . میں (اِضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْــــتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَیًّا) اسم موصول مضاف منصوب لفظاً (ء) تنوین عوض مضاف الیہ، (ھو) ضمیر مرفوع منفصل محذوف مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (قَـائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَیًّــــا) اسم موصول مضاف اپنے عوض مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (اِضْرِبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(الف لام بمعنی اَلَّذِیْ) اسم فاعل اور اسم مفعول پر ہوتا ہے جیسے اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ یا اَلَّذِیْ یَضْرِبُ اَلآنَ، یا اَلَّذِیْ یَضْرِبُ غَدًا مثلاً، اور اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضُرِبَ یا اَلَّذِیْ یُضْرَبُ الاٰن یا اَلَّذِیْ یُضْرَبُ غَدًا مثلاً اسم فاعل اور اسم مفعول کا صیغہ واحد مذکر کا ہے تو الف لام بمعنی (اَلَّذِیْ) اور واحد مونث کا ہے تو بمعنی (اَلَّتِیْ) ہوگا اور تثنیہ مذکر میں بمعنی (اَللَّذَانِ) یا (اَلَّـذَیْنِ) اور مونث میں بمعنی (اَللَّتَـانِ) یا (اَللَّتَیْنِ) اور جمع مذکر میں بمعنی (اَلَّـذِیْنَ) اور جمع مونث میں بمعنی (اَللَّاتِـی) یا اَللَّوَاتِیْ اور اس صورت میں اسم فاعل اور اسم مفعول بمعنی فعل ماضی، یا حال، یا استقبال ہوتے ہیں اور (ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ) یعنی بمعنی اسم موصول قبیلہ بنی طی کے لغت میں آیا ہے جیسے جَاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ۔

ترکیب

قولہ: جَاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ . میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (ذُوْ) اسم موصول مبنی بر سکون (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، منصوب محلا مبنی بر فتح (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (ذُوْ) اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل مرفوع محلا (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ میرے پاس وہ آیا جس نے تجھ کو مارا۔

قبیلۂ بنی طی کے اکثر و بیشتر استعمال میں یہ (ذُو) واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مونث سب کے لئے آتا ہے جیسے جَآءَ نِی ذو ضَرَبَكَ اور جَاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَاكَ اور جَائَنِی ذُوْ ضَرَبُوكَ، اور جَآئَتنِی ذُوْ ضَرَبَتْكَ، اور جَآءَ نِی ذُوْ ضَرَبَتَاكَ، اور جَآءَ نِی ذُو ضَرَبْنَكَ، اور تینوں حالت رفع، نصب، جر، میں (ذُو) ہی رہتا ہے کہ مبنی ہے۔

اور کبھی (ذُو) کو صرف واحد، مثنیٰ، مجموع، مذکر کے لئے استعمال کرتے ہیں اور واحد، تثنیہ، جمع، مونث کے لئے لفظ (ذات) مضموم۔

اور کبھی اس (ذُو) کو اُس (ذُو) کی طرح معرب استعمال کرتے ہیں جو اسمائے ستہ مکبرہ میں آنے والا ہے جس کے معنی ہیں (صاحب) جیسے (ذُوْمَالٍ) بمعنی (صَاحِبُ مَالٍ) یعنی واحد مذکر کے لئے (ذُو) اور تثنیہ کے لئے (ذَوَان) اور جمع کے لئے (ذَوُوْنَ) اور (اَذْوَاء) اور واحد مونث کے لئے (ذات) اور تثنیہ مونث کے لئے (ذَوَاتَانِ) اور جمع مونث کے لئے (ذَوَات) اور حالت رفع میں (ذُو) اور بحالت نصب (ذَا) اور بحالت جر (ذِیْ)۔

تنبیہ ۳۲ تا ۳۵

(المصباح المنیر ص:۴۵) اور (مہر منیر ص:۴۲) دونوں میں ہے کہ (اَلضَّارِبُ) اَلَّذِیْ ھُوَ ضَارِبٌ یا اَلَّذِیْ ضَرَبَ کے معنی میں ہے اور (اَلْمَضْرُوْبُ) اَلَّذِیْ ھُوَ مَضْرُوبٌ یا (اَلَّذِیْ

ضَرَبَ) کے معنی میں ہے۔

اقول: دونوں میں اوّل تقدیر غلط ہے کہ (اَلضَّارِبُ) میں الف لام بمعنی اَلَّذِیْ ہے اور (ضَارِبٌ) بمعنی فعل ماضی یا حال یا استقبال کما مرَّ۔

اسی طرح (اَلْمَضْرُوْبُ) میں پھر یہ (هو) کہاں سے ٹھونس دیا یہ اپنی طرف سے ٹھونس ٹھانس مسائل سے ناواقف ہونے پر مبنی ہے نیز (المصباح المنیر) میں ہے کہ (اَیٌّ و اَیَّةٌ) تنہا اسم موصول نہیں بنتے بلکہ ان کا مضاف الیہ ضمیر جمع مذکر غائب ہوا کرتا ہے۔

یہ بھی غلط بیانی ہے کہ مضاف الیہ دونوں کا ضمیر جمع مذکر غائب نہیں ہوتا صرف (اَیٌّ) کا ہوتا ہے اور (اَیَّةٌ) کا ضمیر جمع مونث غائب (هُنَّ) نیز اسی میں ہے کہ (اَیٌّ) نداء اور جواب ندا کے درمیان برائے فصل آتا ہے جیسے یَا اَیُّهَا الرَّجُلُ۔

یہ بھی غلط بلکہ اغلط ہے جواب ندا کے معنی سمجھے نہیں اور شرح لکھنے بیٹھ گئے اس میں (اَیٌّ) حرف ندا (یَا) اور (اَلرَّجُلُ) کے درمیان فاصل ہے اور (اَلرَّجُلُ) جوابِ ندا نہیں بلکہ منادیٰ معرف باللّام ہے۔ جوابِ ندا تو جملہ ہوتا ہے اور (الرَّجُلُ) جملہ نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چھارم اسمائے افعال وآں بر دو قسم است اوّل بمعنی امر
چوتھی قسم اسمائے افعال اور یہ دو قسم پر ہیں اوّل بمعنی امر
حاضر چوں رُوَیْدَ وبَلْهَ وحَیَّهَلَ وهَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی
حاضر معروف جیسے رُوَیْدَ اور بَلْهَ اور حَیَّهَلَ اور هَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی
چوں هَیْهَاتَ و شَتَّانَ
جیسے هَیْهَاتَ اور شَتَّانَ

ترکیب

قوله: رُوَيْدَ. بمعنی (اَمْهِلْ) امر حاضر معروف متعدی ہے جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا،

رُوَيْدَ زَيْدًا . میں (رُوَيْدَ) اسم فعل مبنی بر فتح مبتدا، مرفوع محلا اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر، مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفعول بہ (رُوَيْدَ) اسم فعل مبتدا اپنے مفعول بہ اور قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: زید کو ضرور مہلت دو۔

قوله: بَلْهَ . بمعنی (دَعْ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے بَلْهَ زَيْدًا اس کی ترکیب بھی اسی طرح ہوگی۔ جیسے:

بَلْهَ زَيْدًا . میں (بَلْهَ) اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلا مبتدا، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفعول بہ (بَلْهَ) اسم فعل مبتدا اپنے مفعول بہ اور قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: زید کو ضرور چھوڑ دو۔

قوله: حَيَّهَلْ. بمعنی (اِيْتِ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے حَيَّهَلَ الصَّلٰوةَ اس کی ترکیب بھی حسب سابق جیسے:

حَيَّهَلَ الصَّلٰوةَ . میں (حَيَّهَلَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر، مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَلصَّلٰوةَ) مفعول بہ (حَيَّهَلَ) اسم فعل مبتدا اپنے مفعول بہ اور قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: نماز کے لئے آؤ۔

قوله: هَلُمَّ. بمعنی (اَحْضِرْ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے (هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمْ) ترجمہ: اپنے گواہوں کو حاضر کرو۔ واحد، تثنیہ، جمع مذکر، مؤنث سب کے لئے بر استعمال افصح (هَلُمَّ) ہی آتا ہے اسی طرح مذکورہ اسمائے افعال، یہاں پر بقرینۂ (شُهَدَاءَ كُم) جمع مذکر کے لئے ہے، **نظر برآں** (هَلُمَّ) میں (اَنْتُم) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون قائم مقام خبر، (تـا) علامت خطاب مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

قوله: هَيْهَاتَ . بمعنی (بَعُدَ) فعل ماضی معروف لازم ہے جیسے: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ۔

هَیْهَاتَ یَوْمُ الْعِیْد . میں (هَیْهَاتَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح، (یَوْمُ) مضاف (اَلْعِیْدِ) مضاف الیہ (یَوْمُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر، (هَیْهَاتَ) اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: بلا شک دور ہو گیا عید کا دن۔

قولہ: شَتَّانَ. بمعنی (اِفْتَرَقَ) فعل ماضی معروف لازم ہے اور کم سے کم دو فاعل کا مقتضی کہ اِفْتِرَاق دو سے کم میں متحقق نہیں ہوتا جیسے شَتَّانَ زَیْدٌ و عَمْرٌو.

شَتَّانَ زَیْدٌو عَمْرٌو . اس میں (شَتَّانَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح، (زَیْدٌ) معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (عَمْرٌو) معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل قائم مقام خبر، (شَتَّانَ) اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک زید و عمرو جدا ہو گئے۔

اور کبھی (شَتَّانَ) بمعنی (بَعُدَ) آتا ہے جیسے شَتَّانَ مَا بَیْنَهُمَا اس میں (ما) سے مراد (بون) بمعنی (دوری) **نظر بر آں** معنی یہ ہوئے کہ بے شک ان دونوں میں دوری ہو گئی۔

مخفی نہ رہے کہ تمام اسمائے افعال بمعنی امر ہوں یا بمعنی ماضی، معنی تاکید پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اسی واسطے ہم نے ہر ایک کے ترجمے میں تاکید کا لحاظ رکھا ہے۔

تنبیہ ۳۶

(المصباح المنیر ص: ۴۷) اور (مہر منیر ص: ۴۴) میں قدرِ اختلاف لفظی کے ساتھ ہے:

(اور بھی بہت سے اسمائے افعال ہیں جو امر حاضر کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً (تَعَالُ) کہ اِیْتِ (تو آ کے معنی میں ہے)

اقول: یہ غلط ہے کہ (تَعَالُ) اسم فعل نہیں بلکہ یہ باب تفاعل سے امر حاضر معروف کا صیغہ واحد مذکر ہے جس کو بمعنی (اِیْتِ) استعمال کرتے ہیں۔ یہ اصل میں (تَعَالَیْ) تھا بروزنِ تَقَابَلُ بوجہ وقف اس کا ضمہ گر کر لام ساکن ہو گیا اور اس کی (یا) گری تو (تَعَالَ) رہ گیا۔ حالت وقف میں (تَعَالْ) بسکون لام کہتے ہیں غلط بیانی دیوبندی صاحبان کے یہاں کا برا ئن کا بر چلی آ رہی ہے، عقائد کے بیان میں غلط بیانی کرتے رہے اب لغت عرب وغیرہ میں غلط بیانی شروع کر دی

اور

دونوں صاحبوں کی اردوئے معلّٰی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں (امر حاضر کے معنوں میں) ایسی زبان پر دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علماء دیو بند سے اردو سیکھی، لکھنؤ کی ٹکسالی زبان چھوڑ کر سیکھنے کے لئے دیو بند کی اردو رہ گئی تھی جہاں روئی کو (رُنّی) اور گاڑی کو (گڈی) بولتے ہیں۔

تف بریں مذہب ناپاک وبریں گندہ خیال

ارے بے ادبو! وہ تو اس سیکھنے سے پاک تھے، ان کو تو سب کچھ اللہ عزوجل نے ہی سکھایا۔

تعلیم جبرئیل امیں تھی برائے نام　　　حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

ان دیو بندی شروح کو دیکھ کر طلبہ کے علم میں ترقی ہوگی یا جہل میں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ　　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

پنجم اسمائے اصوات چوں اُخْ اُخْ واُف وبَخّ ونَخّ وغاقِ
پانچویں قسم اسمائے اصوات جیسے اُخْ اُخْ اور اُف اور بَخْ اور نَخْ اور غاقِ

قولہ: اسمائے اصوات، اسم صوت وہ لفظ ہے جو کسی امر عارض کے وقت انسان کی زبان سے طبعی طور پر صادر ہو جیسے بروقت شدید کھانسی (اُخْ اُخْ) اور بروقت تکلیف وکراہت (اُفْ) اور بروقت خوشی (بَخْ) اور (بَخٍ بَخٍ) اور (بَخّ بَخٍ) بھی بروقت مبالغہ بولتے ہیں، یا وہ لفظ جس سے کسی حیوان کو آواز دی جائے جیسے اونٹ کو بٹھانے کے لئے (نَخْ) یا (نَخَّ) یا (نَخٍّ) یا وہ لفظ جو کسی آواز کی حکایت ہو جیسے (غَاقِ) یہ آواز زاغ کی حکایت ہے۔

مخفی نہ رہے کہ (اُفٍّ) اسم فعل بھی ہے اس تقدیر پر بمعنی (اَتَضَجَّرُ) یا (اَتَکَرَّہُ) ہوتا ہے جو بمعنی (تَضَجَّرْتُ) اور (تَکَرَّهْتُ) ہیں تاکہ اسم فعل امر حاضر معروف، اور ماضی معروف میں منحصر رہے آیت کریمہ (فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ) میں دونوں ہو سکتے ہیں۔ اسی واسطے مفسرین دونوں کے ساتھ تفسیر فرماتے ہیں اور بہر دو تقدیر حاصل معنی یہ کہ ماں باپ کے ساتھ انتہائی ادب ضروری ہے حتیٰ کہ ایسا کلمہ بھی زبان پر نہ لایا جائے جس سے معلوم ہو کہ ان کی جانب سے تمہارے دل میں گرانی ہے۔

تنبیہ ۳۷

(المصباح المنیر ص:۴۸)اور(مہر منیر ص:۴۵)میں اسمائے اصوات کی تعریف بایں الفاظ بیان فرمائی ہے کہ (اصطلاح میں ان اسموں کو اصوات کہتے ہیں جو کسی کی آواز نقل کرنے کے لئے یا کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جائیں)

اقول: یہ تعریف ناقص ہے کہ (اُخ اُخ) اور (اُف) اور (بَخ) پر صادق نہیں کیونکہ یہ تینوں نہ تو کسی آواز کی نقل ہیں نہ کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں نیز (جانور وغیرہ) میں (وغیرہ) کیا چیز ہے اور اس (وغیرہ) کو پکارنے کے لئے کون سا اسم استعمال کیا جاتا ہے؟ یہ دیوبندی اضافہ ہے جس کا لغت عرب میں پتہ، نہ کتب نحو میں نشان، اسی واسطے ہے ظاہر البطلان۔ سچ ہے کہ

یہ ہمی مکتب و ہمی ملاً　　　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

ششم اسمائے ظروف، ظروف زمان چوں اِذْ و اِذَا و متیٰ و

چھٹی قسم اسمائے ظروف، ظروف زمان جیسے اِذْ اور اِذَا اور مَتٰی اور

کَیْفَ و اَیَّانَ و اَمْسِ و مُذْ و مُنْذُ و قَطُّ و عَوْضُ و قَبْلُ و بَعْدُ

کَیْفَ اور اَیَّانَ اور اَمْسِ اور مُذْ اور مُنْذُ اور قَطُّ اور عَوْضُ اور قَبْلُ اور بَعْدُ

وقتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد و

جب کہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور

ظروف مکان چوں حَیْثُ و قُدَّامُ و تَحْتُ و فَوْقُ وقتیکہ

ظروف مکان جیسے حَیْثُ اور قُدَّامُ اور تَحْتُ اور فَوْقُ جس وقت

مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد

مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو

قولہ: اسمائے ظروف، اسم ظرف دو قسم پر ہے:

اوّل: وہ جو کسی خاص فعل کے زمان یا مکان پر دلالت کرے یہ (مَفْعَلٌ) یا (مَفْعِلٌ) کے وزن پر آتا ہے جیسے (مَضْرِبٌ) اس کے معنی ہیں مارنے کا وقت یا مارنے کی جگہ یہ مبنی نہیں۔

دوم: وہ جو کسی خاص فعل کے زمان یا مکان پر دلالت نہ کرے بلکہ ان کی دلالت مطلقاً زمانہ یا مکان پر ہوتی ہے یہاں پر ایسے ہی اسمائے ظروف کا بیان مقصود ہے جو مبنی ہوتے ہیں یہ دو قسم پر ہیں:

اوّل: ظروف زمان جیسے:

(اِذْ) اسم زمان مبنی بر سکون برائے زمانہ ماضی جیسے (قَدِمَ زَيْدٌ اِذْ عَمْرٌو نَائِمٌ) ترجمہ زید سفر سے واپس آیا جب کہ عمرو سو رہا تھا۔

اور (اِذَا) اسم زمان مبنی بر سکون برائے زمانہ مستقبل جیسے (اٰتِيْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ) ترجمہ میں تمہارے پاس آؤں گا جب کہ آفتاب طلوع ہوگا۔

اور (مَتٰى) اسم زمان مبنی بر سکون برائے استفہام جیسے (مَتٰى صَلَّيْتَ) ترجمہ تم نے کب نماز پڑھی؟

اور (مَتٰى تُصَلِّي) ترجمہ: تم کب نماز پڑھو گے؟

اور (كَيْفَ) اسم ظرف (مجازاً) مبنی بر فتح حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے (كَيْفَ يَقُوْمُ زَيْدٌ) ترجمہ: کیسے کھڑا ہوتا ہے زید؟ یعنی سہارے سے یا بغیر سہارے، اس ترکیب میں بنا بر حال منصوب محلا ہوتا ہے اور (كَيْفَ زَيْدٌ) ترجمہ زید کیسے ہے؟ یعنی تندرست ہے یا بیمار، اس ترکیب میں بنا بر خبریت مرفوع محلا ہوتا ہے،

اور (اَيَّانَ) اسم ظرف برائے زمانہ مستقبل مبنی بر فتح جیسے (اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ) ترجمہ جزا کا دن کب ہوگا۔

اور (اَمْسِ) اسم ظرف بمعنی کل گذشتہ مبنی بر کسر جیسے جَاءَ نِيْ زَيْدٌ اَمْسِ ترجمہ: میرے پاس کل گذشتہ زید آیا۔

اور (مُذْ اور مُنْذُ) دونوں اسم ظرف ہیں اوّل مبنی بر سکون، دوم مبنی بر ضم، دونوں کبھی فعل متقدم کی اوّلِ مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے (مَارَاْ يتُهٗ مُذْ يامُنْذُ يَوْمِ الْجُمْعَةِ) ترجمہ: میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یعنی اس کو نہ دیکھنے کی اوّلِ مدت یوم جمعہ ہے اور کبھی جمیع مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے (مَارَأَيْتُهٗ مُذْ يامُنْذُ يَوْمَان) ترجمہ: میں نے اس کو دو دن نہیں دیکھا یعنی نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

اور (قَطُّ) اسم ظرف مبنی بر ضم فعل ماضی منفی کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل ماضی گذشتہ تمام زمانوں میں منفی ہے جیسے (مَارَأَيْتُهٗ قطُّ) ترجمہ: میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔

اور (عَوْضُ) اسم ظرف ہے فعل مستقبل منفی کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل تمام آنے والے ازمنہ میں منفی ہے جیسے (لَا اَرَاهُ عَوْضُ) ترجمہ: میں اس کو کبھی نہ دیکھوں گا۔

اور (قَبْلُ اور بَعْدُ) اسم ظرف ہیں یہ دونوں اور (عَوْضُ) اس وقت مبنی بر ضم ہوتے ہیں جب کہ ان کا مضاف الیہ عبارت سے حذف کر دیا جائے اور اس کے معنی مراد ہوں۔

دوم: ظروف مکان جیسے:

(حَيْثُ) اسم ظرف برائے مکان مبنی بر ضم جیسے (أُصَلِّيْ حَيْثُ صَلَّيْتَ) ترجمہ: میں نماز پڑھتا ہوں جہاں تم نے نماز پڑھی تھی۔

اور (قُدَّامُ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی (پیش) اور (تَحْتُ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی (زیر) اور (فَوْقُ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی (بالا) یہ چاروں اس وقت مبنی بر ضم ہوتے ہیں جب کہ ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا جائے اور اس کے معنی مراد ہوں جیسے بروقت قرینہ هٰذا قُدَّامُ یعنی (قُدَّامَكَ) ترجمہ: یہ تمہارے سامنے ہے، اور (هٰذا تَحْتُ) یعنی (تَحْتَكَ) ترجمہ: یہ تمہارے نیچے ہے اور (هٰذا فَوْقُ) یعنی (فَوْقَكَ) ترجمہ: یہ تمہارے اوپر ہے۔

مخفی نہ رہے کہ (حَيْثُ) مثال مذکور میں مبنی بر ضم ہے اور اس کا مضاف الیہ حقیقتاً عبارت میں مذکور نہیں کہ وہ مصدر ہے جس کو جملہ مابعد متضمن ہوتا ہے اور وہ عبارت میں مذکور نہیں لیکن اس کے معنی مراد ہیں۔

تنبیــــــہ ۳۸ تا ۴۶

(المصباح المنیر ص:۴۸) میں ہے کہ ظروف زمان کی دو قسم ہیں، اوّل ظرف زمان جو معین زمانہ پر دلالت کرتے ہیں جیسے یوم الجمعۃ، وقت الظھیرۃ الساعۃ الیوم وغیرہ۔ یہ بے شمار ہیں اور یہ سب کے سب معرب ہیں۔ ان کو نحو میر میں بیان نہیں کیا گیا۔

اقول: یہ دونوں باتیں غلط ہیں کیونکہ (اَمْسِ) معین زمانہ پر دلالت کرتا ہے اور معرب نہیں بلکہ مبنی ہے اور نحو میر میں مذکور بھی ہے۔

پھر فرمایا، دوم وہ ظرف زمان ہیں جو مبہم زمانے کو بتاتے ہیں ان میں کوئی تعین نہیں ہے اور یہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں۔

یہ بھی غلط ہے، وقت، زمان، حین، یہ سب کے سب مبہم زمانے پر دلالت کرتے ہیں حالانکہ ان میں کوئی بھی مبنی نہیں۔

پھر فرمایا (اسی طرح (مسار) بمعنی (شام) بھی اسم ظرف مبنی ہے)۔

یہ بھی غلط ہے کہ (مَسَاء) مبنی نہیں بلکہ معرب ہے کمافی الرضی جلد دوم ص:۱۱۷۔

پھر (المصباح المنیر ص:۵۰) میں فرمایا کہ (عوض) اسم ظرف بمعنی (ہرگز) یہ فعل مضارع کے بعد استعمال ہوتا ہے اور یہ زمانہ مستقبل میں نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے اور (مہر منیر ص:۴۷) میں ہے کہ (عَوْضُ) عین کے فتح اور ضاد معجمہ کے ضمہ کے ساتھ بمعنی (کبھی) (ہرگز)۔

دونوں صاحبان کا (عَوْضُ) کو بمعنی (ہرگز) قرار دینا غلط ہے کیونکہ لفظ (ہرگز) تاکید نفی کے لئے آتا ہے اور (عَوْضُ) میں تاکید نہیں، پھر اوّل صاحب کا یہ فرمانا بھی غلط ہے کہ (نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے) بلکہ یوں کہنا تھا کہ (استغراق نفی کا فائدہ دیتا ہے)

پھر اوّل صاحب نے فرمایا کہ (دوسرے وہ ظروف مکان جو ابہام کے ساتھ مکان پر دلالت کرتے ہیں وہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں)

یہ حکم فی نفسہٖ بھی غلط ہے کہ لفظ (مکان) بھی ظرف مکان ہے اور ابہام کے ساتھ مکان پر دال، پھر بھی

مبنی نہیں قرآن کریم میں ہے وَرَفَعْنَاهُ مکانًا عَلِیًّا۔

اور یہ حکم علی الاطلاق بھی غلط کہ (فَوْقُ) ور (تَحتُ) اور (قَدَّامُ) کا مضاف الیہ اگر مذکور ہو تو مبنی نہیں ہوتے بلکہ معرب ہوتے ہیں یہ بات تو اسی نحو میر کے ارشاد (وقتیکہ الخ) سے مستفاد ہوتی ہے جس کی شرح فرما رہے ہیں لیکن استفادہ کے لئے جو ہر لطیف درکار اور اس کا یہاں فقدانِ بسیار نیز (مہر منیر ص: ۴۶) میں (کیفَ) کے متعلق فرمایا کہ شیخ رضی نے لکھا ہے کہ اخفش کے مذہب پر (کَیفَ) ظرف ہے (کیونکہ ان کے نزدیک یہ استفہام کے ساتھ (علیٰ) کے معنی کو متضمن ہے)

اگر مذکورہ بالا عبارت شیخ رضی کے مقولہ میں داخل ہے تو یہ شیخ رضی پر افترا ہوا کہ انہوں نے یہ نہیں لکھا ہے۔ انہوں نے تو جلد دوم ص: ۱۰۹ پر یہ لکھا ہے کہ (کیفَ) بمعنی (علٰی اَیِّ حال) ہے۔ اور اگر یہ عبارت شیخ رضی کے مقولہ میں داخل نہیں تو یہ امام اخفش پر افترا ہے جو دیوبندی صاحبان عادۃً کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاَّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

ھفتم اسمائے کنایات چوں کَمْ و کذَا کنایت از عدد
ساتویں قسم اسمائے کنایات جیسے کَمْ اور کَذَا کنایہ عدد سے
وکَیْتَ و ذَیْتَ کنایت از حدیث
اور کَیْتَ اور ذَیْتَ کنایہ بات سے

قولہ: اسمائے کنایات، ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ یہ (کنایہ) کی جمع ہے لغت اور اصطلاح دونوں میں اس کے معنی ہیں۔ معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جو اس پر صراحۃً دلالت نہ کرتا ہو، یہاں پر مراد یہ معنی مصدری نہیں بلکہ وہ اسم مراد ہے جو معین چیز پر صراحۃً دلالت نہ کرے اور اس سے بھی ہر ایسا اسم مراد نہیں بلکہ مخصوص اسمار جن کا بیان آئندہ آرہا ہے اور وہ از قبیل مبنیات ہیں جیسے (کَمْ) اور (کَذَا) یہ عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں دونوں مبنی بر سکون، (کَمْ) دو قسم پر ہے:

اوّل: استفہامیہ جیسے کَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ، ترجمہ: تمہارے پاس کتنے مرد ہیں؟

دوم: خبریہ جیسے (کَمْ دارٍ بَنَیْتُ) ترجمہ: کتنے گھر بناڈالے میں نے۔
اور (عِندِیْ کَذَا دِرْهَمًا) ترجمہ: میرے پاس اتنے درہم ہیں (کَمْ) استفہامیہ اور (کَذا) کا مابعد بنا بر تمیز منصوب ہوتا ہے، یہ دونوں مضاف نہیں ہوتے اور (کَمْ) خبریہ کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی بنا پر مجرور اور (کَمْ) خبریہ مضاف ہوتا ہے اور (کَیْتَ اور ذَیْتَ) مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں، اور مبنی بر فتح اور دونوں (واوِ) عطف کے ساتھ مکرر مستعمل ہوتے ہیں جیسے (قُلْتُ کَیْتَ وَ کَیْتَ) یا (قُلْتُ ذَیْتَ و ذَیْتَ) دونوں کے معنی میں نے ایسا ایسا کہا، (کَمْ) وغیرہ کی طرح ان کی تمیز نہیں آتی۔

تنبیہ ۴۷ تا ۴۹

(المصباح المنیر ص:۵۲) میں ہے کہ (کَمْ و کَذَا) دونوں مضاف واقع ہوا کرتے ہیں اور ان کا مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے جیسے کَذَا دِرْهَمًا عِندِیْ، اتنے اتنے درہم ہیں میرے پاس۔
کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ، کتنے درہم ہیں تیرے پاس؟

اقول: یہ غلط ہے کہ (کذا) اور (کَمْ) استفہامیہ مضاف نہیں ہوتے اور نہ ان کا مابعد مضاف الیہ، بصیرت کا فقدان تو ہے ہی، بصارت بھی کمزور پڑ گئی۔ دونوں مثالوں میں مابعد کو یعنی (دِرْهَمًا) کو منصوب ذکر کیا ہے اور فرما یہ چکے کہ (مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے)

لاحول ولاقوۃ تم بھی کوئی انسان ہو ۔۔۔ تحریر شرح اور تم لاحول ولاقوۃ

پھر مثالِ اوّل کے ترجمے میں فرماتے ہیں (اتنے اتنے درہم ہیں میرے پاس)
یہ (اتنے) کی تکرار کہاں سے آ گئی مثالوں میں تو (کَذَا) مکرر نہیں، ترجمہ بھی صحیح نہیں آتا اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ سچ ہے کہ

بہ همی مکتب و همی ملاّ ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

هشتم مرکب بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ
آٹھویں قسم مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ

قوله: مرکب بنائی، اس مرکب کو (بنائی) کہتے ہیں بایں وجہ کہ (بنائی) اسم منسوب ہے جس کے معنی ہیں بناوالا، اور یہ (بِنَا) والا بایں معنی ہیں کہ دونوں جز مبنی ہوتے ہیں۔

مرکب بنائی کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرکب جس کا جزِ ثانی حرفِ عطف کے معنی کو خود متضمن ہو یا اس کی اصل یا کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو،

حرفِ عطف کے معنی کو خود متضمن ہو جیسے: (اَحَدَ عَشَرَ) کہ اصل میں (اَحَدٌ و عَشَرٌ) تھا یا اس کی اصل متضمن ہو جیسے حَادِیَ عَشَرَ کہ اس کا جزِ ثانی خود تو متضمن نہیں بلکہ اس کی اصل یعنی (اَحَدَ عَشَرَ) متضمن ہے کیونکہ (حَادِیَ عَشَرَ) بنا ہے (اَحَدَ عَشَرَ) سے اسی طرح (ثَانِیَ عَشَرَ) بنا ہے (اِثْنَا عَشَرَ) سے اور (ثَالِثَ عَشَرَ) بنا ہے (ثَلٰثَةَ عَشَرَ) سے (رَابِعَ عَشَرَ) بنا ہے (اَرْبَعَةَ عَشَرَ) سے اسی طرح (تَاسِعَ عَشَرَ) تک،

اور کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے بَیْتَ بَیْتَ کہ اصل میں (بَیْتٌ لِبَیْتٍ) تھا اور یہ اصل میں (بَیْتِیْ مُلَاصِقٌ لِبَیْتِكَ) ہے تو (بَیْتَ) ثانی لام حرفِ جار کے معنی کو متضمن ہے۔

جس مرکب بنائی کا جزِ ثانی حرفِ عطف کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اس کو مرکب عددی کہتے ہیں اور یہ باختلاف صیغہائے مذکر و مونث (اَحَدَ عَشَرَ) سے (تِسْعَةَ عَشَرَ) تک اور (حَادِیَ عَشَرَ) سے (تَاسِعَ عَشَرَ) تک ہے یعنی کل اٹھارہ صیغے ہیں ان کے دونوں جز و مبنی برفتح ہوتے ہیں بجز (اِثْنَا عَشَرَ) کہ اس کا جزِ اول معرب ہے بحالت رفع (اِثْنَا عَشَرَ) اور بحالت نصب و جر (اِثْنَیْ عَشَرَ) اور جزِ ثانی مبنی بر فتح۔

الحاصل مرکب بنائی دو قسم پر ہے:

اوّل: وہ جو خود یا باعتبار اصل حرف عطف کے معنی پر مشتمل ہو اور یہ اٹھارہ صیغے ہیں،

دوم: وہ جو کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو۔

٥٠ تا ٥٣

تنبیہ

(المصباح المنیر ص: ٥٢) میں ہے کہ (مرکب بنائی کا تعلق صرف ان اعداد سے ہے جن میں حرفِ عطف (واو) پوشیدہ ہوتا ہے اور اس حرف کے معنی کی وجہ سے اس مرکب کا نام مرکب بنائی ہے۔ اعداد میں (اَحَدَ عَشَرَ) سے لے کر (تِسْعَةَ عَشَرَ) تک مرکب بنائی کہلاتا ہے)

اقول: مذکورہ بالا چاروں باتیں غلط ہیں۔

اوّل: اس لئے کہ مرکب بنائی غیر اعداد میں بھی ہوتا ہے جیسے بَیْتَ بَیْتَ کما مرَّ۔

دوم: اس لئے کہ جن اعداد میں (واو) حرفِ عطف پوشیدہ نہیں ہوتا وہ بھی مرکب بنائی ہیں جیسے (حَادِیَ عَشَرَ) وغیرہ۔

سوم: اس لئے کہ مرکب بنائی کی وجہ تسمیہ اس حرفِ عطف کے معنیٰ نہیں بلکہ اس کے جزو کا مبنی ہونا کما مرَّ۔

چهارم: اس لئے کہ اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک میں مرکب بنائی منحصر نہیں بلکہ (حَادِیَ عَشَرَ) سے (تَاسِعَ عَشَرَ) تک بھی مرکب بنائی ہے۔ یہ ہے ان فاضل دیوبند کی نحودانی جو خُزَعْبِلَات سے ہے مرکب لاثانی۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکه اسم بر دو ضرب است معرفة و نکرة معرفة

جان لو کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ۔ معرفہ

آں است کہ موضوع باشد برائے چیزے معین وآں بر

وہ اسم ہے جو خاص کیا گیا ہو معین چیز کے ساتھ اور وہ

ہفت نوع است اوّل مضمرات، دوم اعلام چوں زید و

سات قسم پر ہے پہلی قسم مضمرات، دوسری قسم اعلام جیسے زید

عمرو، سوم اسمائے اشارات، چھارم اسمائے موصولہ و

اور عمرو، تیسری قسم اسمائے اشارات، چوتھی قسم اسمائے موصولہ اور

ایں دو قسم را مبہمات گویند، پنجم معرفہ بہ ندا چوں

ان دونوں قسموں کو مبہمات کہتے ہیں، پانچویں قسم معرفہ بہ ندا جیسے

یَا رَجُلُ، ششم معرفہ بالف ولام چوں اَلرَّجُلُ، ھفتم

یَا رَجُلُ، چھٹی قسم معرفہ بالف و لام جیسے اَلرَّجُلُ، ساتویں قسم

مضاف بہ یکے از ینہا چوں غلامہٗ و غُلَامُ زَیْدٍ و غلامُ

مضاف ان میں سے کسی ایک کی طرف جیسے غُلَامُہٗ اور غُلَامُ زَیْدٍ اور غُلَامُ

ھٰذَا و غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ و غُلَامُ الرَّجُلِ و نکرہ

ھٰذَا اور غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ اور غُلَامُ الرَّجُلِ اور نکرہ

آں است کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین

وہ اسم ہے جو خاص ہو غیر معین چیز کے ساتھ

چوں رَجُل و فَرَس

جیسے رَجُلٌ اور فَرَسٌ

قوله: (مبهمات) یہ جمع ہے (مُبْهَمْ) کی نہ (مُبْهَمَةٌ) کی کیونکہ موصوف (اسم) ہے کہتے ہیں (اِسْمٌ مُبْهَمٌ) نہ (اِسْمٌ مُبْهَمَةٌ) اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کو (مبهمات) اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے معنی میں (ابہام) یعنی (خفا) ہوتا ہے جو اسم اشارہ میں بذریعہ صفت یا اشارۂ حسیہ سے زائل کیا جاتا ہے اور اسم موصول میں بذریعہ صلہ۔

اوّل: جیسے کسی متکلم نے کہا هٰذَا تَاجِرٌ یہاں پر (هٰذا) کے معنی میں (خفا) یعنی پوشیدگی بایں معنی ہے کہ (هٰــــذا) کے معنی ہیں مفرد مذکر جس کی طرف کسی عضو سے اشارہ کیا جائے یہ زید، عمرو، خالد، وغیرہ میں سے ہر ایک ہوسکتا ہے کسی ایک کو معین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ (هٰذا) کہنے کے ساتھ ساتھ متکلم مثلاً ہاتھ سے بھی اشارہ کرے اب اگر ہاتھ سے اشارہ زید کی طرف کیا تو وہ مشار الیہ قرار پایا اور مذکورہ بالا (خفا) دور ہو گیا اور اگر عمرو کی جانب تو وہ، ھکذا اور اگر یوں کہا (هٰذا الَّذِیْ سَلَّمَ عَلَیَّ الْاٰنَ تَاجِرٌ) تو (هٰذا) کے معنی کا مذکورہ (خفا) زائل ہوا (اَلَّذِیْ سَلَّمَ عَلَیَّ الْاٰنَ) سے جو (هٰذا) کی صفت ہے۔

دوم: جیسے (اَلَّذِیْ جَاءَ نِی الْاٰنَ تَاجِرٌ) ترجمہ: جو میرے پاس ابھی آیا تھا تاجر ہے، (اَلَّذِیْ) کے معنی میں بھی ابہام ہے کہ اس کے معنی ہیں مفرد مذکر جو زید، عمرو، بکر، خالد، میں سے ہر ایک پر صادق آتا ہے (جَـاءَ نِـی الْاٰنَ) کہنے سے وہ (خفا) دور ہوا اور متعین ہو گیا کہ (اَلَّـذِیْ) کا مصداق (متکلم کے پاس ابھی آنے والا) ہے۔ **غرضکہ** اسمائے اشارہ اپنے معنی یعنی مشار الیہ کے ابہام کو دور کرنے میں صفت کے محتاج ہیں یا اشارۂ حسیہ کے اور اسمائے موصولہ اپنے صلہ کے۔

غُلَامُـهٗ یہ مضاف بسوئے ضمیر کی مثال ہے۔ غُلَامُ زَیْـدٍ یہ مضاف بسوئے علم کی مثال ہے۔ غُلَامُ هٰذا یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے۔ غُلَامُ اَلَّذِیْ عِنْدِیْ یہ مضاف بسوئے اسم موصول کی مثال ہے اس میں (عِـنْدِیْ) مضاف مضاف الیہ سے مل کر (ثَبَتَ) فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے۔ غُلَامُ الـرَّجُلِ یہ مضاف بسوئے معرفہ بالف ولام کی مثال ہے اور (مضاف بہ یکے از ینہا) سے مراد وہ جو معرفہ بہ ندا کے ماسوا کی طرف مضاف ہو کیونکہ معرفہ بہ ندا کی طرف کوئی اسم مضاف نہیں ہوتا اس لئے کہ معرفہ بہ ندا منادیٰ ہوتا ہے جب کوئی اسم اُس کی طرف مضاف ہوگا تو معرفہ بہ ندا منادیٰ نہ رہے گا وہ اسم منادیٰ ہو جائے گا۔

تنبیہ ۵۴ تا ۵۷

(المصباح المنیر ص:۵۳) اور (مہر منیر ص:۴۹) دونوں میں بالفاظ مختلفہ ہے کہ (اسمائے اشارات بغیر مشارٌ الیہ کے اور اسمائے موصولہ بدوں صلہ کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں اور اوّل میں اتنا اور ہے کہ مشارٌ الیہ سے اسمائے اشارہ کی وضاحت ہوتی ہے)

اقول: یہ غلط ہے دونوں صاحبان مشارٌ الیہ کو نہیں سمجھے۔

سنو، اور یاد رکھو! اسم اشارہ کے معنی کو مشارٌ الیہ کہتے ہیں کافیہ میں ہے اَسْمَاءُ الْاِشَارَۃِ مَا وُضِعَ لِمُشَارٍ اِلَیْہِ، **نظر برآں** آپ کی اوّل عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ

(اسمائے اشارات بغیر مشارٌ الیہ کے یعنی بغیر اپنے معنی کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں)

(اور دوم کے یہ کہ اسمائے اشارہ کی مشارٌ الیہ سے یعنی اپنے معنی سے وضاحت ہوتی ہے)

یہ دونوں باتیں لغو ہیں، کسی ذی عقل سلیم سے ان کا صدور ممکن نہیں۔ یہ دونوں فاضل دیوبند اسم اشارہ کی صفت کو مشارٌ الیہ سمجھ بیٹھے ہیں جو مشارٌ الیہ میں واقع (خفا) کو دور کرتی ہے جیسے ہماری پیش کردہ مثال میں (اَلَّذِیْ سَلَّمَ عَلَیَّ الْاٰنَ)

پھر دونوں نے فرمایا (مُبْهَمَاتُ) جمع ہے (مُبْهَمَةٌ) کی۔

یہ غلط ہے کیونکہ یہ (مُبْهَمَات) اسماء کی صفات سے ہے تو (مُبْهَمْ) کی جمع ہوئی جیسے (مَرْفُوعَات) جمع (مرفوع) ہے نہ (مَرفُوعَةْ) اور (مَنْصُوبَاتْ) جمع (مَنْصُوبْ) ہے نہ (مَنْصُوبَةْ) اور (مَجرُوْرَاتُ) جمع (مَجْرُوْر) ہے نہ (مَجْرُوْرَة)۔

پھر دوسرے صاحب نے (غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ) کی ترکیب میں فرمایا کہ (عِنْدَ) مضاف (ی) ضمیر متکلم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر (ثَابِتٌ) مقدر کے متعلق ہو کر صلہ۔

یہ غلط ہے کیونکہ ظرف جب مقامِ صلہ میں واقع ہو تو تقدیر فعل واجب ہے تا کہ صلہ جملہ ہو اور (ثَابِتٌ) جملہ نہیں بلکہ شبہ جملہ ہے کمافی الاشمونی شرح الالفیہ، جلد اوّل ص:۱۶۶۔

پھر اوّل صاحب نے فرمایا کہ (کبھی قرینہ کی وجہ سے نکرہ شئی معین پر بھی دلالت کیا کرتا ہے جیسے

(عِندِیْ رَجُلٌ) یہاں پر ظاہر ہے کہ خاص مرد ہی مراد ہے تو ایسے نکرہ کو نحوی نکرۂ مخصّصہ کہتے ہیں)
یہ بھی غلط ہے اور نحویوں پر افترائے خالص کسی نحوی نے شئی معین پر دلالت کرنے والے کو نکرۂ مخصّصہ نہیں کہا کہ یہ کھلا ہوا تناقض ہے شئی معین پر دال اور پھر بھی نکرۂ مخصّصہ دونوں کا اجتماع محالِ ذاتی جیسے اجتماع سنی و دیوبندی، یہاں پر تخصیص کے معنی تقلیل اشتراک جس کو بقائے اشتراک لازم اور تعیین کے معنی نفی اشتراک جو عدم بقا کو مستلزم، مثال مذکور میں (رَجُل) نکرۂ مخصّصہ بایں معنی نہیں کہ وہ شے معین پر دلالت کرتا ہے اور اگر بایں معنی ہو تو نکرہ نہ رہے گا معرفہ ہو جائے گا بلکہ اس کے مخصّصہ ہونے کے معنی یہ ہیں کما فی الجامی کہ جب (عِنْدِیْ) کہا تو معلوم ہوا کہ اس کے بعد وہ چیز مذکور ہوگی جو (صحّۃ الاستقرار عند المتکلم) کے ساتھ موصوف ہو، **نظر بر آں** (عِنْدِیْ رَجُلٌ) میں واقع (رَجُل) قوت میں رَجُلٌ موصُوف بصحۃِ الْاِسْتِقْرَارِ عِنْدَ الْمُتَکَلِّمْ ہوا، یہ نکرۂ مخصّصہ معین پر دال نہیں کہ اس میں احتمالات کثیرہ ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ زید ہو، یا عمرو یا خالد، وھَلُمَّ جرّاً. ان فاضلانِ دیوبند کی یہ شروح ہیں یا اباطیل وافترآت کا ذخیرہ۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

بدانکه اسم بر دو صنف است مذکر و مونث مُذَکَّرْ آن

جان لو کہ اسم (متمکن) دو قسم پر ہے مذکر اور مونث مذکر وہ اسم (متمکن)

است کہ در و علامت تانیث نباشد چوں رَجُلٌ و مُؤَنَّثْ

ہے جس میں تانیث کی علامت نہ ہو جیسے رجل اور مونث

آن است کہ در و علامت تانیث باشد چوں اِمْرَأَۃٌ و

وہ اسم (متمکن) ہے جس میں تانیث کی علامت ہو جیسے امرأۃ اور

علامت تانیث چار است (تا) چوں طَلْحَة والف مقصوره

تانیث کی علامت چار ہیں (تا) جیسے طلحة (میں) اور الف مقصورہ

چوں حُبْلٰی والف ممدوده چوں حَمْرَاء وتائے مُقَدَّرَهْ

جیسے حبلٰی (میں) اور الف ممدودہ جیسے حمراء (میں) اور تائے مقدرہ

چوں اَرْض کہ دراصل ارضة بوده است بدلیل اُرَیْضَة

جیسے ارض (میں) جو اصل میں ارضة تھا بدلیل اُرَیْضَة

زیرا کہ تصغیر اسمارا باصل خود بردو ایں را مونث سماعی گویند

اس لئے کہ تصغیر اسموں کو ان کی اصل کی طرف پھیر دیتی ہے اور اس کو مونث سماعی کہتے ہیں

سوال: مونث کی تعریف مذکور جامع نہیں کہ یہ (هی) اور (هٰذِهٖ) اور (اَلّتی) وغیرہ پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کے آخر میں مصنف علیہ الرحمتہ کی بیان کردہ تینوں علامات تانیث میں سے کوئی بھی نہیں اور نہ ان میں (تا) مقدر ہوتی ہے؟

جواب: مذکر ومونث اسم متمکن کی قسمیں ہیں جس کی طرف ہم نے ترجمہ میں اشارہ کردیا اور یہ تینوں اسم متمکن نہیں بلکہ اسم غیر متمکن ہیں تو ان پر تعریف کا نہ صادق آنا ضروری ہے۔

جس اسم میں (تا) مقدر ہوتی ہے مونث سماعی کی طرح اس کو مونث معنوی بھی کہا جاتا ہے (تا) کا مقدر ہونا یوں معلوم ہوتا ہے کہ عربی کلام میں اس اسم کی جانب ضمیر مونث راجع کریں جیسے اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا. اس میں (ها) ضمیر مونث (اَلنَّارُ) کی طرف راجع کی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ (نَارٌ) بوجہ تقدیر (تا) مونث ہے۔

حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، اس میں (ھا) ضمیر مونث (حَرْبْ) کی جانب راجع کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ (حَرْبْ) بوجہ تقدیر (تا) مونث ہے۔

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا. اس میں (سَلْمْ) کی طرف (ھا) ضمیر مونث راجع کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ (سَلْمْ) بوجہ تقدیر (تا) مونث ہے۔

یا اس کی جانب فعل مونث کی اسناد ہو جیسے (وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ) اس میں (عِیْرْ) کی جانب (فَصَلَتْ) فعل مونث مسند ہے جس سے معلوم ہوا کہ (عِیْرْ) بوجہ تقدیر (تا) مونث ہے۔

یا اس کے لئے اسم اشارہ مونث استعمال کیا جائے جیسے (هٰذِهٖ جَهَنَّمْ) اس سے معلوم ہوا کہ (جَهَنَّمْ) بوجہ تقدیر (تا) مونث ہے۔

یا تصغیر میں (تا) ظاہر ہو کہ تصغیر اسم کو اصل کی جانب پھیر دیتی ہے جیسے (هِنْدْ) کی تصغیر (هُنَيْدَةٌ) اس سے معلوم ہوا کہ (هِنْدْ) میں (تا) مقدر ہے اور اسی واسطے وہ مونث ہے۔

یا اس کی صفت یا خبر مونث لائی جائے جیسے (اَلْكَتِفُ الْمَشْوِيَّةُ لَذِيْذَةٌ) اس سے معلوم ہوا کہ (اَلْكَتِفُ) بوجہ تقدیر (تا) مونث ہے وغیرہ علامات جو مطولات میں مذکور ہیں۔

مونث معنوی اسماء دو قسم پر ہیں:

اول: وہ جن کو اہل عرب تقدیر (تا) کا التزام کرنے کی بنا پر ہمیشہ مونث استعمال کرتے ہیں جیسے مذکورہ بالا، اور مندرجہ ذیل (اُذُنْ) بمعنی (گوش) اور (اِصْبَع) بمعنی (انگشت) اور (دار) بمعنی (خانہ) اور (ساق) بمعنی (پنڈلی) اور (نعل) بمعنی (پاپوش) اور (یَدْ) بمعنی (دست) اور (قدم) بمعنی (پاؤں) اور (کَاس) بمعنی (پیالہ) اور (رِجْل) بمعنی (پیر) اور (رِیْح) بمعنی (ہوا) اور (فَخِذْ) بمعنی (ران) اور (ذِرَاع) بمعنی (کلائی) وغیرہ جن کی تفصیل لغت کی کتب منتہی الارب وغیرہ میں موجود ہے۔

دوم: وہ جن کو مونث، مذکر دونوں طرح استعمال کرتے ہیں باعتبار تقدیر (تا) مونث اور باعتبار عدمِ تقدیر (تا) مذکر جیسے (حال) بمعنی (حالت) اور (طریق) بمعنی (راستہ) اور اسی طرح (سبیل) اور (سُوق) بمعنی (بازار) اور (قمیص) بمعنی (پیراہن) اور (قِدر) بمعنی (ہانڈی) اور (سَمَاء) بمعنی (آسمان) اور (سِکِّیْن) بمعنی (چھری) اور (عنق) بمعنی (گردن) وغیرہ۔

تنبیــــہ ۵۸ تا ۵۹

(مہر منیر ص:۵۳) میں ہے کہ (ثـدی) بمعنی (پستان) اور (ذهــب) اور (تبــر) بمعنی (زر) اور (ینبوع) بمعنی (چشمۂ آب) کو مونث پڑھنا واجب ہے۔

اقول: یہ غلط ہے بلکہ ان میں آخری تین مذکر ہیں اور اول کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز۔ کمافی المنجد، اور (المصباح المنیر ص:۵۵) میں ہے کہ (ہر جاندار کی مادہ کو (انثی) اور (مـونث) کہتے ہیں۔ جمع (اناث، مؤنثون)

یہ بھی غلط کہ مونث بمعنی مادہ کی جمع (مـؤنثون) نہیں آتی کیونکہ (واو) اور (نون) کے ساتھ جمع مذکر عاقل کے علم یا اس کی صفت کی آتی ہے مونث کی نہیں آتی۔ اسی واسطے اس کو جمع مذکر کہتے ہیں۔ یہ دونوں دیوبندی صاحبان طلبہ کو گمراہ کرنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

بدانکہ مونث بر دو قسم است حقیقی و لفظی حقیقی آں

جان لو کہ مونث دو قسم پر ہے حقیقی اور لفظی، حقیقی وہ مونث

است کہ بازائے او حیوان مذکر باشد چوں اِمْرَاَۃ کہ بازائے

ہے کہ اس کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے اِمْراَۃٌ کہ اس کے مقابل

او رَجُل است و نَاقَۃ کہ بازائے او جَمَل است و لفظی

رجل ہے اور ناقہ کہ اس کے مقابل جمل ہے اور لفظی

آں است کہ بازائے او حیوان مذکر نباشد چوں ظُلْمَۃ و قُوَّۃ

وہ مونث ہے کہ اس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ اور قوۃ

سوال: (اِمْـرَأۃ) کو مونث حقیقی بتایا اور اس کے مقابل حیوان مذکر کی مثال میں (رَجُلُ) پیش کیا اسی طرح (نَاقَة) کے مقابل حیوان مذکر کی مثال میں (جَمَل) بیان کیا، یہ صحیح نہیں کیونکہ (رَجل) اور (جَمَل) اسم ہیں جواز قبیل لفظ ہے حیوان نہیں؟

جواب: مراد یہ ہے کہ مونث حقیقی وہ اسم ہے جس کے مدلول کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے (رَجُل) کا مدلول مقابل ہے (اِمرأۃ) کے مدلول کے اور (جَمَل) کا مدلول (نَاقَة) کے مدلول کے اور شک نہیں کہ (رَجُل) اور (جَمَل) کا مدلول حیوان مذکر ہے خود (رَجُل) اور (جَمَلْ) مقابل نہیں بلکہ ان کے مدلول کا مقابل ہونا مراد ہے۔

سوال: اس سے لازم آتا ہے کہ (نـخـلـه) بھی مونث حقیقی ہو کہ اس کے مدلول کے مقابل (نـخل) کا مدلول مذکر ہے کیونکہ کھجور میں بھی (نر) اور (مادہ) ہوتے ہیں۔

جواب: مقابلے میں فقط مذکر ہونا معتبر نہیں بلکہ حیوان مذکر اور (نَـخْـلَ) کا مدلول مذکر ہے۔ حیوان مذکر نہیں لہٰذا (نَخْلَةٌ) مونث حقیقی نہیں بلکہ مونث لفظی ہے اور (اِمْرَأۃ) اور (نَاقَة) مونث حقیقی بھی ہیں اور مونث لفظی بھی کہ ان کے آخر میں علامت تانیث (تا) لفظاً ہے۔

سوال: ان دونوں کو مونث لفظی کہنا درست نہیں کیونکہ مونث لفظی کی تعریف میں یہ معتبر ہے کہ اس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو اور ان کے مقابل حیوانِ مذکر ہے؟

جواب: مونث لفظی کے دو معنی ہیں:

اوّل: وہ اسم جس میں علامت تانیث لفظاً ہو خواہ اس کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے یہی دونوں یا نہ ہو جیسے ظُلْمَةٌ اور (قُوَّة) یہ دونوں بایں معنی مونث لفظی ہیں۔

دوم: وہ اسم جس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو، یہ دونوں بایں معنی مونث لفظی نہیں کیونکہ ان کے مقابل حیوان مذکر ہے۔

فائدۃ: (اِمْرَأۃ) اور (رَجُل) اور (نَاقَة) اور (جَمَل) پر رفع، نصب، جر، نہ پڑھایئے کیونکہ ترکیب میں واقع نہیں۔ از قبیل معدودات ہیں۔ اسی طرح گذشتہ اور آئندہ مثالوں میں۔

بدانکه اسم بر سه صنف است، واحد و مثنیٰ و مجموع واحد

جان لو کہ اسم (متمکن) تین قسم پر ہے، واحد اور مثنیٰ اور مجموع، واحد

آن است کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُل ومثنّٰی آں

وہ اسم ہے کہ دلالت کرے ایک پر جیسے رَجُل اور مُثنّٰی وہ اسم

است کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یائے ماقبل

ہے جو دلالت کرے دو پر بدیں سبب کہ الف یا یائے ماقبل

مفتوح ونون مکسورہ بآخرش پیوند چوں رَجُلَان ورَجُلَیْن

مفتوح اور نون مکسور اس کے آخر میں لگے جیسے رَجُلَان اور رَجُلَیْن

ومجموع آں است کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب

اور مجموع وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو سے زیادہ پر بایں سبب

آنکہ تغیرے در واحد کردہ باشند لفظاً چوں رِجال یا تقدیراً

کہ کوئی تغیر واحد میں کی ہے لفظاً جیسے رِجَال یا تقدیراً

چوں فُلك کہ واحدش نیز فُلْك بروزن قُفْل وجمعش ہم

جیسے فُلْك کہ اس کا واحد بھی فُلْك جو بروزن قُفْل اور جمع بھی

فُلْكٌ بروزن اُسْدٌ

فُلْكٌ بروزن اُسْدٌ

سوال: (هُمَا) اور (اَنْتُمَا) مثنیٰ ہیں حالانکہ تعریف مذکور ان پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کے آخر نہ الف اور نون مکسورہ ہے نہ یائے ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ؟

جواب: یہ اسم غیر متمکن ہیں اور تعریف مذکور اس مثنیٰ کی ہے جو اسم متمکن ہو اسی واسطے ہم نے ترجمہ میں (متمکن) ظاہر کر دیا ہے۔

سوال: مثنیٰ کی تعریف مذکور سے ظاہر ہے کہ الف نون اور (یـا) نون مثنیٰ کے آخر لگتا ہے تو جس کے آخر لگیں وہ مثنیٰ ہوا، اور یہ (رَجُل) کے آخر لگے ہیں تو مثنیٰ (رَجُل) ہوا نہ (رَجُلَان) یا (رَجُلَیْن)؟

جواب: (بآخرش) سے مراد ہے (بآخر مفردش) اب تعریف یہ ہوئی کہ مثنیٰ وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے بایں وجہ کہ اس کے مفرد کے آخر میں الف نون یا (یا) نون لاحق ہوتے ہیں۔

سوال: مثنیٰ کے نون کو کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب: مثنیٰ متوسط ہے واحد اور جمع میں اور کسرہ متوسط ہے فتحہ اور ضمہ میں اس لئے متوسط کو متوسط دے دیا گیا۔

تنبیہ [۶۰]

(المصباح المنیر ص:۵۹) اور (مہر منیر ص:۵۴) میں بالفاظ مختلف ہے کہ (تثنیہ کا نون مکسور اس لئے ہوتا ہے کہ جمع مذکر سالم سے التباس واقع نہ ہو)

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ اگر نونِ مفتوح ہو تب بھی التباس نہ ہوگا کہ تثنیہ میں (یا) کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم میں مکسور۔ سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب و ہی ملّا ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم است جمع تکسیر و جمع تصحیح

جان لو کہ جمع لفظ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے جمع تکسیر اور جمع تصحیح

جمع تکسیر آں است کہ بنائے واحد در و سلامت نہ

جمع تکسیر وہ جمع ہے کہ واحد کا وزن اس میں سلامت نہ

باشد چوں رِجَالٌ و مَسَاجِدُ وابنیۂ جمع تکسیر در ثلاثی

ہو جیسے رجال اور مساجد اور اوزان جمع تکسیر کے ثلاثی میں

بسماع تعلق دارد وقیاس را در و مجالے نیست اما در رباعی و

اہل عرب سے سننے کے ساتھ متعلق ہیں اور قیاس کو اس میں کوئی دخل نہیں، البتہ رباعی اور

خماسی بروزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَرٌ وجَعَافِرُ وحَجْمَرَشٌ

خماسی میں فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے جیسے جَعْفَرٌ اور جَعَافِرُ اور حَجْمَرَشٌ

وحَجَامِرُ بحذف حرف خامس وجمع تصحیح آں است

اور حجامر حرف خامس کو حذف کرکے اور جمع تصحیح وہ جمع ہے

کہ بنائے واحد در و سلامت ماند وآں بر دو قسم است جمع

جس میں واحد کا وزن سلامت رہے اور وہ دو قسم پر ہے جمع

مذکر وجمع مونث جمع مذکر آن است کہ واوے ماقبل

مذکر اور جمع مونث، جمع مذکر وہ جمع تصحیح ہے کہ واو ماقبل

مضموم یا یائے ماقبل مکسور ونون مفتوح در آخرش پیوند چون

مضموم یا یائے ماقبل مکسور اور نون مفتوح اس کے آخر میں لگا ہو جیسے

مُسْلِمُوْنَ ومُسْلِمِیْنَ وجمع مونث آنست کہ الف با تا

مسلمون اور مسلمین اور جمع مونث وہ جمع تصحیح ہے جس کے آخر میں الف مع تا

بآخرش پیوندد چوں مُسْلِمَات، **بدانکہ** جمع باعتبار معنی

لگا ہو جیسے مسلمات، جان لو کہ جمع معنی کے اعتبار سے

بر دو نوع است جمع قلت وجمع کثرت جمع قلت آں

دو قسم پر ہے جمع قلت اور جمع کثرت جمع قلت وہ

است کہ بر کم از دہ اطلاق کنند وآں را چہار بنا است اَفْعُلٌ

جمع ہے جس کو دس سے کم پر بولیں اور اس کے چار وزن ہیں اَفْعُلٌ

مثل اَکْلُبٌ واَفْعَال چوں اَقْوَال واَفْعِلَة مثل اَعْوِنَة

جیسے اَکْلُبٌ اور اَفْعَال جیسے اَقْوَال اور اَفْعِلَة جیسے اَعْوِنَة

و فِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ ودو جمع تصحیح بے الف ولام یعنی

اور فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ اور دو جمع تصحیح بغیر الف و لام یعنی

مُسْلِمُوْنَ ومُسْلِمَاتٌ وجمع کثرت آن است کہ بر دہ

مسلمون اور مسلمات اور جمع کثرت وہ جمع ہے کہ دس پر

وبیشتر از دہ اطلاق کنند وابنیہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بنا است

اور دس سے زیادہ پر بولیں اور اس کے اوزان ان چھ وزن کے ماسوا ہیں

قولہ: رِجَال جمع (رَجُلٌ) بمعنی (مرد)، اور (مَسَاجِدُ) جمع (مَسْجِدٌ) جس کے معنی ہیں (نماز کا مقام معروف) اور (جَعَافِرُ) جمع (جَعْفَرٌ) بمعنی (نَهر) اور یہ اہل بیت کرام میں سے ایک امام کا اسم گرامی ہے جن کو امام جعفر صادق کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۲۲ ماہ رجب کو انہیں کی فاتحہ ہوتی ہے جس کو ہندوستان میں (کونڈے) کہتے ہیں۔ اس فاتحہ سے دینی اور دنیوی برکتوں کا حصول ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۰ھ مدینہ منورہ میں ہوئی اور وصال ۱۵ رجب ۱۴۸ھ بروز دوشنبہ مدینہ منورہ میں ہوا، جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ یہ دُعا کیا کرتے تھے **اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُخْزِنِیْ بِمَعْصِيَتِكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مُوَاسَاةَ مَنْ قَتَّرْتَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ بِمَا وَسَّعْتَ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ**، یعنی اے اللہ! مجھے عزت عطا فرما اپنی فرمانبرداری کے ساتھ اور مجھے رسوا نہ کر معصیت کے ساتھ۔ اے اللہ! جس پر تو نے رزق تنگ فرما دیا ہے مجھے اس کی غمخواری کی توفیق عطا فرما اپنے اس فضل کے ساتھ جو تو نے مجھ پر وسیع فرمایا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس دعا کو اپنے معمولات میں داخل کر لیں۔

اور آپ کے اقوال زریں سے ایک قول قابل عمل اور واجب الحفظ یہ ہے **لَا زَادَ اَفْضَلُ مِنَ التَّقْوٰی وَلَا شَیْءَ اَحْسَنُ مِنَ الصَّمْتِ وَلَا عَدُوَّ اَضَرُّ مِنَ الْجَهْلِ وَلَا دَاءَ اَدْوٰی مِنَ الْكِذْبِ**، یعنی کوئی توشہ پرہیزگاری سے افضل نہیں اور کوئی چیز خاموشی سے احسن نہیں اور کوئی دشمن جہل سے زیادہ مضر نہیں اور جھوٹ سے زیادہ تخریب کرنے والی کوئی بیماری نہیں۔

اور (حَجَامِرُ) جمع (حَجْمَرِشٌ) بمعنی (زیادہ عمر والی بوڑھی عورت) اس کی جمع میں پانچواں حرف ساقط کر دیا کیونکہ خماسی کی جمع میں پانچواں حرف ساقط کر دیتے ہیں اور (اَكْلُبٌ) جمع (كَلْبٌ) بمعنی (سگ) اور (اقوال) جمع (قول) بمعنی (گفتہ) خواہ مرکب ہو یا مفرد یا بمعنی (گفتن) اور (اَعْوِنَةٌ) جمع (عَوَانٌ) بمعنی (میانہ سال) یعنی نہ بوڑھا نہ جوان دونوں کے بیچ میں اور گذشتہ اور آئندہ، لفظ (ابنیہ) بھی اسی وزن پر ہے (بِنَاءٌ) بمعنی (وزن) کی جمع ہے اور (غِلْمَةٌ) جمع (غلام) بمعنی (عبد) یعنی (بندہ) اور اس لڑکے کو بھی

کہتے ہیں جس کی مونچھیں نکلنا شروع ہوگئی ہوں۔

یاد رہے کہ عند التحقیق باعتبار وضع ہر جمع کا ادنیٰ مرتبہ تین ہے،

اور کبھی مجازاً مافوق الواحد پر اطلاق کرتے ہیں جیسے (اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَعْلُوْمَاتٌ) میں (اَشْهُرٌ) جمع قلت ہے (شَهْرٌ) کی جس کے معنی ہیں (مہینہ) یہاں پر اس سے مراد دو مہینے دس دن ہیں۔ یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن۔

اور بعض شرعی امور میں دو پر اطلاق حقیقی ہے جیسے جماعت نماز میں کہ امام کے ساتھ اگر ایک مقتدی ہو تو ان دونوں پر جماعت کا اطلاق حقیقی ہے۔

اسی طرح احکام میراث میں دو کو جمع قرار دیا گیا ہے کہ جو سہام تین یا اُس سے زائد کے ہوتے ہیں وہی دو کے۔

فصل

بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع ونصب وجر، اسم متمکن

جان لو کہ اسم کے اعراب تین ہیں رفع اور نصب اور جر، اسم متمکن

باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است اوّل مفرد منصرف

اقسامِ اعراب کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے، الاوّل قسم مفرد منصرف

صحیح چوں زَیْدٌ دوم مفرد منصرف جاری مجرای صحیح چون دَلْوٌ

صحیح جیسے زَیْدٌ دوسری قسم مفرد منصرف قائم مقام صحیح جیسے دَلْوٌ

سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَالٌ رفع شان بضمہ باشد و

تیسری قسم جمع مکسر منصرف جیسے رِجَالٌ ان کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور

نصب بفتحہ و جر بکسرہ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ و دَلْوٌ و رِجَالٌ و

نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ اور (جَاءَنِی) دَلْوٌ اور (جَاءَنِی) رِجَالٌ اور

رَأَیْتُ زَیْدًا و دَلْوًا و رِجَالًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ و دَلْوٍ و رِجَالٍ

رَأَیْتُ زَیْدًا اور (رَأَیْتُ) دَلْوًا اور (رَأَیْتُ) رِجَالًا اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ اور (مَرَرْتُ) بِدَلْوٍ اور (مَرَرْتُ) بِرِجَالٍ

قولہ: مفرد منصرف صحیح (مفرد) کے معنی یہاں پر وہ اسم جو تثنیہ اور جمع نہ ہو (منصرف) کے معنی وہ اسم جو غیر منصرف نہ ہو اور اسم (صحیح) وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔

(جاری مجرائے صحیح) وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت (واو) ہو یا (یا) جن کا ماقبل ساکن۔

اور (جمع مکسر منصرف) وہ جمع جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے اور غیر منصرف نہ ہو ان تینوں کا اعراب بحالت رفع (ضمہ) ہوتا ہے اور بحالت نصب (فتحہ) اور بحالت جر (کسرہ) جیسے (جَاءَنِی زَیْدٌ) یہ بحالت رفع مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔

ترکیب

قولہ: جَآءَنِی زَیْدٌ. میں (جَآءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل (جَآءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید آیا۔

قولہ: ودَلْوٌ. یعنی (وجَاءَنِی دَلْوٌ) یہ بحالت رفع جاری مجرائے صحیح کی مثال ہوئی، اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (دَلْوٌ) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظا فاعل (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، ترجمہ: میرے پاس ڈول آیا۔

قولہ: ورِجَال. یعنی (وجَآءَنِی رِجَالٌ) یہ بحالت رفع جمع مکسر منصرف کی مثال ہے۔ اس

میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، منصوب محلا مبنی بر سکون، (رِجَالٌ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس کچھ مرد آئے۔

قولہ: رَأَيْتُ زَيْدًا . میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ بحالت نصب مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔ ترجمہ: میں نے زید کو دیکھا۔

قولہ: و دَلْوًا . یعنی (ورَأَيْتُ دَلْوًا) یہ بحالت نصب جاری مجرائے صحیح کی مثال ہے۔ اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (دَلْوًا) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے ڈول دیکھا۔

قولہ: ورِجَالًا . یعنی (ورَأَيْتُ رِجَالًا) یہ بحالت نصب جمع مکسر منصرف کی مثال ہے اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (رِجَالًا) جمع مکسر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ، (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے کچھ مرد دیکھے۔

قولہ: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ . میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (زَيْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ بحالت جر مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔ ترجمہ: میں زید کے پاس سے گذرا۔

مخفی نہ رہے کہ جس جار مجرور کا متعلق عبارت میں مذکور ہو اس کو ظرف لغو، کہتے ہیں اور جس کا متعلق مذکور نہ ہو اس کو ظرف مستقر۔

(و دَلْوٍ) . یعنی (ومَرَرْتُ بِدَلْوٍ) یہ بحالت جر جاری مجرائے صحیح کی مثال ہے۔ اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با

حرف جار مبنی بر کسر (دَلْوٍ) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں ڈول کے پاس سے گذرا۔

(وَرِجَال) . یعنی (وَمَرَرْتُ بِرِجَالٍ) یہ بحالت جر جمع مکسر منصرف کی مثال ہے۔ اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (رِجَالٍ) جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں کچھ مردوں کے پاس سے گذرا۔

یاد رہے کہ ان تینوں مثالوں میں (جاری مجرائے صحیح) اور (جمع مکسر منصرف) سے پیشتر (جَائَنِیْ) اور (رَأَیْتُ) اور (مَرَرْتُ) بنظر اختصار محذوف ہیں۔

تنبیہ ۶۱ تا ۶۴

(المصباح المنیر ص:۶۳) اور (مہر منیر ص:۵۹) میں ہے کہ (نحویوں کی اصطلاح میں صحیح اس کو کہتے ہیں جو معتل باللام نہ ہوں)

اقول: اگر قطع نظر از لفظ اسم مطلقاً صحیح کی تعریف قرار دی جائے تو یہ تعریف غلط ہے کہ فعل مضارع کو شامل نہیں حالانکہ وہ بھی صحیح ہوتا ہے اسی نحو میر میں آرہا ہے کہ فعل مضارع کی پہلی قسم (صحیح مجرد از ضمائر بارزہ) ہے اور اگر اسم صحیح کی تعریف قرار دیں جیسے کہ لفظ (اسم) سے ظاہر تب بھی غلط ہے اور نحویوں پر افترا۔

غلط اس لئے کہ (حُبْلٰی) پر صادق ہے کہ اس کا لام کلمہ حرف علت نہیں بلکہ لام کلمہ لام ہے حالانکہ یہ اسم صحیح نہیں۔

اور افترا اس لئے کہ انہوں نے تعریف یوں کی ہے کہ (وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو) اس تعریف پر (حُبْلٰی) سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

اور یہ معتل باللام دیوبندی بولی ہے، نحویوں کی بولی نہیں۔ وہ تو (معتل اللام) کہتے ہیں۔

اور ان دونوں کے صفحہ مذکورہ میں ہے کہ (جاری مجرائے صحیح نحویوں کی اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام تو ہو یعنی اس کے لام کلمہ میں حرف علت تو ہو مگر اس سے پہلا حرف ساکن ہو)

یہ بھی غلط ہے اور نحویوں پر افترا۔

غلط اس لئے کہ (هِــنْـدِيٌّ) پر یہ تعریف صادق نہیں کہ اس کے لام کی جگہ حرف علت نہیں بلکہ (دال) ہے تو یہ آپ کی بیان کردہ تعریف سے خارج ہو گیا حالانکہ یہ جاری مجرائے صحیح ہے۔

اور افترا اس لئے کہ انہوں نے یہ تعریف نہیں کی بلکہ یوں کی ہے کہ (جس اسم کے آخر میں حرف علت ہو اور ماقبل ساکن) اس سے (هِنْدِيٌّ) خارج نہیں ہوتا ہے اور نحویوں کی تعریف اس پر صادق ہے۔

پھر اوّل نے ص:۶۴ اور دوم نے ص:۶۳ پر وزن (فَعَالِلُ) اور (فَعَالِيْلُ) کی مثال میں (مَسَاجِدُ) اور (مَصَابِيْحُ) کو پیش کیا ہے۔

یہ بھی غلط کہ ان دونوں کا یہ وزن نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ (مَسَاجِدُ) اور (مَصَابِيْحُ) کی میم (فا) کلمہ کے مقابل ہونے کی بنا پر اصلی ہو حالانکہ زائد ہے ان کا وزن (مَفَاعِلُ) اور (مَفَاعِيْلُ) ہے۔

اور اوّل کے ص:۶۵ اور دوم کے ص:۶۰ پر بالفاظ مختلف ہے:

(یاد رکھو! کہ مبنی کی حرکات کے نام یہ ہیں ضمہ، فتحہ، کسرہ، ضم، فتح، کسر الخ)

یہ بھی غلط ہے کہ ضمہ، فتحہ، کسرہ، مبنی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ دونوں میں مشترک ہیں۔ کمافی جامع الغموض، لہٰذا ان کا استعمال معرب کی حرکات میں مجاز نہیں۔ البتہ ضم، فتح، کسر مبنی کی حرکات کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے رفع، نصب، جر، معرب کے ساتھ۔

اور ان دونوں صاحبان نے جَاءَ نِي زَيْدٌ و دَلْوٌ و رِجَالٌ وغیرہ تینوں مثالوں میں (دَلْوٌ) اور (رِجَــالٌ) کو معطوف قرار دیا ہے فعل اور حرف جار اختصاراً محذوف نہیں مانتے، ہیچوں قسم مثالوں میں ایسی ترکیب کرنے والوں کو الفوائد الشافیۃ میں یہ خطاب دیا کہ وہ فن نحو سے عاطل ہیں یعنی (کورے) اور قول بالعطف کو غلط ظاہر اور باطل فرمایا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چھــارم جمع مونث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر

چوتھی قسم جمع مونث سالم اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر

بکسرہ چوں هُنَّ مُسْلِمَاتٌ و رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ و

کسرہ کے ساتھ جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ و رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ و

مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

قولہ: جمع مونث سالم، یہ وہی ہے جس کو مصنف علیہ الرحمۃ نے جمع صحیح کی دوسری قسم قرار دیا تھا اور اس کی تعریف بایں طور فرمائی تھی کہ وہ جمع صحیح جس کے آخر میں الف مع (تا) لگا ہو۔

ترکیب

قولہ: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ. میں (هُنَّ) اور اس میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلا زینب و سلمیٰ و خالدہ، (نون) مشدد علامت جمع مونث مبنی برفتح (مُسْلِمَاتٌ) جمع مونث سالم مرفوع لفظا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ مسلمان عورتیں ہیں۔

قولہ: رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ. میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (مُسْلِمَاتٍ) جمع مونث سالم منصوب لفظا بکسرہ مفعول بہ، (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا۔

قولہ: مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ. میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (با) حرف جار مبنی برکسر (مُسْلِمَاتٍ) جمع مونث سالم مجرور لفظا بکسرہ، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گذرا۔

۶۵ تا ۶۶

تنبیــــــہ

(المصباح المنیر ص:۶۵) میں ہے:

(قولہ چہارم جمع مونث سالم، اسم متمکن کی چوتھی قسم کا بیان ہے کہ جو اسم مفرد مونث کی جمع سالم الف اور (ت) کے ساتھ بنائی جائے اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی میں کسرۂ تا کے ساتھ ہوگا اور اسی طرح حالت جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا)

اقول: یہ غلط ہے اور افترا ربھی۔

غلط اس لئے کہ بیان مذکور سے اعراب مذکور اس جمع مونث سالم میں منحصر ہو گیا جو (اسم مفرد مونث) کی بنائی جائے اور جو جمع مونث سالم اسم مفرد کی نہ ہو جیسے (بُیُوْتَات) جمع مونث سالم ہے (بُیُوْت) کی اور (بُیُوْت) جمع مکسر منصرف ہے (بَیْت) کی، یا (اسم مفرد مؤنث) کی نہ ہو جیسے (مرفوعات) اسم مفرد مذکر (مرفوع) کی جمع ہے۔ ان دونوں کے لئے اعراب مذکور نہ ہوا حالانکہ ان دونوں کا اعراب بھی وہی ہے۔

اور افترا ر اس لئے کہ اپنے بیانِ باطل کو متن کی مراد قرار دے دیا۔

نیز اسی صفحہ میں ہے کہ (یہ مونث سالم صیغہ اسم فاعل اور صیغہ اسم مفعول کی بنائی جاتی ہے)

یہ بھی غلط ہے کہ غیر اسم فاعل اور غیر اسم مفعول سے بھی بنائی جاتی ہے جیسے (بُیُوْتَات) (بُیُوْت) سے اور (بُیُوْت) نہ اسم فاعل ہے نہ اسم مفعول۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

پنجم غیر منصرف وآں اسمیست کہ دو سبب از اسباب منع
پانچویں قسم غیر منصرف اور وہ ایسا اسم ہے جس میں دو سبب اسباب منع
صرف در و باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف
صرف سے ہوں اور اسباب منع صرف نو(۹) ہیں (۱)عدل اور(۲)وصف

وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزنِ فعل والف ونون

اور(۳) تانیث اور(۴) معرفہ اور(۵) عجمہ اور(۶) جمع اور(۷) ترکیب اور(۸) وزن فعل اور(۹) الف ونون

زائدتان چوں عُمَر واَحْمَر وطَلْحَة وزَيْنَب واِبْرَاهِيم و

زائدتان جیسے عُمَر اور اَحْمَر اور طَلْحَة اور زَيْنَب اور اِبْرَاهِيم اور

مَسَاجِد ومَعْدِي كَرَب واَحْمَد وعِمْرَان رفعش بضمہ

مَسَاجِد اور مَعْدِي كَرَب اور اَحْمَد اور عِمْرَان اس کا رفع ضمہ کے ساتھ

باشد ونصب وجر بفتحہ چوں جَاءَ عُمَرُ و رَأَيْتُ عُمَرَ و

ہوتا ہے اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ جیسے جَاءَ عُمَرُ اور رَأَيْتُ عُمَرَ اور

مَرَرْتُ بِعُمَرَ

مَرَرْتُ بِعُمَرَ

قولہ: (غیر منصرف) اس کی تعریف مصنف علیہ الرحمتہ نے بایں طور فرمائی کہ وہ ایسا اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دوسبب پائے جائیں، اس میں (دوسبب) عام ہیں کہ وہ دونوں حقیقتاً ہوں جیسے (عُمَرْ) میں ایک عدل اور دوسرا علمیت، یا ایک حقیقتاً دوسرا حکماً جیسے (حُبْلٰی) میں ایک سبب الف مقصورہ برائے تانیث جو حقیقتاً سبب ہے اور دوسرا اس کا کلمہ کو وضعاً لازم ہونا جو بمنزلہ تانیث دیگر ہے یہ لزوم سبب حکماً ہے۔

اس کو دوسرے حضرات نے یوں بیان فرمایا کہ غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دوسبب پائے جائیں یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو۔ **نظر برآں** مصنف علیہ الرحمتہ کی تعریف

دونوں قسم کے سبب کو شامل ہے۔ اسباب منع صرف کی تعریف اور شرائط وغیرہ اگلی کتابوں میں بالتفصیل آئیں گے۔ یہاں پر اجمالی بیان کافی ہے اور وہ یہ ہے کہ عدل کے معنی ہیں اسم کے مادہ کا صورت اصلی سے نکالا جانا بایں طور کہ کسی قاعدۂ صرفی پر مبنی نہ ہو جیسے (عمر) کے مادہ عین، میم، را، کا اپنی صورت اصلی (عامر) سے بدون قاعدۂ صرفی (عمر) کی طرف نکالا جانا۔

اور **وصف** کے معنی ہیں اسم کا ایسی ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ متصف ہو جیسے (اَحْمَر) کا اس ذات پر دلالت کرنا جو صفت (حمرة) یعنی سرخی کے ساتھ موصوف ہو۔

اور **تانیث** کے معنی ہیں (اسم کا مونث ہونا) خواہ بایں طور کہ اس کے آخر (تا) لگے جو بحالت وقف (ھا) ہو جاتی ہے یا ایں طور کہ وہ کسی مادہ کا علم ہو جیسے (طَلْحَة) کا بالحاق (تا) مونث ہونا اس کو تانیث لفظی کہتے ہیں اور (زَیْنَب) کا عورت کے لئے علم ہونا اس کو تانیث معنوی کہتے ہیں۔

اور **معرفة** کے معنی مراد ہیں (اسم کا علم ہونا) جیسے ان دونوں کا علم ہونا کہ

اوّل: ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا علم ہے جو عشرۂ مبشرہ سے ہیں ۱۰ رجمادی الاولیٰ ۳۰ ھ عمر ۶۳ سال جنگ جمل میں شہید ہوئے مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

اور **دوم:** نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المومنین کا، رضی اللہ تعالٰی عنہا جن کا نکاح خود اللہ عزوجل نے آسمان پر پڑھایا تھا، بعہد فاروقی ۲۰ ھ میں وصال فرمایا، جنازے کی چارپائی سب سے پہلے ان کے لئے بنائی گئی۔

اور **عجمة** کے معنی ہیں (لغت غیر عرب میں اسم کا کسی معنی کے لئے موضوع ہونا) جیسے اسم (ابراہیم) کا سریانی زبان میں ایک پیغمبر کے لئے موضوع ہونا جو سید انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے جد امجد ہیں، دو سو یا ایک سو پچھتر سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

اور **جمع** سے مراد (اسم کا جمعیت کے ساتھ متصف ہونا) جیسے (مَسَاجِد) کا جمعیت کے ساتھ متصف ہونا کہ یہ (مسجد) کی جمع ہے۔

اور **ترکیب** کے معنی ہیں کہ (دو یا دو سے زائد کلموں کا ایک ہو جانا بایں طور کہ کوئی جز و حرف نہ ہو) جیسے (مَعْدِیْ کَرَب) کا (مَعْدِیْ) اور (کَرَبْ) دو کلموں سے ایک ہو جانا بایں طور کہ اس کا کوئی جز و حرف نہیں

دونوں جز واسم ہیں اوّل بکسر دال خلاف قیاس ہے مقتضائے قیاس فتح ہے کمافی ہمع الہوامع، کیونکہ یہ مصدر میمی ہے بمعنی تجاوز، یا اسم ظرف اور دونوں کا وزن ہے (مَفْعَل) یا (مَعْدِیٌّ) اسم مفعول ہے کمافی حاشیۃ الصبان جو خلافِ قیاس مخفف ہے تو کسرۂ دال خلاف قیاس نہیں بریں تقدیر اس کے معنی ہیں (عَـدَاهُ الكَـرَبُ اَىْ تَـجَاوَزَهُ) یعنی جس سے غم دور ہوگیا کـمـا فـي تـلـك الـحـاشية منتهى الارب وغیرہ لغات میں (مَعْدِی كَرِب) بکسر (را) ہے لیکن (كَرِب) بکسر (را) موجودہ لغات میں دستیاب نہیں ہوا۔ مذکورہ معنی سے مستفاد ہوتا ہے کہ بسکون (را) ہے جس کے معنی ہیں (غم) یا بکسر (را) بمعنی بسکون (را) کے ہے اور مذکورہ معنی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصدر میمی اور اسم ظرف ہونے کی تقدیر پر بمعنی اسم مفعول ہے جیسے لفظ (معنی) واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال، یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ہے جو (هَـمْـدَانی) تھے اور اس حدیث کے راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ جب اپنے مکان میں داخل ہوتا ہوں تو وحشت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک جوڑا کبوتر پال لو۔ انہوں نے ارشاد والا کی تعمیل کی، وحشت جاتی رہی (اصابۃ)۔

اور وزنِ فعل کے معنی ہیں کہ اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو اوزانِ فعل سے شمار کیا جاتا ہو جیسے (اَحْمَد) کا (اَفْعَل) کے وزن پر ہونا۔

اور الف نون زائدتان سے مراد (الف نون) کا اسم کے آخر میں زائد ہونا جیسے (عِـمْرَان) کے آخر میں زائد ہیں۔

پس (عمر) میں دو سبب عدل اور علمیت ہیں اور (اَحْمَر) میں وصف اور وزنِ فعل ہیں اور (طلحة) میں تانیثِ لفظی اور علمیت، اور (زینب) میں تانیثِ معنوی اور علمیت اور (ابراھیم) میں عجمہ اور علمیت، اور (مساجد) میں جمع سبب حقیقتاً اور تکرار جمع بسبب حکماً، تکرار جمع کبھی حقیقتاً ہوتی ہے جیسے (اَسَاوِرَة) جمع ہے (اَسْوِرَة) کی اور (اَسْوِرَة) جمع ہے (سوار) بمعنی (کنگن) کی تو (اَسَاوِرَة) جمع الجمع ہوئی، اور کبھی حکماً جیسے (مَسَـاجِد) کہ خود جمع الجمع نہیں بلکہ جمع الجمع (اَسَـاوِر) کے وزن پر ہے، بہرکیف (تکرار) حقیقتاً ہو یا حکماً سبب حکمی ہے۔

اور معدی کرب میں ترکیب اور علمیت، اور (اَحْـمَـد) میں وزنِ فعل اور علمیت، اور (عـمران)

میں الف نون زائدتان اور علمیت، یہ قبیلہ خزاعہ کے ایک جلیل القدر صحابی کا علم ہے۔ یعنی عمران ابن حصین ان کی کنیت (ابو نُجَیْدَۃ) تھی فرشتے ان سے مصافحہ کرتے تھے اور یہ کراماً کاتبین کو دیکھتے اور ان کی اُن سے گفتگو ہوتی تھی ۔۵۲ھ میں وصال فرمایا۔

ترکیب

قوله: جَآءَ عُمَرُ . میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (عُمَرُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آئے عمر۔

قوله: رَأَیْتُ عُمَرَ . میں (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (عُمَرَ) غیر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ، (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے عمر کو دیکھا۔

قوله: مَرَرْتُ بِعُمَرَ . میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (عُمَرَ) غیر منصرف مجرور بفتح جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں عمر کے پاس سے گذرا۔

تنبیـــــہ

۶۷ تا ۷۱

(المصباح المنیر ص:۶۶) اور (مہر منیر ص:۶۱) میں بالفاظ مختلف بیان کیا ہے کہ مصنف علیہ الرحمتہ نے غیر منصرف کی تعریف میں صرف اس کو بیان کیا ہے جس میں دوسبب پائے جائیں اور جس میں ایک سبب قائم مقام دوسبب پایا جائے اس کو بوجہ قلت وقوع چھوڑ دیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے اور قصور فہم پر مبنی مصنف علیہ الرحمتہ نے دوسبب کا ذکر فرمایا ہے ان میں تعمیم ہے کہ دونوں حقیقۃً ہوں یا ایک حقیقۃً اور دوسرا حکماً جس کی تفصیل گزر گئی، **نظر بر آں** تعریف دونوں کو شامل ہے۔

پھر اوّل میں ص:۶۷ پر سبب وصف کی تعریف میں کہا کہ

غیر منصرف کا دوسرا سبب وصف ہے۔ اصطلاح نحو میں وصف کہتے ہیں ایسے اسم کو جو علاوہ اس کے ذات پر دلالت کرے وضع کے لحاظ سے وصفی معنی کو بھی شامل ہو۔

یہ بھی غلط ہے اور علم نحو پر افترا اور عبارت دیوبندی سانچے میں ڈھلی بھونڈی۔
غلط اس لئے کہ جو وصف سبب غیر منصرف ہے وہ از قبیل ذات نہیں بلکہ از قبیل معنی ہے اور اسم از قبیل ذات پھر اسم کے ساتھ اس کی تفسیر کس طرح درست ہو سکتی ہے، اس کی تفسیر وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔
اور افترا اس لئے کہ کتب نحو میں یہ تفسیر مذکور نہیں بلکہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی **کما فی شرح الجامی قدس سرہٗ السامی۔**
پھر بالفاظ مختلف اوّل کے ص:۶۸ پر اور دوم کے ص:۶۳ پر لکھا کہ ترکیب سے جو مرکب حاصل ہوا اس کو نحوی مرکب منع صرف کہتے ہیں۔ اس مرکب منع صرف کے لئے شرط یہ ہے کہ علم ہو اور ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزو واقع نہ ہو۔
یہ بھی غلط ہے اور دیوبندی اضافہ جو معنی ترکیب نہ سمجھنے پر مبنی، مرکب منع صرف میں یہ معتبر ہے کہ اس کا کوئی جزو حرف نہ ہو جیسے ترکیب کی تعریف میں گذرا، یہ کسی نحوی نے نہیں لکھا کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزو واقع نہ ہو۔
پھر دوم کے ص:۶۴ پر ہے غیر منصرف چونکہ اپنے وجود میں دو سببوں کو ساتھ لئے ہوتا ہے اسی لئے یہ فعل متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور فعل متعدی پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لئے غیر منصرف پر بھی یہ دونوں حرکتیں نہیں آتیں۔
یہ بھی غلط اور دیوبندی تنگ بندی ہے اور اس پر مبنی کہ شرح جامی پڑھی نہیں یا پڑھی تو سمجھی نہیں یا سمجھی تو محفوظ نہیں غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہ آنے کی وجہ شرح جامی میں یوں بیان فرمائی کہ ہر سبب کسی اصل کی فرع ہے تو ہر سبب کے لئے اس اصل کے اعتبار سے (فرعیّت) ہوئی جب غیر منصرف میں دو سبب پائے گئے تو اس میں دو فرعیّت حاصل ہوئیں، **نظر بر آں** وہ فعل کے مشابہ ہو گیا کہ اس میں بھی دو فرعیّت ہوتی ہیں اور مشبّہ بہ یعنی فعل پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے تو مشبہ یعنی غیر منصرف پر بھی ان کا دخول ممنوع قرار پایا۔
رہی یہ بات کہ ہر سبب کسی اصل کی فرع ہے وہ یوں کہ عدل فرع ہے (معدول عنہ) کی اور وصف (موصوف) کی اور تانیث (تذکیر) کی اور تعریف (تنکیر) کی اور عجمہ (عربیّت) کی اور جمع (واحد) کی اور ترکیب (افراد) کی اور الف نون زائدتان (مزید علیہ) کی اور وزنِ فعل (وزنِ اسم) کی۔
اور فعل میں دو فرعیّت بہ نسبت اسم، بایں معنی کہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے اور مصدر اسم، تو فعل

اشتقاق میں اسم کی طرف محتاج ہوا ایک فرعیت تو یہ ہوئی۔

دوسری یہ کہ فعل رکن کلام بننے میں فاعل کی طرف محتاج اور فاعل اسم ہوتا ہے تو فعل رکن کلام بننے میں اسم کی طرف محتاج ہوا۔ **نظر بر آں** فعل میں دو فرعیت حاصل ہو گئیں۔

ہم نے دیو بندی تک بندی اس لئے کہا کہ اس کے پیش نظر لازم آتا ہے کہ ہر غیر منصرف مبنی ہو جائے کیونکہ اس دیو بندی تک بندی میں (مشبہ بہ) فعل متعدی کو قرار دیا ہے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ غیر منصرف چونکہ اپنے وجود میں دو سببوں کو ساتھ لئے ہوتا ہے اس لئے یہ فعل امر حاضر معروف متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیوں کہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور امر حاضر معروف متعدی مبنی ہوتا ہے تو غیر منصرف بھی مبنی ہوا۔

یہ فساد اس بنا پر لازم آیا کہ فعل متعدی کو (مشبہ بہ) قرار دیا اور نحات نے مطلق فعل کو (مشبہ بہ) قرار دیا تھا اور مطلق فعل کو (مشبہ بہ) قرار دینے کی تقدیر پر دیو بندی تک بندی جاری نہ ہوگی نہ فساد مذکور لازم آئے گا کہ ہر منصرف پر کسرہ اور تنوین ممنوع قرار پائیں کہ اس دیو بندی تک بندی میں وجہ شبہ (اثنینیت) ہے اگرچہ اس کے موصوف مشبہ اور مشبہ بہ میں مختلف ہوں کہ غیر منصرف میں اس کے موصوف دو سبب ہیں اور فعل متعدی میں فاعل اور مفعول بہ، **نظر بر آں** یہ دیو بندی تک بندی ہر منصرف میں جاری ہو جائے گی۔ مثلاً زید میں، یوں کہ زید اپنے وجود میں دو امر ساتھ لئے ہوئے ہے۔ ایک ثلاثی ہونا دوم اجوف یائی ہونا اس لئے یہ فعل متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے، اور فعل متعدی پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لئے (زید) پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آتے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** بخلاف نحات کی بیان کردہ وجہ شبہ کہ وہ ہر غیر منصرف اور ہر فعل میں مشترک ہے۔

پھر اوّل کے ص: ۹۱ پر اور دوم کے ص: ۶۴ پر (مَرَرْتُ بِعُمَرَ) کا ترجمہ تحریر کیا ہے (میں عمر کے ساتھ گذرا) یہ بھی غلط ہے اس کا ترجمہ ہے (میں عمر کے پاس سے گزرا) دونوں میں فرق یہ ہے کہ اس ترجمہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ متکلم اور عمر دونوں گذرنے والے ہیں اور فعل مرور دونوں سے صادر ہوا حالانکہ اس جملہ کا یہ مفہوم نہیں۔ اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ گذرنے والا صرف متکلم ہے اور فعل مرور صرف متکلم سے وقوع میں آیا اور اس کا گذر عمر کے پاس سے ہوا۔ شرح ملّا بھی یاد نہیں اس میں (مَرَرْتُ بِزَیْدٍ) کا ترجمہ بتایا ہے (اَیْ

اِلْتَصَقَ مُرُوْرِیْ بِمَکَانٍ یَقْرُبُ مِنْهُ زَیْدٌ. سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے

چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ جس وقت کہ مضاف ہوں غیر یائے

متکلم چوں اَبٌ و اَخٌ و حَمٌ و هَنٌ و فَمٌ و ذومالٍ

متکلم کی طرف جیسے اَبٌ اور اَخٌ اور حَمٌ اور هَنٌ اور فَمٌ اور ذومال

رفع شاں بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چوں جَآءَ اَبُوْكَ

ان کا رفع واو کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب الف کے ساتھ اور جر یا کے ساتھ جیسے جَاءَ اَبُوْكَ

و رَأَیْتُ اَبَاكَ و مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ

اور رَاَیْتُ اَبَاكَ اور مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ

قوله: اَبٌ واَخٌ الخ ان چھ اسموں کا اعراب مذکور تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔

اوّل: یہ کہ (مُکَبَّرَہ) ہوں کہ ان میں یائے تصغیر نہ ہو جیسے (قریش) میں تھی اور جس میں یائے تصغیر ہوتی ہے اس کو (مُصَغَّرْ) کہتے ہیں ان چھ میں بجز (ذُوْ) سب کی تصغیر ہوتی ہے اس وقت یہ مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح ہو جاتے ہیں اور وہی اعراب ہوتا ہے جیسے (اَبٌ) کی تصغیر اُبَیْوٌ بروزن (فُعَیْلٌ) اس میں (واو) اور (یا) جمع ہوئے اوّل ساکن تھا (واو) کو (یا) کرکے (یا) میں ادغام کر دیا (اُبَیٌّ) ہو گیا اسی طرح باقی کی جیسے جَاءَ اُبَیٌّ، رَاَیْتُ اُبَیًّا، مَرَرْتُ بِاُبَیٍّ۔

خوب یاد رهے که (اَبٌ) کے معنی ہیں (باپ) لیکن کبھی (چچا) پر بھی بولا جاتا ہے جیسے

قرآن کریم میں فرمایا گیا (وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ) میں (اٰزَرَ) پر (اَبٌ) کا اطلاق فرمایا حالانکہ وہ چچا تھا باپ نہیں کیونکہ (اٰزَر) بت پرست تھا، اور بت پرستی شرک ہے اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے باپ، دادا وغیرہ اصول شرک سے محفوظ ہوتے ہیں۔

دوم: یہ کہ (مُوَحَّدَہ) ہوں یعنی تثنیہ اور جمع نہ ہوں، کہ اس صورت میں ان کا اعراب تثنیہ اور جمع کا اعراب ہوگا جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

سوم: یہ کہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں، غیر یائے متکلم عام ہے کہ اسم ظاہر ہو جیسے جَاءَ اَبُو زَیْدٍ، رَاَیْتُ اَبَازَیْدٍ، مَرَرْتُ بِاَبِیْ زَیْدٍ. اسی طرح باقی بجز (ذو) کہ وہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے نہ معرفہ کی طرف۔ اور بغیر اضافت بھی مستعمل نہیں ہوتا۔ اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے (ذُوْ مَالٍ) فرمایا، فقط (ذُوْ) نہ فرمایا بخلاف باقی کہ وہ بغیر اضافت بھی مستعمل ہوتے ہیں اور اس وقت ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کا ہوتا ہے جیسے جَاءَ نِیْ اَبٌ، رَاَیْتُ اَبًا، مَرَرْتُ بِاَبٍ. اسی طرح باقی، یا ضمیر ہو جیسے جَاءَ اَبُوْكَ۔

ترکیب

قوله: جَاءَ اَبُوْكَ. میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف (كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، (اَبُـــو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا تیرا باپ۔

قوله: رَاَیْتُ اَبَاكَ. اس میں (رَاَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (اَبَـــا) اسمائے ستہ مکبرہ سے منصوب بالف مضاف (كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح (اَبَا) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ (رَاَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے تیرے باپ کو دیکھا۔

قوله: مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ. میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (اَبِیْ) اسمائے ستہ مکبرہ سے مجرور

(بِیْ) مضاف (كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (اَبِیْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں تیرے باپ کے پاس سے گذرا۔

(فَمْ) . اصل میں (فَوْہٌ) تھا، اس کی (ھا) خلاف قیاس حذف ہوگئی تو (فَوْ) رہ گیا جب مضاف نہ ہو تو (واو) کو (میم) سے بدل کر (فَمْ) کہتے ہیں، اور جب غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو وہ (واو) لوٹ آتا ہے جیسے اِنْفَتَحَ فُوْكَ. ترجمہ: تمہارا منہ کھل گیا۔ (فَتَحْتُ فَاكَ) ترجمہ: تمہارا منہ میں نے کھول دیا۔ وَضَعْتُ عَلٰی فِیْكَ یَدِیْ. میں نے اپنا ہاتھ تمہارے منہ پر رکھ دیا۔

هفتم مُثنّٰی چوں رجلان هشتم کِلَا و کِلْتَا مضاف بمضمر
ساتویں قسم مثنی جیسے رجلان، آٹھویں قسم کلا اور کلتا جو مضاف بسوئے ضمیر،
نهم اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ رفع شاں بالف باشد ونصب وجر
نویں قسم اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ ان کا رفع الف کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب اور جر
بیائے ماقبل مفتوح چوں جَاءَ رَجُلَانِ وکِلَاهُمَا واِثْنَانِ
یائے ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جَاءَ رَجُلَانِ اور کِلَاهُمَا اور اِثْنَانِ
ورَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وکِلَیْهِمَا واِثْنَیْنِ ومَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ
اور رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ اور کِلَیْهِمَا اور اِثْنَیْنِ اور مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ
وکِلَیْهِمَا و اِثْنَیْنِ
اور کِلَیْهِمَا اور اِثْنَیْنِ

قوله: کلا. دراصل (کِلَوٌ) تھا واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدل دیا (کلا) ہو گیا اور (کلتا) دراصل (کِلْوَیٰ) تھا واو کو خلاف قیاس (تا) سے بدلا تو (کِلْتَا) ہو گیا اس میں (تا) خالص تانیث کے لئے نہیں کہ لام کلمہ سے بدلی ہوئی ہے۔ اگر خالص تانیث کے لئے ہوتی تو لام کلمہ کے بعد آتی اسی طرح الف بھی خالص تانیث کے لئے نہیں کہ وہ حالت نصب وجر میں (یـــا) سے بدل جاتا ہے اور خالص تانیث کا الف بوجہ اعراب بدلتا نہیں بلکہ دونوں میں بوئے تانیث ہے اسی واسطے دونوں کا اجتماع جائز قرار پایا ورنہ جائز نہ ہوتا تو گویا تانیث دونوں کے مجموعے سے حاصل ہوئی کہ دو علامت تانیث کا اجتماع جائز نہیں۔

اور (اِثْنتان) میں (تا) خلاف قیاس (یا) سے بدلی ہوئی ہے اور یہ بھی خالص تانیث کے لئے نہیں کیونکہ یہ وسط میں واقع ہے اور خالص تانیث کی (تا) وسط میں واقع نہیں ہوتی۔ کِلَا اور کِـلْتَا اور اِثْـنَانِ اور اِثْـنَتَانِ مثنٰی نہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا اسی واسطے مثنٰی مذکور کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی بلکہ مثنٰی کے ہم معنی ہیں کہ مثنٰی کی طرح یہ بھی دو پر دلالت کرتے ہیں۔ حسب سابق ان مثالوں میں بھی بقرینہ سابق اختصاراً فعل اور حرف جار محذوف ہے۔

ترکیب

قولــہ: جَاءَ رَجُلَانِ. میں (جَــاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (رَجُلَانِ) مثنٰی مرفوع بالف فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: دو مرد آئے۔

قوله: کِلَاهُمَا. یعنی (جَاءَ کِلَاهُمَا) اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (کِلَا) مرفوع بالف مضاف، (هُـمَــا) میں (هــا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً زیـدان، (میـم) حرف عماد مبنی برفتح (الف) علامت تثنیہ مبنی برسکون (کِلَا) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں زید آئے۔

قوله: اِثْنَانِ. یعنی جَاءَ اِثْنَانِ اس میں (جَآءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (اِثْنَانِ) مرفوع بالف فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: دو آئے۔

قوله: رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ. میں (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم، (رَجُلَیْنِ) مثنٰی منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ (رَأَیْتُ)

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے دو مرد دیکھے۔

قوله: كِلَيْهِمَا. یعنی (رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا) میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، (كِلَى) منصوب بیائے ماقبل مفتوح مضاف، (هِمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانُ، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (كِلَى) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے ان دونوں کو دیکھا۔

قوله: اِثْنَيْنِ. یعنی (رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ) اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (اِثْنَيْنِ) منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ، (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے دو دیکھے۔

قوله: مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ. میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (رَجُلَيْنِ) مثنیٰ مجرور بیائے ماقبل مفتوح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں دو مردوں کے پاس سے گذرا۔

قوله: كِلَيْهِمَا. یعنی مَرَرْتُ بِكِلَيْهِمَا اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (كِلَى) مجرور بیائے ماقبل مفتوح مضاف، (هِمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَان، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (كِلَى) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں ان دونوں کے پاس سے گذرا۔

قوله: اِثْنَيْنِ. یعنی (مَرَرْتُ بِاثْنَيْنِ) اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (اِثْنَيْنِ) مجرور بیائے ماقبل مفتوح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں دو کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ

۷۲ تا ۷۳

(مہر منیر ص:۶۴) میں (اِثْنَانِ) کا ترجمہ (دومرد) اور (اِثْنَتَانِ) کا (دوعورت) کیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے کہ یہ دونوں لفظ مرد اور عورت کے لئے وضع نہیں کیے گئے بلکہ مذکر و مونث اصطلاحی کے لئے خواہ وہ دو مرد اور دو عورت ہوں یا غیر مرد اور عورت جیسے قرآن کریم میں ہے مِنَ الضَّانِ اثْنَیْنِ اور (فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا) (ضَانٌ) کے لئے (اِثْنَیْنِ) استعمال فرمایا جو مرد نہیں اور (عین) بمعنی (چشمہ) کے لئے (اِثْنَتَانِ) جو عورت نہیں اس کا (نون) آیت کریمہ میں بوجہ ترکیب ساقط ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملاً حال طفلاں زبوں شدہ است

دھم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُوْن یازدہم اُوْلُوْ دوازدہم
دسویں قسم جمع مذکر سالم جیسے مُسْلِمُوْنَ گیارہویں قسم اُوْلُوْ بارہویں قسم
عِشْرُوْن تا تِسْعُوْن رفع شاں بواو ماقبل مضموم باشدو
عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک ان کا رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ ہوتا ہے اور
نصب و جر بیائے ماقبل مکسور چون جَاءَ مُسْلِمُوْنَ واُوْلُوْ
نصب اور جر یائے ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے جَاءَ مُسْلِمُوْنَ اور اُوْلُوْ
مَالٍ وعِشْرُوْنَ رَجُلًا ورَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ واُوْلِیْ مَالٍ و
مَالٍ اور عِشْرُوْنَ رَجُلًا اور رأیتُ مُسْلِمِیْنَ اور اُوْلِیْ مَالٍ اور

عِشْرِيْنَ رَجُلاً و مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ واُوْلِى مَالٍ و

عِشْرِيْنَ رَجُلاً اور مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ اور اُوْلِى مَالِ اور

عِشْرِيْنَ رَجُلاً

عِشْرِيْنَ رَجُلاً

قوله: جمع مذکر سالم، اس کی تعریف گذر گئی۔ (اُوْلُو) جمع من غیر لفظہ ہے (ذو) کی اسی واسطے جمع مذکر سالم میں داخل نہیں، کیونکہ اس میں مفرد کی بقاواجب ہے جیسے (مُسْلِمُون) میں (مُسْلِم) باقی ہے اور (عِشْرُوْن) تا (تِسْعُون) سے آٹھ دہائیاں یعنی عِشْرُوْن، ثَلٰثُون، اَرْبَعُون، خَمْسُوْن، سِتُّوْن، سَبْعُوْن، ثَمَانُون، تِسْعُون۔

ترکیب

قوله: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ . میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (مُسْلِمُوْنَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آئے مسلمان، یہاں پر بھی تینوں مثالوں میں فعل اور حرف جار اختصاراً محذوف ہیں جیسے:

قوله: اُولُو مَالٍ . یعنی جَاءَ اُوْلُو مَالٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اُوْلُو) مرفوع بواو ماقبل مضموم مضاف، (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ (اُوْلُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آئے مال والے۔

قوله: عِشْرُوْنَ رَجُلاً . یعنی جَاءَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً، میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (عِشْرُوْنَ) مرفوع بواو ماقبل مضموم ممیز، (رَجُلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آئے بیس مرد۔

قوله: رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ . اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس

میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع محلاً مبنی برضم (مُسْلِمِیْنَ) جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور مفعول بہ، (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے مسلمانوں کو دیکھا۔

قوله: اُوْلِیْ مال. یعنی رَأَیْتُ اُوْلِیْ مَالٍ اس میں (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (اُوْلِــیْ) منصوب بیائے ماقبل مکسور مضاف، (مَـــالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (اُوْلِـــیْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے مال والوں کو دیکھا۔

قوله: عِشْرِیْنَ رَجُلاً. یعنی رَأَیْتُ عِشْرِیْنَ رَجُلاً اس میں (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (عِشْرِیْنَ) منصوب بیائے ماقبل مکسور ممیز، (رَجُلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مفعول بہ، (رَأَیْــتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے بیس مرد دیکھے۔

قوله: مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (با) حرف جار مبنی برکسر (مُسْلِمِیْنَ) جمع مذکر سالم مجرور بیائے ماقبل مکسور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں مسلمانوں کے پاس سے گذرا۔

قوله: اُوْلِیْ مَال. یعنی مَرَرْتُ بِاُوْلِیْ مَالٍ. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (بـــا) حرف جار مبنی برکسر (اُوْلِیْ) مجرور بیائے ماقبل مکسور مضاف، (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ (اُوْلِیْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَـــرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں مال والوں کے پاس سے گذرا۔

قوله: عِشْرِیْنَ رَجُلاً. یعنی مَرَرْتُ بِعِشْرِیْنَ رَجُلاً. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (بـا) حرف جار مبنی برکسر (عِشْــرِیْـنَ) مجرور بیائے ماقبل مکسور ممیز، (رَجُلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَــرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں بیس مردوں

کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ[74]

(المصباح المنیر ص:۷۳) اور (مہر منیر ص:۶۷) میں بالفاظ مختلف ہے کہ
(عرب میں اعراب بالحرف کے لئے تین حرف مقرر ہیں، الف، واو، یا، الف حالت رفعی میں تثنیہ کو دے دیا گیا اور واو جمع کو۔ باقی رہ گئی (یا) تو ماقبل مفتوح کر کے حالت نصبی اور جری میں تثنیہ کو دے دی گئی اور ماقبل مکسور کر کے جمع کو)

اقول: اس واو دہش کو مثنیٰ اور مجموع میں محصور کرنا غلط ہے کہ اسمائے ستہ مکبرہ بھی تو اس میں شریک ہیں۔ ان کا اعراب بھی انہیں حرف کے ساتھ ہوتا ہے کما سبق۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سیزدھم اسم مقصور و آں اسمیست کہ در آخرش الف
تیرہویں قسم اسم مقصور اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر الف
مقصورہ باشد چوں موسیٰ، چہاردہم غیر جمع مذکر سالم
مقصورہ ہو جیسے موسیٰ، چودہویں قسم غیر جمع مذکر سالم
مضاف بیائے متکلم چوں غلامی رفع شاں بتقدیر ضمہ
جو مضاف بسوئے متکلم جیسے غلامی ان کا رفع ضمۂ مقدرہ کے ساتھ
باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں
ہوتا ہے اور نصب فتحۂ مقدرہ کے ساتھ اور جر کسرۂ مقدرہ کے ساتھ اور لفظ میں ہمیشہ یکساں

باشد چوں جَاءَ مُوْسیً وغُلَامِیْ ورَأیْتُ مُوْسیً و

رہتے ہیں جیسے جَاءَ مُوْسیً اور غُلَامِیْ اور رَأیْتُ مُوْسیً اور

غُلَامِیْ و مَرَرْتُ بِمُوْسیً وغُلَامِیْ

غُلَامِیْ اور مَرَرْتُ بِمُوْسیً اور غُلَامِیْ

مخفی نہ رہے کہ یہاں پر اسم مقصور سے مراد وہ اسم نہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ زائدہ ہو کیونکہ ایسا اسم غیر منصرف ہوتا ہے بایں سبب کہ الف مقصورہ زائدہ علامت تانیث ہے جو دو سبب کے قائم مقام اور غیر منصرف کا اعراب حالت جر میں بفتحہ لفظی ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِعُمَرَ یا بفتحہ تقدیری جیسے (مَرَرْتُ بِحُبْلٰی) میں۔

بلکہ مراد وہ اسم مقصور ہے جس کے آخر الف مقصورہ غیر زائدہ ہو یعنی حرفِ اصلی لام کلمہ سے بدلا ہو جیسے (المصطفٰی) میں الف مقصورہ لفظاً ہے اور (مصطفیً) میں تقدیراً کہ بوجہ اجتماع ساکنین ساقط ہوگیا۔

نظر بر آں (مُوْسیً) باتنوین پڑھا جائے کہ اصل میں (مُوْسَیٌ) بروزنِ (مُفْعَلٌ) اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی (مَخْلُوْق) مصدر (اِیْسَاءٌ) سے جس کے معنی ہیں (حلق) اس میں یہ تعلیل ہوئی کہ (یا) متحرک ماقبل مفتوح اس کو الف سے بدل لیا۔ الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہوا۔ الف گر گیا (مُوْسیً) رہ گیا جو تینوں حالتوں میں اسی طرح رہے گا یہ (موسٰی) وہ نہیں جو ایک جلیل القدر پیغمبر کا اسم گرامی ہے جو بنی اسرائیل کی طرف فرعون کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ یہ طبرانی زبان کا لفظ ہے تو بوجہ عجمہ اور علیت غیر منصرف ہوا علٰی نبینا و علیہ الصّلاۃ والسّلام اور جب اس پر الف لام داخل کریں جیسے (الموسٰی) تو الف مقصورہ لفظاً ہوگا کہ اب اصل میں اجتماع ساکنین نہیں جس کی وجہ سے گر گیا تھا۔

ترکیب

قولہ: جَاءَ مُوْسیً . اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (مُوْسیً)

اسم مقصور مرفوع تقدیراً فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا ایک مونڈا ہوا۔

قوله: غُلَامِي. یعنی جَاءَ غُلَامِیْ اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (غُلَامِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم مرفوع تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (غُلَامِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (جَـــاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا میرا غلام۔

قوله: رَأَيْتُ مُوْسٰى. اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (مُوْسٰى) اسم مقصور منصوب تقدیراً مفعول بہ، (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے ایک مونڈے ہوئے کو دیکھا۔

قوله: غلامي. یعنی رَأَيْتُ غُلَامِیْ اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (غُلَامِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (غُلَامِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (رَأَيْـــتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ میں نے اپنے غلام کو دیکھا۔

قوله: مَرَرْتُ بِمُوْسٰى. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (بـا) حرف جار مبنی بر کسر (مُـوْسٰى) اسم مقصور مجرور تقدیراً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں ایک مونڈے ہوئے کے پاس سے گذرا۔

قوله: غلامي. یعنی مَرَرْتُ بِغُلَامِی اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (بـــا) حرف جار مبنی بر کسر (غُلَامِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم مجرور تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (غُلَامِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَـرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں اپنے غلام کے پاس سے گذرا۔

پانزدھم اسم منقوص وآں اسمیت کہ آخرش یائے ماقبل

پندرہویں قسم اسم منقوص اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر یائے ماقبل

مکسور باشد چوں قاضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ

مکسور ہو جیسے قاضی اس کا رفع ضمۂ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا نصب بفتحہ

لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جَاءَ الْقَاضِیْ و رَأَیْتُ

لفظی اور اس کا جر کسرۂ مقدر کے ساتھ جیسے جَاءَ القَاضِی اور رَأَیْتُ

الْقَاضِیَ ومَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ

القَاضِیَ اور مَرَرْتُ بِالقَاضِیْ

ترکیب

قولہ: جَاءَ القَاضِی. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْقَاضِیْ) اسم منقوص مرفوع تقدیراً فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: قاضی آیا۔

قولہ: رَأَیْتُ القَاضِیَ. اس میں (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (اَلْقَاضِیَ) اسم منقوص منصوب لفظاً مفعول بہ، (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے قاضی کو دیکھا۔

قولہ: مَرَرْتُ بِالْقَاضِی. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع محلاً مبنی برضم (بِا) حرف جار مبنی بر کسر (اَلْقَاضِیْ) اسم منقوص مجرور تقدیراً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں

قاضی کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ[۷۵]

(مہر منیر ص:۶۸) میں اسم منقوص کی تعریف یوں کی ہے کہ (اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یاء ساکن ماقبل مکسور ہو)

اقول: یہ غلط ہے اور اصطلاح پر افتراء۔

غلط اس لئے کہ بحالت نصب جیسے (رَأَیْتُ الْقَاضِیَ) میں (اَلْقَاضِیَ) اسم منقوص ہونے سے نکل گیا کہ (یا) ساکن نہیں حالانکہ اسم منقوص ہے،

اور افتراء اس لئے کہ نحویوں کی اصطلاح نہیں یہ ان پر خالص افتراء ہے۔ ان کے نزدیک وہی تعریف ہے جو متن میں مذکور ہوئی (ساکن) کی قید ایجاد بندہ ہے یا بندی اور بالفاظ دیگر اضافہ دیو بندی یہی موجب فساد ہوا جیسے نس بندی۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

شانزدھم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِیَّ

سولہویں قسم جمع مذکر سالم جو مضاف بسوئے یائے متکلم جیسے مُسْلِمِیَّ

رفعش بتقدیر واو باشد ونصب وجرش بیائے ماقبل مکسور چوں

اس کا رفع واو مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر اس کا یائے ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے

ھٰؤُلَآءِ مُسْلِمِیَّ کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ ی بود، نون

ھٰؤُلَآءِ مُسْلِمِیَّ کہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ ی تھا نون

باضافت ساقط شد واو و یا جمع شدند و سابق ساکن بود واو را

بوجہ اضافت ساقط ہو گیا، واو اور یا جمع ہوئے اور پہلا ساکن تھا تو واو کو

بیا بدل کردند و رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ و مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

یا سے بدل لیا اور رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ اور مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

ترکیب

قوله: هٰؤلَآءِ مُسْلِمِيَّ. (هٰؤلآء) میں (ها) حرف تنبیہ مبنی بر سکون (أُولَاءِ) اسم اشارہ مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر کسر (مُسْلِمِيْ) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع بواو مقدر مضاف (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (مُسْلِمِيْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، ترجمہ: یہ میرے مسلمان ہیں،

قوله: رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ. اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (مُسْلِمِيْ) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بیائے ماقبل مکسور مضاف، (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (مُسْلِمِيْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (رَأَيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، ترجمہ میں نے اپنے مسلمانوں کو دیکھا۔

قوله: مررت بِمُسْلِمِيَّ. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (مُسْلِمِيْ) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور بیائے ماقبل مکسور مضاف، (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (مُسْلِمِيْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ میں اپنے مسلمانوں کے پاس سے گذرا۔

فصل

بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم

جان لو کہ اعراب مضارع کے تین ہیں رفع اور نصب اور جزم،

فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است اوّل صحیح

فعل مضارع باعتبار اقسام اعراب چار قسم پر ہے، اوّل قسم صحیح

مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع مذکر وبرائے واحد

خالی ضمیر بارز مرفوع سے جو تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مونث

مونث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون

حاضر کے لئے ہوتی ہے، اس مضارع کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ

چوں هُوَ يَضْرِبُ ولَنْ يَضْرِبَ و لَمْ يَضْرِبْ

جیسے هُوَ يَضْرِبُ اور لَنْ يَضْرِبَ اور لَمْ يَضْرِبْ

فعل (صحیح) نحویوں کی اصطلاح میں اس فعل کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اور (مجرد از ضمیر بارز مرفوع) پانچ صیغے ہوتے ہیں واحد مذکر غائب، واحد مونث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم۔

ترکیب

قولہ: هُوَ يَضْرِبُ. اس میں (هو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے

غائب مثلاً زید، (یَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَضْرِبُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ مارتا ہے یا مارے گا۔

قولہ: لَنْ یَضْرِبَ. یعنی ھُوَ لَنْ یَضْرِبَ اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَضْرِبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَضْرِبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ وہ ہرگز نہیں مارے گا۔

قولہ: لَمْ یَضْرِبْ. یعنی ھو لَمْ یَضْرِبْ اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اس نے نہیں مارا۔

تنبیہ ۷۶ تا ۷۹

(المصباح المنیر ص:۷۶) اور (مہر منیر ص:۶۹) میں ہے کہ جزم کے معنی سکون کے ہیں۔

اقول: یہ غلط ہے جزم عام ہے اور سکون خاص، کہ جزم کبھی بصورت سکون ہوتا ہے اور کبھی بصورت حذف لام جیسے دوسری اور تیسری قسم میں آرہا ہے، اور کبھی بصورت حذف نون جیسے چوتھی قسم میں آرہا ہے، مولانا ہادی علی علیہ الرحمۃ کا اس مقام پر ایک حاشیہ ہے جو مصنف علیہ الرحمۃ کے قول (جزم بسکون) میں (سکون) پر تھا کسی کی غلطی سے مصنف علیہ الرحمۃ کے قول سابق (اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم) میں واقع (جزم) پر نقل ہو گیا، غالباً اسی سے یہ دونوں فاضلانِ دیوبند خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے طلبہ کو گمراہ کر ڈالا، خود میں اتنی سمجھ بوجھ کہاں کہ نقل کی غلطی پر آگاہ ہو سکیں، خیر ہم وہ حاشیہ نقل کرتے ہیں جس کو پڑھ کر ہر ذی عقل

سمجھ لے گا کہ یہ (سکون) پر ہے (جزم) پر نہیں وہ یہ ہے (یعنی سکونیکہ بسبب عامل پدید آید پس سکونیکہ برائے غرض وقف باشد خارج خواہد بود چہ آں در ماضی ہم جائز است)

اس سے ظاہر ہے کہ مولانا موصوف یہ بیان فرماتے ہیں کہ بحالت جزم (سکون) سے مراد مصنف علیہ الرحمۃ کی وہ سکون ہے جو عامل کا اثر ہوتا ہے نہ سکونِ وقف کہ وہ عامل کا اثر نہیں ہوتا اور دونوں فاضلانِ دیو بند یہ سمجھ بیٹھے کہ جزم کے معنی بیان کر رہے ہیں اس لئے بے سمجھے بوجھے بول پڑے کہ (جزم کے معنی سکون کے ہیں) **لا حول ولا قوۃ الّا باللہ العظیم**. یا غالباً ان دونوں فاضلان دیو بند نے مصدر فیوض پڑھا تھا۔ اس میں لکھا ہے کہ (جزم) سکون کو کہتے ہیں، وہی یہاں پر بیان کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ یہاں پر نحوی اصطلاح میں کلام ہو رہا ہے لیکن تعجب ہے کہ مصدر فیوض کی بات یاد رہی اور نحو میر کے مسائل یاد نہیں جس کی شرح لکھ رہے ہیں۔

پھر دوم کے ص:۶۹ پر ہے کہ

نحویوں کی اصطلاح میں صرف معتل باللام یعنی جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو معتل شمار ہوتا ہے لہٰذا یہاں صحیح سے مراد وہ مضارع ہے جس کا لام کلمہ حرف علت نہ ہو۔

اقول: یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور نحویوں پر افترائے خالص۔

غلط اس لئے کہ (یَذْلَوْلِی) معتل کی تعریف مذکور سے نکل گیا کیونکہ اس کے لام کلمہ میں حرف علت نہیں، اس لئے کہ یہ بروزنِ (یَفْعَوْلِی) ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ لام کلمہ کی جگہ حرف علت نہیں بلکہ لام ہے حالانکہ نحویوں کے نزدیک یہ معتل ہے اور صحیح کی تعریف مذکور اس پر صادق حالانکہ یہ صحیح نہیں بلکہ معتل ہے۔ یہ باب (اِفْعَوْلَاء) سے ہے، جس کو ثلاثی مزید باہمزہ وصل کے ابواب سے شمار کرتے ہیں مگر نو مشہورہ ابواب سے نہیں۔ کما فی نوادر الاصول ص:۷۰ (یا) اس کے آخر زائد ہے (فا) کلمہ (ذال) اور عین کلمہ (لام) اور لام کلمہ بھی (لام) اس کا مصدر ہے (اِذْلَوْلَاء) جس کے معنی ہیں (انقیاد) **کذا فی المنجد الکبیر**،

نظر بر آں ظاہر ہوا کہ معتل اور صحیح دونوں کی تعریف مذکور غلط ہے۔

افترا، اس لئے کہ نحویوں کی طرف یہ نسبت مطابق واقع نہیں۔ انہوں نے تو یوں تعریف کی ہے کہ صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو نہ اصلی نہ زائد۔

اور معتل وہ ہے جس کے آخر حرف علت ہو خواہ اصلی جیسے (یَدْعُو) خواہ زائد جیسے (یَذْلَوْلِی) چنانچہ شرح جامی ص:۳۲۱ میں صحیح کی تعریف یوں فرمائی (وَ هُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَالَمْ يَكُنْ حَرْفُهُ الْأَخِيرُ حرف

عِلّة﴾ اس پر تکملہ میں ص: ۵۰۰ پر فرمایا سَوَاءٌ کَانَ اَصْلِیًّا اَوْزَائِدًا فَلِذَا لَمْ یَقُلْ لَامُهٗ اور ص: ۳۲۲ میں (المعتل) متن سے قبل (المضارع) اور بعد (الآخر) ذکر فرما کر بتایا کہ اصطلاح نحات میں مضارع معتل اس کو کہتے ہیں جس کے آخر حرف علت ہو (آخر) میں تعمیم ہے خواہ وہ لام کلمہ ہو، یا زائد۔

پھر ص: ۷۰ پر (لَمْ یَضْرِبْ) کا ترجمہ کیا ہے (اس نے ہرگز نہیں مارا)

یہ بھی غلط ہے کہ (لَمْ) تاکید نفی کے لئے نہیں آتا اس لئے ترجمہ میں (ہرگز) ہرگز نہیں لا سکتے مگر دیوبندی مت کا کیا علاج۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دوم مفرد معتل واوی چوں یَغْزُوْ ویائی چوں یَرْمِی رفعش
دوسری قسم مفرد معتل واوی جیسے یَغْزُوْ اور یائی جیسے یَرْمِی اس دوسری قسم کا رفع
بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجزم بحذف لام (یعنی
ضمہ مقدرہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم بحذف لام (یعنی
بحذف آخر) چوں هُوَ یَغْزُوْ و یَرْمِیْ ولَنْ یَغْزُوَ ولَنْ
بحذف آخر) جیسے هُوَ یَغْزُوْ اور یَرْمِیْ اور لَنْ یَغْزُوَ اور لَنْ
یَرْمِیَ ولَمْ یَغْزُ ولَمْ یَرْمِ
یَرْمِیَ اور لَمْ یَغْزُ اور لَمْ یَرْمِ

قوله: مفرد، اس سے مراد جو تثنیہ اور جمع نہ ہو اور (معتل واوی) سے مراد جس کے آخر میں (واو) ہو، اور (معتل یائی) سے مراد جس کے آخر میں (یا) ہو۔

ترکیب

قوله: هُوَ يَغْزُو. اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (یَغزُو) مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَغْزُو) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ غزوہ کرتا ہے یا کرے گا۔

یہاں پر بھی مثالوں میں اختصاراً (ھو) مبتدا محذوف ہے۔

قوله: يَرْمِي. یعنی (ھو یَرْمِیْ) اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (یَرْمِیْ) مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَرْمِیْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ تیر پھینکتا ہے یا تیر پھینکے گا۔

قوله: لَنْ يَغْزُوَ. یعنی (ھُوَ لَنْ یَغْزُوَ) اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَغْزُوَ) مفرد معتل واوی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَغْزُوَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ ہرگز غزوہ نہیں کرے گا۔

قوله: لَنْ يَرْمِيَ. یعنی (ھُوَ لَنْ یَرْمِیَ) اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَرْمِیَ) مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَرْمِیَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ تیر ہرگز نہیں پھینکے گا۔

قوله: لَمْ يَغْزُ. یعنی (ھو لَمْ یَغْزُ) اس میں (ھو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَغْزُ) مفرد معتل واوی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَغْزُ) فعل اپنے فاعل

سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اس نے غزوہ نہیں کیا۔

قوله: لَم یَرمِ. یعنی (هو لَمْ یَرْمِ) اس میں (هو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَرْمِ) مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَرْمِ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اس نے تیر نہیں پھینکا۔

تنبیہ ۸۰ تا ۸۲

(المصباح المنیر ص: ۷۷) اور (مہر منیر ص: ۷۰) میں مفرد معتل واوی اور مفرد معتل یائی کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مضارع کے ایسے صیغے جو کہ مفرد ہوں مگر معتل ہوں خواہ معتل واوی ہوں یعنی ان کے لام کلمہ پر واو آرہا ہو جیسے (یَدْعُوْ) یا معتل یائی کہ ان کے لام کلمہ پر (یا) آرہی ہو جیسے (یَرْمِیْ)

اقول: یہ غلط ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء۔

غلط اس لئے کہ معتل واوی کے معنی یہ ہیں جس کے آخر میں (واو) ہو، اور معتل یائی کے یہ کہ جس کے آخر میں (یا) ہو، کیونکہ نحوی معتل میں اخیر حرف کا اعتبار کرتے ہیں خواہ لام کلمہ ہو یا زائد کما سبق اور افتراء اس لئے کہ اس باطل معنی کو مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملاّ — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سوم مفرد معتل الفی چوں یَرْضٰی رفعش بتقدیر ضمہ باشد و
تیسری قسم مفرد معتل الفی جیسے یَرْضٰی اس کا رفع ضمہ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور
نصب بتقدیر فتحہ و جزم بحذف لام چوں هو یَرْضٰی ولَنْ
نصب فتحہ مقدر کے ساتھ اور جزم بحذف لام جیسے هو یَرْضٰی اور لَنْ

يَرْضٰى ولَمْ يَرْضَ

يَرْضٰى اور لَمْ يَرْضَ

قوله: مفرد، اس کے معنی وہی کہ تثنیہ وجمع نہ ہو اور (معتل الفی) کے معنی یہ کہ جس کے آخر میں الف ہو۔

ترکیب

قوله: هُوَ يَرْضٰى. میں (هو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (یَرْضٰی) مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَرْضٰی) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ راضی ہوتا ہے یا ہوگا۔

یہاں پر بھی بقرینہ سابق دونوں مثالوں میں اختصاراً مبتدا محذوف ہے۔

قوله: لَنْ يَرْضٰى. یعنی (هو لَنْ يَرْضٰی) اس میں (هو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَرْضٰی) مفرد معتل الفی منصوب تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَرْضٰی) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔

قوله: لَمْ يَرْضَ. یعنی (هو لَمْ يَرْضَ) اس میں (هو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَرْضَ) مفرد معتل الفی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (یَرْضَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ راضی نہ ہوا۔

تنبیہ ۸۳ تا ۸۴

(مہر منیر ص: ۱۷) میں مفرد معتل الفی کے معنی بیان کئے ہیں۔

(یعنی مضارع کے مفرد کے صیغے جس کے لام کلمہ میں الف ہو، یہ ضروری نہیں کہ یہ الف اصلی ہو کیونکہ

عموماً یہ الف واو اور یا ہی سے بدلا ہوا ہوتا ہے)

اقول: اس سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں: **اوّل**: یہ کہ معتل الفی وہ جس کے لام کلمہ میں الف ہو، **دوم**: یہ کہ الف حرف اصلی بھی ہوتا ہے اگرچہ بقلت اور (المصباح المنیر ص:۷۷) میں الف کے اصلی ہونے کی بایں الفاظ تصریح کی (اور خواہ اصلی ہو) یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور (یعنی) کہہ کر مصنف علیہ الرحمۃ پر افترا کیا۔

اوّل: اس لئے کہ معتل الفی وہ ہے جس کے آخر میں الف ہو کما فی شرح الجامی قدس سرہٗ السامی یہ ضروری نہیں کہ لام کلمہ کی جگہ ہو کیونکہ کبھی لام کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے (یُذْلَوْلٰی) مجہول میں لام کلمہ کے بعد ہے۔

دوم: اس لئے کہ الف حرف اصلی نہیں ہوتا اسی واسطے صرفی مثال، اجوف، ناقص کی دو قسم کرتے ہیں واوی اور یائی۔ مثال الفی، اجوف الفی، ناقص الفی کوئی نہیں کہتا اگر الف اصلی ہوتا تو بجز مثال، اجوف اور ناقص کی تقسیم الفی کی جانب واجب تھی۔ مثال کی تقسیم الفی کی طرف نہیں ہو سکتی کہ ابتدا بالسکون مانع ہے۔ ہاں الف کسی دوسرے حرف اصلی سے بدل کر اصلی کی جگہ واقع ہو جاتا ہے لیکن ان فاضلانِ دیوبند کو اتنی سمجھ کہاں؟ سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب و ہی ملاّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چہارم صحیح یا معتل با ضمائر و نونہائے مذکورہ رفع شاں

چوتھی قسم صحیح یا معتل مذکورہ ضمیروں اور مذکورہ نون کے ساتھ ان کا رفع

باثبات نون باشد چنانچہ در تثنیہ گوئی ھُمَا یَضْرِبَانِ و

باثبات نون ہوتا ہے چنانچہ تثنیہ میں کہو گے ھُمَا یَضْرِبَانِ اور

یَغْزُوَانِ و یَرْمِیَانِ و یَرْضَیَانِ و در جمع مذکر گوئی ھُمْ

یَغْزُوَانِ اور یَرْمِیَانِ اور یَرْضَیَانِ اور جمع مذکر میں کہو گے ھُمْ

يَضْرِبُوْنَ و يَغزُوْنَ و يَرْمُوْنَ ويَرْضَوْنَ ودر مفرد مونث

يَضْرِبُوْنَ اور يَغْزُوْنَ اور يَرْمُوْنَ اور يَرْضَوْنَ اور واحد مونث

حاضر گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ و تَغْزِيْنَ وتَرْمِيْنَ و تَرْضَيْنَ

حاضر میں کہو گے اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ اور تَغْزِيْنَ اور تَرْمِيْنَ اور تَرْضَيْنَ

ونصب وجزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَضْرِبَا و

اور نصب و جزم بحذف نون چنانچہ تثنیہ میں کہو گے لَنْ يَضْرِبَا اور

لَنْ يَغْزُوَا و لَنْ يَرْمِيَا و لَنْ يَرْضَيَا و لَمْ يَضْرِبَا و

لَنْ يَغْزُوَا اور لَنْ يَرْمِيَا اور لَنْ يَرْضَيَا اور لَمْ يَضْرِبَا اور

لَمْ يَغْزُوَا و لَمْ يَرْمِيَا و لَمْ يَرْضَيَا ودر جمع مذکر گوئی لَنْ

لَمْ يَغْزُوَا اور لَمْ يَرْمِيَا اور لَمْ يَرْضَيَا اور جمع مذکر میں کہو گے لَنْ

يَضْرِبُوا و لَنْ يَغْزُوا ولَنْ يَرْمُوْا ولَنْ يَرْضَوْا ولَمْ

يَضْرِبُوا اور لَنْ يَغْزُوا اور لَنْ يَرْمُوْا اور لَنْ يَرْضَوْا اور لَمْ

يَضْرِبُوْا و لَمْ يَغْزُوْا ولَمْ يَرْمُوا ولَمْ يَرْضَوا ودر مفرد

يَضْرِبُوْا اور لَمْ يَغْزُوْا اور لَمْ يَرْمُوا اور لَمْ يَرْضَوا اور واحد

مونث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِیْ ولَنْ تَغْزِیْ ولَنْ تَرْمِیْ

مونث حاضر میں کہو گے لَنْ تَضْرِبِیْ اور لَنْ تَغْزِیْ اور لَنْ تَرْمِیْ

ولَنْ تَرْضَیْ ولَمْ تَضْرِبِیْ ولَمْ تَغْزِیْ ولَمْ تَرْمِیْ

اور لَنْ تَرْضَیْ اور لَمْ تَضْرِبِیْ اور لَمْ تَغْزِیْ اور لَمْ تَرْمِیْ

ولَمْ تَرْضَیْ

اور لَمْ تَرْضَیْ

مضارع معرب کے بارہ صیغے ہیں، پانچ وہ جن میں بارز ضمیریں اور نونِ اعرابی نہیں ہوتے یہ وہی ہیں جن کو ماقبل میں بیان کردیا۔ یہ پانچ صحیح ہوں یا معتل اور معتل واوی ہوں یایائی یاالفی ان کے اعراب کا بیان ہو چکا اب مصنف علیہ الرحمۃ باقی ماندہ سات صیغوں کا اعراب بیان فرماتے ہیں جن میں مذکورہ ضمیروں اور مذکورہ اعرابی نونات کا الحاق ہوتا ہے۔

سوال: بارز ضمیروں کو (مذکورہ) کہنا درست ہے کہ ان کا ذکر ہو چکا۔ اعرابی نونات کو مذکورہ کہنا درست نہیں کہ ماقبل میں ان کا ذکر نہیں آیا؟

جواب: ماقبل میں ان صیغوں کا ذکر آیا ہے جن میں اعرابی نونات لگتے ہیں۔ لہٰذا ان صیغوں کے مذکور ہونے سے ضمناً ان کا ذکر بھی ہو گیا۔ **نظر بر آں** ان کو (مذکورہ) کہنا صحیح ہے۔

ترکیب

قوله: هُمَا يَضْرِبَانِ. (هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (یَضْرِبَانِ) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل

مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، (یَضْرِبَانِ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں مارتے ہیں یا ماریں گے۔

قولہ: یَغْزُوَانِ. یعنی (هُمَا یَغْزُوَانِ) (هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (میم) حرفِ عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (یَغْزُوَانِ) فعل مضارع معروف معتل واوی با ضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، (یَغْزُوَانِ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔

قولہ: یَرْمِیَانِ. یعنی (هُمَا یَرْمِیَانِ) (هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (میم) حرفِ عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (یَرْمِیَانِ) فعل مضارع معروف معتل یائی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، (یَرْمِیَانِ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔

قولہ: یَرْضَیَانِ. یعنی (هُمَا یَرْضَیَانِ) (هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے زید و عمرو، (میم) حرفِ عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (یَرْضَیَانِ) فعل مضارع معروف معتل الفی با ضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، (یَرْضَیَانِ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔

قولہ: هُمْ یَضْرِبُوْنَ. میں (هُمْ) اور اس میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر و بکر، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (یَضْرِبُوْنَ) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، (یَضْرِبُوْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب مارتے ہیں یا ماریں گے۔

قوله: یَغْزُوْنَ. یعنی (هُمْ یَغْزُوْنَ) میں (هُمْ) اور اس میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے زید و عمرو بکر، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون (یَغْزُوْنَ) فعل مضارع معروف معتل واوی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، (یَغْزُوْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔

قوله: یَرْمُوْنَ. یعنی (هُمْ یَرْمُوْنَ) میں (هُمْ) اور اس میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے زید و عمرو بکر، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون (یَرْمُوْنَ) فعل مضارع معروف معتل یائی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، (یَرْمُوْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔

قوله: یَرْضَوْنَ. یعنی (هُمْ یَرْضَوْنَ) میں (هُمْ) اور اس میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے زید و عمرو بکر، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون (یَرْضَوْنَ) فعل مضارع معروف معتل الفی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، (یَرْضَوْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔

قوله: اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ. میں (اَنْتِ) اور اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برسکون (ت) علامت خطاب مونث مبنی برکسر (تَضْرِبِیْنَ) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (تَضْرِبِیْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو مارتی ہے یا مارے گی۔

قوله: تَغْزِیْنَ. یعنی (اَنْتِ تَغْزِیْنَ) میں (اَنْتِ) اور اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برسکون (ت) علامت خطاب مونث مبنی برکسر (تَغْزِیْنَ) فعل مضارع معروف معتل واوی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (تَغْزِیْنَ)

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو غزوہ کرتی ہے یا کرے گی۔

قوله: تَرْمِيْنَ. یعنی (اَنْتِ تَرْمِيْنَ) میں (اَنْتِ) اور اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مونث مبنی بر کسر (تَرْمِيْنَ) فعل مضارع معروف معتل یائی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَرْمِيْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو تیر پھینکتی ہے یا پھینکے گی۔

قوله: تَرْضَيْنَ. یعنی (اَنْتِ تَرْضَيْنَ) میں (اَنْتِ) اور اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مونث مبنی بر کسر (تَرْضَيْنَ) فعل مضارع معروف معتل الفی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَرْضَيْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو خوش ہوتی ہے یا ہوگی۔

قوله: لَنْ يَضْرِبَا. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَضْرِبَا) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (يَضْرِبَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں ہرگز نہیں ماریں گے۔

قوله: لَنْ يَغْزُوَا. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُوَا) فعل مضارع معروف معتل واوی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (يَغْزُوَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں ہرگز غزوہ نہ کریں گے۔

قوله: لَنْ يَرْمِيَا. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَرْمِيَا) فعل مضارع معروف معتل یائی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی

برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (یَرْمِیَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔

قوله: لَنْ یَرْضَیَا . اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی برسکون (یَرْضَیَا) فعل مضارع معروف معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (یَرْضَیَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

قوله: لَمْ یَضْرِبَا . میں (لَمْ) حرف جازم مبنی برسکون (یَضْرِبَا) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (یَضْرِبَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ان دونوں نے نہیں مارا۔

قوله: لَمْ یَغْزُوَا . اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی برسکون (یَغْزُوَا) فعل مضارع معروف معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (یَغْزُوَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ان دونوں نے غزوہ نہیں کیا۔

قوله: لَمْ یَرْمِیَا . اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی برسکون (یَرْمِیَا) فعل مضارع معروف معتل یائی باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اُس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (یَرْمِیَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ان دونوں نے تیر نہیں پھینکا۔

قوله: لَمْ یَرْضَیَا . اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی برسکون (یَرْضَیَا) فعل مضارع معروف معتل الفی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، (یَرْضَیَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ دونوں خوش نہیں ہوئے۔

قوله: لَنْ یَضْرِبُوا . اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی برسکون (یَضْرِبُوا) فعل مضارع

معروف صحیح با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، (یَضْرِبُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب ہرگز نہیں ماریں گے۔

قوله: لَنْ یَغْزُوْا. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَغْزُوْا) فعل مضارع معروف معتل واوی با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اُس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، (یَغْزُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔

قوله: لَنْ یَرْمُوْا. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَرْمُوْا) فعل مضارع معروف معتل یائی با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، (یَرْمُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔

قوله: لَنْ یَرْضَوْا. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَرْضَوْا) فعل مضارع معروف معتل الفی با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، (یَرْضَوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

قوله: لَمْ یَضْرِبُوْا. اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَضْرِبُوْا) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، (یَضْرِبُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اُن سب نے نہیں مارا۔

قوله: لَمْ یَغْزُوْا. اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَغْزُوْا) فعل مضارع معروف معتل واوی با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و بکر، (یَغْزُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: ان سب نے غزوہ نہیں کیا۔

قوله: لَمْ يَرْمُوْا. اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْمُوْا) فعل مضارع معروف معتل یائی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو بکر، (يَرْمُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ان سب نے تیر نہیں پھینکا۔

قوله: لَمْ يَرْضُوْا. اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْضُوْا) فعل مضارع معروف معتل الفی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو بکر، (يَرْضُوْا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہ سب خوش نہ ہوئے۔

قوله: لَنْ تَضْرِبِيْ. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَضْرِبِيْ) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یــا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَضْرِبِيْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو ہرگز نہ مارے گی۔

قوله: لَنْ تَغْزِيْ. میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَغْزِيْ) فعل مضارع معروف معتل واوی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر اس میں (یـا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَغْزِيْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، ترجمہ: تو ہرگز غزوہ نہ کرے گی۔

قوله: لَنْ تَرْمِيْ. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَرْمِيْ) فعل مضارع معروف معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یــا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَرْمِيْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو ہرگز تیر نہ پھینکے گی۔

قوله: لَنْ تَرْضَيْ. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَرْضَيْ) فعل مضارع معروف معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یـا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَرْضَيْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو ہرگز خوش نہ ہوگی۔

قوله: لَمْ تَضْرِبِيْ. میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَضْرِبِيْ) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر

بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (تَضرِبِیْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو نے نہیں مارا۔

قوله: لَمْ تغزِی. اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَغزِیْ) فعل مضارع معروف معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یـــا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَغزِیْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو نے غزوہ نہیں کیا۔

قوله: لَمْ ترمِی. میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَرمِیْ) فعل مضارع معروف معتل یائی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یـــا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَرمِیْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو نے تیر نہیں پھینکا۔

قوله: لَمْ ترضی. اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَرضَیْ) فعل مضارع معروف معتل الفی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یـــا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَرضَیْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تو خوش نہ ہوئی۔

فصل

بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم است لفظی و معنوی
جان لو کہ اعراب کے عوامل دو قسم پر ہیں، لفظی اور معنوی
لفظی بر سہ قسم است حروف و افعال و اسماء و ایں را در سہ
لفظی تین قسم پر ہیں حروف اور افعال اور اسماء اور ان کو تین
باب یاد کنیم ان شاء اللّٰہ تعالیٰ
باب میں ذکر کریں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا

باب اوّل در حروف عاملہ ودر دو فصل است

﴿پہلا باب حروف عاملہ کے بیان میں اور اس میں دو فصل ہیں﴾

فصل اوّل در حروف عاملہ در اسم وآں پنج قسم است
پہلی فصل اسم میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور یہ پانچ قسم پر ہیں،
اوّل حروف جر وآں ہفدہ است، بَا و مِنْ و اِلٰی وحتّٰی
پہلی قسم حروف جر اور وہ سترہ ہیں، بَا اور مِنْ اور اِلٰی اور حتّٰی
و فی و لام ورُبَّ وواوِ قسم و تائے قسم وعَنْ و عَلٰی و
اور فی اور لام اور رُبَّ اور واو قسم اور تائے قسم اور عَنْ اور علٰی اور
کاف تشبیہ و مُذ و مُنْذُ وحَاشَا و خَلَا و عَدَا، ایں
کافِ تشبیہ اور مُذ اور مُنْذُ اور حَاشَا اور خَلَا اور عَدَا، یہ
حروف در اسم روند وآخرش را بجر کنند چوں اَلْمَالُ لِزَیْدٍ
حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر کرتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ

(اسم متمکن) اور (فعل مضارع معرب) کے اقسام اعراب اور محالِ اعراب کے بیان سے فارغ ہوکر مصنف علیہ الرحمتہ نے یہاں سے عوامل اعراب کا بیان شروع فرمایا۔ (عوامل) جمع ہے (عامل) کی۔ اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جس کے سبب معرب کے آخر اثرِ مخصوص پیدا ہو جیسے (جَـاءَ زَیْـدٌ) میں

(جَاءَ) عامل ہے کہ اس کی وجہ سے (زید) کے آخر ضمہ آ گیا اور (رَأَیْتُ زَیْدًا) میں (رَأَیْتُ) عامل ہے جس کی وجہ سے (زَیْدًا) کے آخر فتحہ آ گیا، اور (مَرَرْتُ بِزَیْدٍ) میں (با) عامل ہے اس کی وجہ سے (زَیْد) کے آخر کسرہ آ گیا، عامل کی دو قسم ہیں:

اوّل: لفظی جس کے معنی ہیں وہ عامل جو خود ملفوظ ہو جیسے مذکورہ مثالوں میں (جَاءَ) اور (رَأَیْتُ) اور (با) ملفوظ ہے یا اس پر دلالت کرنے والا جیسے (اَنْ) ناصبہ جو لام جارہ کے بعد مقدر ہوتا ہے جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ میں لام کے بعد (اَنْ) مقدر ہے وہ خود ملفوظ نہیں اس پر دلالت کرنے والا لام جارّہ ملفوظ ہے۔

دوم: معنوی جس کے معنی ہیں وہ عامل جو ملفوظ نہ ہو جیسے (ابتدا) یعنی اسم کا لفظی عامل سے خالی ہونا، یا فعل مضارع کا ناصب و جازم سے خالی ہونا جس کا بیان آئندہ آ رہا ہے۔ ان حروف جر کے معانی شرح مایۃ عامل میں آ رہے ہیں۔ یہاں پر ان کا بیان کرنا مناسب نہیں کہ آج کل کے پڑھنے والے متحمل نہ ہو سکیں گے۔ اس کتاب میں خود مصنف علیہ الرحمۃ نے مسائل پر قناعت فرمائی ہے اور وہ بھی اختصار کے ساتھ باین خیال کہ یہ ابتدائی کتاب ہے جو علم نحو میں سب سے پہلے پڑھاتے ہیں اسی چیز کے پیش نظر مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف ایک حرف جار کی مثال پیش فرمائی یعنی اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔

ترکیب

قوله: اَلْمَالُ لِزَیْدٍ. میں (اَلْمَالُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا، (لام) حرف جار مبنی بر کسر (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مال زید کے لئے ہے۔

۸۵ تا ۸۶
تنبیـــــہ

(المصباح المنیر ص:۷۹) اور (مہر منیر ص:۷۲) میں بالفاظ مختلف ہے کہ (مطلب یہ ہے کہ عامل دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ جو الفاظ میں موجود ہوتے ہیں اور انہیں لفظی کہتے ہیں)

اقول: یہ غلط ہے، ورنہ جو عامل مقدر ہوتے ہیں جیسے (اَنْ) ناصبہ وغیرہ وہ عامل لفظی ہونے سے نکل جائیں گے حالانکہ وہ عامل لفظی ہیں۔

پھر اوّل میں ص: ۸۰ پر (اَلْمَالُ لِزَیْدٍ) کی ترکیب یوں کی ہے (اَلْمَالُ) مبتدا، (ل) حرف جر (زَیْدٍ) مجرور، جار مجرور مل کر متعلق (ثَابِتٌ) مقدر کے، (ثَابِتٌ) مقدر اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اقول: یہ بھی غلط ہے کہ نحوی صفات کے صیغوں کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر وغیرہ قرار نہیں دیتے کما فی الفوائد الشافیۃ ص: ۶ اور اس ترکیب میں (ثَابِتٌ) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر قرار دے دیا اور اسی مقام پر نہیں بلکہ کتاب میں اکثر مقامات پر۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ
حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دوم حروف مشبّہ بہ فعل وآں شش است اِنَّ واَنَّ وکَاَنَّ و

دوسری قسم حروف مشبہ بہ فعل اور وہ چھ ہیں اِنَّ اور اَنَّ اور کَاَنَّ اور

لٰکِنَّ ولَیْتَ ولَعَلَّ ایں حروف را اسمے باید منصوب وخبرے

لٰکِنَّ اور لَیْتَ اور لَعَلَّ ان حروف کے لئے ایک منصوب اسم چاہئے اور ایک مرفوع

مرفوع چون اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زید را اسم اِنَّ گویند وقائم را خبر اِنَّ

خبر جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زید کو اسم اِنَّ کہتے ہیں اور قائم کو خبر اِنَّ

بدانکہ اِنَّ و اَنَّ حروف تحقیق است وکَاَنَّ حرفِ تشبیہ

جان لو کہ اِنَّ اور اَنَّ تحقیق پر دلالت کرنے والے حروف ہیں اور کَاَنَّ تشبیہ پر دلالت کرنے والا حرف اور لٰکِنَّ

و لٰکِنَّ حرف استدراک ولَیْتَ حرف تمنی ولَعَلَّ حرف ترجّی

استدراک پر دلالت کرنے والا حرف اور لَیْتَ تمنی پر دلالت کرنے والا حرف اور لَعَلَّ ترجّی پر دلالت کرنے والا حرف ہے

قوله: حروف مشبہ بہ فعل، یعنی فعل کے ساتھ مشابہت رکھنے والے حروف، ان کی مشابہت فعل کے ساتھ دو طرح ہے:

اول: لفظی بایں طور کہ بعض ان میں فعل کی طرح سہ حرفی ہیں جیسے اِنَّ، اَنَّ، لَیْتَ. بعض فعل کی طرح چہار حرفی ہیں جیسے کَاَنَّ، لَعَلَّ۔

اور بعض فعل کی طرح پنج حرفی ہیں جیسے لٰکِنَّ، اور سب کے سب فعل ماضی کی طرح فتحہ پر مبنی ہیں۔

دوم: معنوی بایں طور کہ اِنَّ، اَنَّ بمعنی تحقیق پر دلالت کرنے میں فعل (حَقَّقْتُ) کے مشابہ ہیں۔

اور (کَاَنَّ) معنی تشبیہ پر دلالت کرنے میں فعل (شَبَّهْتُ) کے

اور (لٰکِنَّ) معنی استدراک پر دلالت کرنے میں فعل اِسْتَدْرَکْتُ کے

اور (لَیْتَ) معنی تمنی پر دلالت کرنے میں فعل (تَمَنَّیْتُ) کے

اور (لَعَلَّ) معنی ترجّی پر دلالت کرنے میں فعل (تَرَجَّیْتُ) کے

اور (تحقیق) کے معنی ہیں (تثبیت) یعنی کسی چیز کو ثابت کرنا

اور (تشبیه) کے معنی ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں شریک کرنا

اور (اِسْتِدْرَاك) کے معنی ہیں (کلام سابق سے پیدا شدہ وہم کو دور کرنا)

اور (تَمَنِّي) کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کی محبت خواہ حصول کی امید ہو یا نہ ہو

اور (ترجی) کے معنی ہیں ایسے امر محبوب یا مکروہ کی امید کرنا جس کے حصول پر وثوق نہ ہو۔

اس تعریف میں (حصول پر وثوق نہ ہونے کی قید) سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ امر محبوب یا مکروہ ممکن ہو اور اس کے حصول میں تردّد۔ **نظر بر آں** محال نکل گیا کہ (ترجی) اس سے متعلق نہیں ہوتی لہٰذا لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ) کہنا درست نہ ہوگا کہ جوانی کی واپسی عادۃً محال ہے بخلاف (تمنی) کہ وہ متعلق ہوتی ہے لہٰذا (لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ) کہنا درست ہے اور (تردّد) سے وہ امر نکل گیا جو واجب الحصول ہو کہ

ایسے امر سے بھی (تَرَجّی) متعلق نہیں ہوتی جیسے کہ (تمنّی) بھی لہٰذا (لَعَلَّ الشَّمْسَ تَغْرُبُ) اور لَیْتَ الشَّمْسَ تَغْرُبُ دونوں درست نہیں کہ آفتاب کے غروب کا حصول واجب ہے۔ دونوں میں حاصل فرق یہ ہے کہ (تمنّی) صرف امر محبوب سے متعلق ہوتی ہے بخلاف (تَرَجّی) کہ وہ محبوب اور مکروہ دونوں سے اور (تمنّی) ممکن اور محال دونوں سے متعلق ہوتی ہے بخلاف (تَرَجّی) کہ وہ صرف ممکن سے **نظر برآں** امر ممکن محبوب میں دونوں کا اجتماع ہو جائے گا تو لَیْتَ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ بھی درست اور (لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ) بھی اور امر محال میں تمنی مستعمل ہوگی بخلاف (تَرَجّی) کہ وہ مستعمل نہ ہوگی لہٰذا (لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ) درست اور (لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ) درست نہیں اور امر مکروہ میں ترجی مستعمل ہوگی نہ تمنی۔ لہٰذا (لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ) درست ہے اور (لَیْتَ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ) درست نہیں یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ نہ فعلیہ پر اپنے اسم کو نصب دیتے ہیں اور اپنی خبر کو رفع جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

ترکیب

قولہ: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ. اس میں (اِنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم اِنَّ، (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم اِنَّ، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، (اِنَّ) اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک زید کھڑا ہے یا ہوگا۔

تنبیہ ۸۷ تا ۹۱

(المصباح المنیر ص:۸۴) اور (مہر منیر ص:۷۶) میں (لٰکِنَّ) کو چہار حرفی شمار کیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے بلکہ یہ پنج حرفی ہے۔

پھر اول نے اسی صفحہ میں اور دوم نے ص:۷۷ پر (اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ) کی ترکیب میں (قَائِمٌ) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر (اِنَّ) کی خبر قرار دیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کما سبق۔

(اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ) میں (اِنَّ) مضمون جملہ کی تحقیق کرتا ہے یہاں پر (مضمونِ جملہ) کے معنی ہیں خبر کا مصدر جو اسم کی طرف مضاف ہو یعنی (قِیَامُ زَیْدٍ)

اوّل نے اسی صفحہ میں اور دوم نے بھی اسی صفحہ پر (مضمون جملہ) کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ (مضمون جملہ سے مراد خبر کے مصدری معنی ہیں جو اسم کی طرف مضاف ہوں)

یہ بھی غلط ہے کہ معنی مضاف نہیں ہوتے بلکہ معنی پر دلالت کرنے والا اسم مضاف ہوا کرتا ہے شروع کتاب میں گذر گیا کہ مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے اور اسم از قبیل لفظ ہے۔

اور اوّل کے صفحہ: ۸۵ پر ہے:

(حروف مشبہ بالفعل ہمیشہ فعل کے شروع میں آتے ہیں) چنانچہ (لٰکِنَّ) کی مثال یہ پیش کی ہے (زَیْدٌ جَاءَ ولٰکِنَّ مَاجَاءَ خَالِدٌ)

یہ دونوں غلط ہیں۔ یہ حروف ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں، اور مثال صحیح یہ ہے زَیْدٌ جَاءَ لٰکِنَّ خالدًا لَمْ یجئ، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سوم مَاوَلَا الْمُشَبَّهَتَان بلَیْس وآں عمل لیس کنند

تیسری قسم مَا اور لَا ہیں جو لَیس کے ساتھ مشابہت رکھنے والے، اور یہ لَیس کا عمل کرتے ہیں،

چنانچہ گوئی مَازَیْدٌ قَائِمًا' زَیْدٌ اسم مااست وقَائِمًا خبراو

چنانچہ تم کہو گے مَا زَیْدٌ قَائِمًا زَیْدٌ مَا کا اسم ہے اور قَائِمًا اس کی خبر

قوله: مَاوَلَا المشبّهَتَان بلیسَ، (مَا) اور (لَا) کو (لَیس) کے ساتھ دو باتوں میں مشابہت ہے۔

اوّل: (نفی) میں کہ (لَیسَ) کی طرح یہ بھی (نفی) پر دلالت کرتے ہیں۔

دوم: مبتدا اور خبر پر داخل ہونے میں کہ (لَیسَ) کی طرح یہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

اس مشابہت کی بنا پر ان کو (لیس) کا عمل دیا گیا کہ اسم کو رفع کریں اور خبر کو نصب جیسے (لَیسَ) کرتا ہے لیکن

(ما) اور (لا) کی مشابہت بلیس میں قدرے فرق ہے کہ (ما) کی مشابہت تام ہے بایں معنی کہ جس طرح (لَیْسَ) حال کی نفی کا افادہ کرتا ہے۔ اسی طرح (ما) بھی بخلاف (لا) کہ اس کی مشابہت ناقصہ ہے بایں معنی کہ وہ مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے یا نفی استقبال پر (علیٰ اختلاف القولین) اسی فرق کی بناء پر (مـا) معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہو کر عمل کرتا ہے جیسے (لَیْسَ) بخلاف (لا) کہ وہ معرفہ پر داخل ہو کر عمل نہیں کرتا۔

ترکیب

قوله: مَازَیْدٌ قَائِمًا. اس میں (ما) مشابہ بلیس مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (قَـائِمًـا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم مَـا، (قَائِمًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، (ما) مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے۔

تنبیـــــہ [۹۲]

(المصباح المنیر ص:۸۶) اور (مہر منیر ص:۷۸) میں باختلاف الفاظ ہے کہ
(حروف کی تیسری قسم (ما) اور (لا) ہیں جو اپنے عمل اور معنی میں لَیْسَ کے مشابہ ہیں)

اقـول: یہ غلط ہے کہ مشابہت عمل میں نہیں بلکہ ان کا عمل مشابہت کی بنا پر ہے۔ مشابہت تو مبتدا اور خبر پر داخل ہونے اور نفی کا افادہ کرنے میں ہے۔ **نـظـر بـر آں** عمل وجہ شبہ نہیں وجہ شبہ مذکورہ بالا دونوں چیزیں ہیں۔ افسوس کہ ان دونوں فاضلان دیوبند کو شرح ملّا جامی عالی بھی یاد نہیں۔ اس میں ہے **مَـا و لَا المشبّهتَانِ بلَیْسَ فِی النَّفْیِ وَ الدُّخولِ عَلَی الْمُبتَدَا، وَالْخَبرْ۔** سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چهارم لائے نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب
چوتھی قسم لائے نفی جنس اس لَا کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے منصوب

چوں لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ واگر نکرہ مفرد

جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ اور اگر نکرۂ مفرد

باشد مبنی باشد بر فتح چوں لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ واگر بعد او

ہو تو مبنی ہوگا فتح پر جیسے لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ اور اگر بعد لَا

معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد ولا ملغی باشد

معرفہ ہو تو تکرار لَا معرفۂ دیگر کے ساتھ لازم ہوتی ہے اور لا ملغی ہوتا ہے

یعنی عمل نکند وآں معرفہ مرفوع باشد با بتدا چوں لَا زَیْدٌ

یعنی عمل نہیں کرتا ہے اور وہ معرفہ بسبب ابتدا مرفوع ہوتا ہے جیسے لَا زَیْدٌ

عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو واگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد مکرر با نکرۂ

عِنْدِیْ وَ لَا عَمْرٌو اور اگر بعد اس لا کے نکرۂ مفرد ہو در آنحالیکہ لا مکرر ہو با نکرۂ

دیگر درو پنج وجہ رواست چوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

دیگر تو اس ترکیب میں پانچ وجہ درست ہیں جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ

وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ،

وَلَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، وَلَا حَولٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، وَ لَا حَوْلٌ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

قوله: لائے نفی جنس، اس سے مراد (لائے نفی از جنس) یعنی جنس سے نفی کرنے والا (لَا) جنس سے کسی چیز کی نفی کرنے والا خبر کی، اب معنی یہ ہوئے کہ جنس سے خبر کی نفی کرنے والا (لَا) نہ یہ کہ خود جنس کی کسی چیز سے نفی کرنے والا جیسے کہ عام طور سے زبان زد ہے، اس (لَا) کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے جیسے کتاب کی مثال، اور کبھی مشابہ بمضاف جیسے (لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا لَكَ) مشابہ بمضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کے معنی بدون امر دیگر تمام نہ ہوں جیسے مضاف کے معنی بغیر مضاف الیہ تمام نہیں ہوتے چنانچہ مثال ہذا میں (عِشْرِيْنَ) کے معنی بدون (دِرْهَمًا) تمام نہیں (عِشْرِين) کے معنی ہیں (بیس) یہ باعتبار معدود مبہم ہیں، کیا بیس؟ جب (دِرْهَمًا) کہا تو ابہام جاتا رہا اور معلوم ہوگیا کہ بیس روپے۔ جس طرح (لَا) کا اسم مضاف لفظاً منصوب ہوتا ہے اسی طرح اس کا اسم مشابہ بمضاف بھی منصوب لفظاً ہوتا ہے بلکہ جب مضاف اور مشابہ بمضاف نہ ہو تب بھی منصوب ہوتا ہے مگر محلا جیسے نکرۂ مفرد۔ (نکرہ) کے معنی ماقبل میں بیان کر دیئے گئے ہیں (مفرد) کے معنی اسم متمکن کی باعتبار وجوہ اعراب سولہ قسموں میں سے پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) میں یہ تھے کہ جو تثنیہ اور جمع نہ ہو یہاں پر (مفرد) کے معنی ہیں کہ جو مضاف اور مشابہ بمضاف نہ ہو جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے، (لَا) کا اسم انہیں تین میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے اگر اس کے بعد معرفہ واقع ہو تو (لَا) کی تکرار معرفہ دیگر کے ساتھ واجب ہوتی ہے جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے، یہ معرفہ (لَا) کا اسم نہیں ہوتا کیونکہ (لَا) اس صورت میں عمل نہیں کرتا اور اسم وہی کہلائے گا جس میں (لَا) عمل کرے گا، اور اگر (لَا) کے بعد نکرہ مفرد ہو اور (لَا) نکرۂ مفرد دیگر کے ساتھ مکرر تو اس ترکیب میں پانچ وجوہ روا ہیں۔

اوّل: یہ کہ دونوں (لَا) برائے نفی جنس اور دونوں نکرے مبنی بر فتح۔

دوم: یہ کہ اوّل (لَا) برائے نفی جنس اور دوم زائد برائے تاکید نفی اوّل نکرہ مبنی بر فتح اور دوم منصوب لفظاً۔

سوم: یہ کہ اول (لَا) برائے نفی جنس اور دوم برائے تاکید نفی اول نکرہ مبنی بر فتح اور دوم مرفوع۔

چهارم: یہ کہ اول (لَا) برائے نفی جنس ملغیٰ عن العمل اور دوم زائد برائے تاکید نفی اور

دونوں نکرے مرفوع۔

پنجم: یہ کہ اوّل (لَا) مشابہ بلیس اور دوم برائے نفی جنس اوّل نکرہ مرفوع اور دوم مبنی بر فتح ان نکرات کے منصوب اور مرفوع ہونے کی وجہ ترکیب میں آتی ہے۔

ترکیب

قوله: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ. اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (غُلَامَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (رَجُلٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غُلَامَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم لَا، (ظَرِيْفٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (ظَرِيْفٌ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر اوّل، (فی) حرف جار مبنی بر سکون (اَلدَّارِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا۔ (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر ثانی، لائے نفی جنس اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: کوئی غلام کسی مرد کا ایسا نہیں جو زیرک بھی ہو اور میرے گھر میں بھی یعنی جامع الوصفین۔ یہ ترجمہ اس تقدیر پر کہ (اَلدَّار) پر الف لام برائے عہد خارجی کہ (دَار) سے مراد (دَار) مخصوص مثلاً دار متکلم، اور اگر برائے عہد ذہنی ہو جس کے مدخول سے مراد (دَار) غیر معین یعنی کوئی بھی (دَار) تو اس نفی کا کذب لازم آئے گا کیونکہ کسی نہ کسی مرد کا کوئی نہ کوئی غلام زیرک کسی نہ کسی گھر میں ہوتا ہے بشرطیکہ غلام زیرک کا وجود ہو، اور بر تقدیر عدم نفی صادق رہے گی کہ صدق سالبہ وجود موضوع کا مقتضی نہیں فاحفظ۔

قوله: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ. اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (رَجُلَ) نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لَا، (فی) حرف جار مبنی بر سکون (اَلدَّارِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: کوئی مرد گھر میں نہیں۔

قوله: لَازَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَاعَمْرٌو. اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون ملغی عن العمل (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) زائدہ برائے تاکید نفی مبنی بر سکون (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْدِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتَانِ) مقدر کا (ثَابِتَانِ) تثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ثَابِتَانِ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: نہ زید میرے پاس ہے نہ عمرو۔

(۱) قوله: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (حَوْلَ) نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لَا، (اِلَّا بِاللّٰهِ) مقدر، اس میں (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (با) حرف جار مبنی بر کسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدٌ) مقدر کا (مَوْجُوْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (مَوْجُوْدٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (قُوَّةَ) نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لَا، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (با) حرف جار مبنی بر کسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدَةٌ) مقدر کا (مَوْجُوْدَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مونث اس میں (هی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (مَوْجُوْدَةٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔ ترجمہ: گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے اور طاعت کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے، یہ معنی مرادی ہیں لفظی نہیں۔

(۲) قوله: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (حَوْلَ) نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) زائدہ برائے تاکید نفی مبنی

برسکون (قُوَّةَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف (حَوْلَ) پر باعتبار محل قریب (حَوْلَ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم لَا، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (بـا) حرف جار مبنی بر کسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُودَانِ) مقدر کا (مَوْجُودَانِ) مثنیٰ مرفوع بالالف اسم مفعول صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم لَا، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (مَوْجُودَانِ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) قوله: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ

اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی برسکون (حَوْلَ) نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب اسم لَا، اور مرفوع باعتبار محل بعید مبتدا۔ معطوف علیہ اِلَّا بِاللّٰه مقدر جس میں (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (بِا) حرف جار مبنی بر کسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُودٌ) مقدر کا (مَوْجُودٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (مَوْجُودٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لَا، معطوف علیہ، (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) برائے نفی غیر عامل لفظاً (قُوَّةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف بر مبتدا، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (بـا) حرف جار مبنی بر کسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُودَةٌ) مقدر کا (مَوْجُودَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مونث اس میں (هی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (مَوْجُودَةٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر معطوف بر خبر لَا، لائے نفی جنس کا اسم اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) قوله: لَاحَوْلٌ وَ لَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ

اس میں (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون ملغی عن العمل (حَـــوْلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) زائد مبنی بر سکون (قُوَّةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (حَوْلٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (با) حرف جار مبنی بر کسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُودَانِ) مقدر کا (مَوْجُودَانِ) مثنیٰ مرفوع بالالف اسم مفعول صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ

جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مبتدا، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی برسکون (مَوْجُوْدَانِ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) قوله: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ . اس میں (لَا) مشابہ بلیس مبنی برسکون (حَوْلَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم لَا، (اِلَّا بِاللّٰهِ) مقدر جس میں (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (با) حرف جار مبنی برکسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدًا) مقدر کا (مَوْجُوْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (مَوْجُوْدًا) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، (لَا) مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) برائے نفی جنس مبنی برسکون (قُوَّةَ) نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لَا، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (با) حرف جار مبنی برکسر (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدَةٌ) مقدر کا (مَوْجُوْدَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مونث اس میں (ھی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لَا، (مَوْجُوْدَةٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

۹۳ تا ۹۹

تنبیہ

(المصباح المنیر ص:۸۶) اور (مہر منیر ص:۷۸) میں (لائے نفی جنس) کی تفسیر بالفاظ مختلف یوں ہے کہ (یعنی چوتھا عامل حرف وہ (لَا) ہے جو کہ جنس کی نفی کے لئے آتا ہے)

اقول: یہ غلط ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء۔

غلط تو اس لئے کہ یہ (لَا) جنس کی نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ جنس سے خبر کی نفی کے لئے آتا ہے کتاب میں مذکورہ مثال (لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ) میں جنس (رَجُل) کی نفی ہے یا جنس (رَجُل) سے ثبوت فی الدار کی نفی ہے اتنا بھی نہ سمجھے۔

اور افتراء اس لئے کہ (یعنی) کہہ کر اس باطل تفسیر کو جلیل القدر مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا، جو شرح جامی پڑھنے والا طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا۔ یہ یقیناً ان کی توہین ہے لیکن ان فاضلان دیوبند سے اس کی کیا شکایت جن کا شیوہ ہی یہ ہے اور جن کے مذہب کی تعمیر بھی توہین اسلاف پر ہوئی۔ پھر صفحاتِ مذکورہ پر دونوں صاحبان نے (لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ) میں واقع (ظَرِيْفٌ) کو اور (فِي الدَّارِ) کے متعلق (ثَابِتٌ) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے کما مرَّ۔

پھر اوّل نے ص:۸۷ پر اور دوم نے ص:۷۹ پر (لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو) میں (لا) کے ملغی ہونے کے باوجود (زید) اور (عمرو) کو اسم لَا سے تعبیر کیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ جب (لَا) عامل نہیں تو پھر یہ دونوں اس کے اسم کیسے ہو سکیں گے۔ اسم تو اسی کو کہتے ہیں جس میں وہ عامل ہو۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ اس باطل بات کو مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا جو ان کی کھلی توہین ہے۔ لیکن کیا کیا جائے دیوبندی مذہب کی بنیاد ہی توہین پر ہے۔

پھر اوّل نے ص:۸۸ پر اور دوم نے ص:۸۰ پر (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) کی پہلی وجہ میں اس کے دو جملے قرار دینے کی تقدیر پر لکھا ہے کہ

(دو جملوں کی صورت میں عبارت کی تقدیر یوں ہوگی لَاحَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ) اور ترکیب میں (عن المعصية) کو (حول) سے متعلق کیا ہے اور (علیٰ الطّاعة) کو (قوّة) سے اور (باحدٍ) کو مستثنیٰ منہ اور (باللّٰہ) کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اقول: یہ سب خرافات ہیں۔

اوّلاً: اس لئے کہ تقدیر مذکور بے ضرورت ہے بغیر اس کے دو جملے ہو جاتے ہیں جیسے ہماری ترکیب میں گذرا، اور بے ضرورت تقدیر ناجائز کما فی الفوائد الشافیۃ۔

ثانیاً: اس لئے کہ جب (عن) کو (حول) سے متعلق قرار دیا اور (علیٰ) کو (قُوَّة) سے تو یہ دونوں مشابہ بمضاف ہو گئے اور ان کا مبنی بر فتح ہونا جاتا رہا کیونکہ مشابہ بمضاف منصوب ہوتا ہے کما مرَّ۔

ثالثاً: اس لئے کہ (باحد) کو مستثنیٰ منہ قرار دینا اور (باللّٰہ) کو مستثنیٰ، باطل ہے وجہ یہ کہ مستثنیٰ متصل کے اقسام میں داخل ہے نہ مستثنیٰ منقطع میں۔ صحیح یہ کہ (باللّٰہ) مستثنیٰ مفرغ ہے کما فی الفوائد الشافیۃ اور اس صورت میں ترکیب کرتے وقت مستثنیٰ منہ مقدر نہیں نکالا کرتے ورنہ مستثنیٰ مفرغ نہ رہے گا مگر ان فاضلانِ

دیوبند کو اتنی سمجھ بوجھ کہاں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا حالِ طفلاں زبوں شدہ است

پنجم حروف نداوآں پنج است یَا و اَیَا و هَیَا و اَیْ و

پانچویں قسم حروف ندا اور وہ پانچ ہیں یَا اور اَیَا اور هَیَا اور اَیْ

همزهٔ مفتوحه وایں حروف منادیٰ مضاف رانصب کنند

اور همزهٔ مفتوحه اور یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب کرتے ہیں

چوں یَا عَبْدَ اللّٰهِ ومشابہ بمضاف راچوں یَا طَالِعًا جبلًا

جیسے یَا عَبْدَ اللّٰهِ اور مشابہ بمضاف کو (بھی) جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا

ونکرهٔ غیر معین راچنانکہ اعمیٰ گوید چوں یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ

اور نکرهٔ غیر معین کو (بھی) جیسے کہ نابینا کہتا ہے جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ

ومنادیٰ مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ و

اور منادیٰ مفرد معرفہ مبنی ہوتا ہے علامتِ رفع پر جیسے یَا زَیْدُ اور

یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُوْنَ و یَا مُوْسٰی و یَاقَاضِیْ

یَا زَیْدَانِ اور یَا مُسْلِمُوْنَ اور یَا موسیٰ اور یا قاضی

بدانکه اَیْ وہمزہ برائے نزدیک است واَیَا و ھَیَا

جان لو کہ اَیْ اور ہمزہ نزدیک کے لئے ہیں اور اَیَا اور ھَیَا

برائے دور ویَا عام است

دور کے لئے اور یَا عام ہے

جمہور نحات اور امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ منادیٰ کا ناصب فعل ہے مثلاً (اَدْعُو) جو وجوباً محذوف ہوتا ہے اور حروف ندا اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

اور امام مبرد نے فرمایا کہ خود حروف ندا منادیٰ کو نصب دیتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حرف فعل (اَدْعُو) کے قائم مقام ہوتا ہے۔ رہا فاعل یعنی ضمیر (اَنَا) تو وہ بھی فعل کے ساتھ تبعاً محذوف ہوگئی یا وہ ان میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

اور امام ابوعلی نے فرمایا کہ حروف ندا اسم فعل ہیں بمعنی (اَدْعُو) کذا فی (ترتیب ابوسعیدی) مصنف علیہ الرحمتہ نے یہاں پر امام مبرد کا مسلک بیان فرمایا ہے لیکن مختار مسلک جمہور ہے۔ **والتفصیل فی بشیر الناجیة۔**

منادیٰ قریب کے لئے اَیْ اور ہمزۂ مفتوحہ استعمال کرتے ہیں اور بعید کے لئے (اَیَا) اور (ھَیَا) اور (یَا) عام ہے کہ اس کو قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض دیوبندی مولوی صاحبان کا یہ کہنا باطل ہے کہ (یَا) صرف منادیٰ قریب کے لئے آتا ہے۔ اسی واسطے (یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ) کہنا درست نہیں کہ وہ تو ہزار ہا میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں ہیں۔ باطل اس لئے ٹھہرا کہ نحومیر کی اس تصریح کے خلاف ہے اور خود ان کے پیرو دستگیر حقیقت آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ کے عمل کے بھی مخالف ہے۔ وہ ہندوستان میں رہتے ہوئے ہزار ہا میل کے فاصلے سے بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دیکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرے مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بیکساں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
مجھے بھی یاد رکھنا ہوں تمہارا امتِ عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو یا تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناتواں ہو کر
مری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ ہوں میں عصیاں کار پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ
حبیب کبریا تم ہو امام انبیاء تم ہو
ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
خدا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرے آکر
تپ ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

لیکن دیوبندی صاحبان اپنے پیر دستگیر سے منحرف ہیں اور ان کی جناب میں گستاخ کما ذکرناہ فی بشیر القاری، اسی واسطے مذہبی، سیاسی، علمی ہر میدان میں رسوائی نصیب ہو رہی ہے۔

ترکیب بر مذہب جمہور

قوله: يَا عَبْدَ اللهِ. اس میں (یا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلاً مبنی بر سکون، (عَبْدَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (عَبْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر منادیٰ مضاف مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے بندۂ خدا۔

قوله: يَا طَالِعًا جَبَلًا. اس میں (یا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (طَالِعًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل، (کاتب الحروف کی ناقص رائے میں) یہ صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح، (جَبَلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (طَالِعًا) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر منادیٰ مشابہ بمضاف، مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے پہاڑ پر چڑھنے والے۔

قوله: يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ. اس میں (یا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً منادیٰ نکرہ غیر معین مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(خُذْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (با) حرف جار زائد مبنی بر کسر (یَدِ) غیر

جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً منصوب محلاً بنابر مفعولیت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برسکون (یَدِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ (خُذْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا۔ ترجمہ: اے مرد میرا ہاتھ پکڑ۔

قوله: يَا زَيْدُ. اس میں (یا) حرف ندا مبنی برسکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (زَیْدُ) منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضم منصوب محلاً مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے زید۔

قوله: يَا زَيْدَانِ. اس میں (یا) حرف ندا مبنی برسکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (زَیْدَانِ) منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برالف منصوب محلاً مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے دو زید۔

قوله: يَا مُسْلِمُوْنَ. اس میں (یا) حرف ندا مبنی برسکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (مُسْلِمُوْنَ) منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برواو منصوب محلاً مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے مسلمانو!۔

قوله: يَا مُوْسٰى. اس میں (یا) حرف ندا مبنی برسکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (مُوْسٰی) منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے موسیٰ۔

قوله: يَا قَاضِي. اس میں (یا) حرف ندا مبنی برسکون قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (قَاضِی) منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: اے قاضی۔

تنبیہ ۱۰۰ تا ۱۰۹

(المصباح المنیر ص:۸۹) میں (ندا) کی اصطلاحی تعریف بایں الفاظ کی ہے کہ
(اصطلاح نحو میں حرف ندا کے ذریعہ منادیٰ کی توجہ کسی طرف کرانا ندا کہلاتا ہے) اور (مہر منیر ص:۸۱)
میں بایں الفاظ کہ
(اصطلاح میں حرف ندا کے ساتھ جو (اَدْعُو) کے قائم مقام ہوتا ہے منادیٰ کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے کو کہتے ہیں)

اقول: یہ دونوں غلط ہیں اور نحویوں پر افترا۔

اوّلاً: اس لئے کہ (ندا) کی تعریف میں (منادیٰ) ماخوذ ہے جو (ندا) بمعنی اصطلاحی سے مشتق اور مشتق کی معرفت مبدأ اشتقاق پر موقوف تو (ندا) کی تعریف (ندا) پر موقوف ہوئی یہ دور ہے اور دور باطل تو تعریف مذکور باطل۔

ثانیاً: اس لئے کہ نحویوں کی اصطلاح کی طرف اس تعریف کی نسبت غلط بیانی ہے۔ وہ تو تعریف بایں الفاظ کرتے ہیں طَلَبُ الْاِقْبَالِ بِحَرفِ نَائِبٍ مَنَابَ اَدْعُو مَلْفُوظٍ بِہٖ اَوْ مُقَدَّرٍ۔ یعنی توجہ طلب کرنا ایسے حرف کے ساتھ جو (اَدْعُو) کے قائم مقام ہے ملفوظ ہو یا مقدر، تو اصطلاحی معنی میں طلب ماخوذ ہے لہٰذا وہ مخصوص طلب سے عبارت ہیں نہ (توجہ کسی طرف کرانے) سے یا (توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے سے) کہ ان دونوں میں طلب نہیں پائی جاتی۔

ثالثاً: اس لئے کہ حرف ندا میں تعمیم ہے کہ ملفوظ ہو یا مقدر، اور ان دونوں تعریفات میں تعمیم نہیں کی گئی۔

پھر دوم نے صفحہ مذکور پر منادیٰ کی تعریف یوں کی کہ
(اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جس کی توجہ کو لفظی یا تقدیری حرف ندا کے ساتھ منعطف کر دیا جائے)
یہ بھی غلط ہے کہ (منادیٰ) کی تعریف میں (ندا) ماخود اور (ندا) کی تعریف میں (منادیٰ) ماخوذ تھا تو دور لازم آیا کما سلف اور (طلب) مفقود تو نسبت باطل کما سبق وہ تو منادیٰ کی تعریف یوں کرتے ہیں ھو المَطلُوبُ اِقْبَالُہٗ بِحرفِ نَائِبٍ مَنَابَ اَدْعُو لَفظًا او تَقدِیرًا، اس تعریف میں (ندا) ماخوذ نہیں

اور طلب موجود ہے۔

پھر (یَا طَالِعًا جَبَلًا) کی ترکیب میں اوّل نے ص:۹۰ پر (جَبَلًا) کو (مشابہ مفعول بہ) کہا اور اوّل نے اسی صفحہ پر اور دوم نے ص:۸۲ پر کہا ندا منادیٰ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔ یہ دونوں غلط ہیں۔

اوّل: اس لئے کہ (جَبَلًا) کو مشابہ مفعول بہ کہنا درست نہیں۔ وہ تو حقیقتاً مفعول بہ ہے۔

دوم: اس لئے کہ (ندا منادیٰ سے مل کر) کہنا نحوی بولی نہیں، دیوبندی بولی ہے جو بے سر ہونے کے باعث سامعہ نواز نہیں بلکہ سامعہ خراش ہے۔ مگر میں اس وقت ہوتی جب یوں کہا جاتا (اَدْعُو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

پھر اوّل نے ص:۹۱ اور دوم نے ص:۸۳ پر (یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ) کی ترکیب میں (بِیَدِیْ) کی (با) کو (خُذْ) سے متعلق قرار دیا ہے۔

یہ غلط ہے کیونکہ (خُـذْ) فعل متعدی بنفسہٖ ہونے کی وجہ سے مفعول بہ پر یہ (بـا) زائدہ ہے اور بائے زائدہ فعل سے متعلق نہیں ہوتی۔

پھر دونوں صاحبان نے انہیں صفحات پر (یَا رَجُلًا) میں (یا) کو قائم مقام (اَدْعُو) قرار دے کر کہا کہ (فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر ندا) اور (خُذْ بِیَدِیْ) کو جوابِ ندا قرار دے کر کہا کہ (ندا اپنے جواب سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوا)۔

یہ دونوں باتیں بھی غلط ہیں۔

اوّل: اس لئے کہ (یَا رَجُلًا) نہ بمعنی لغوی ندا ہے، نہ بمعنی اصطلاحی کیونکہ دونوں مصدر ہیں اور (یَا رَجُلًا) مصدر نہیں تو اس کو ندا کہنا درست نہ ہوا۔ کہنا یوں تھا کہ (اَدْعُـو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر ندا یا جملہ ندائیہ ہوا۔

(جملہ ندا) کے معنی یہ کہ وہ جملہ جس سے اصطلاحی (ندا) مستفاد ہو، اور

(جملہ ندائیہ) کے معنی (اصطلاحی ندا والا) یعنی جس سے اصطلاحی (ندا) مفہوم ہو۔

دوم: اس لئے کہ (جملہ ندا) علیحدہ جملہ ہوتا ہے اور (جوابِ ندا) علیحدہ، دونوں مل کر جملہ ندائیہ نہیں ہوتے صرف اوّل کو (جملہ ندائیہ) کہتے ہیں اور دوسرے کو (جوابِ ندا) جب جملہ ثانیہ کو (جوابِ ندا) کہا تو یہ بات (جوابِ ندا) کہنے سے ظاہر ہوگئی کہ جملہ ثانیہ، جملہ ندائیہ نہیں بلکہ (جملہ ندائیہ کا جواب ہے) مگر ان

فاضلانِ دیوبند میں اتنی سمجھ کہاں۔

پھر دوم نے منادیٰ مفرد معرفہ کے مبنی ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

(منادیٰ مفرد معرفہ چونکہ ضمیر خطاب یعنی (ك) اسمیہ کے موقع میں آتا ہے اس لئے مبنی ہوا کرتا ہے چونکہ (یَا زَیْدُ) کے معنی دراصل اَدْعُوْكَ ہیں اور پہلے آچکا ہے کہ (ك) اسمیہ چونکہ (ك) جر سے مشابہت رکھتا ہے جو مبنی الاصل ہے اس لئے اس مشابہت کی بنا پر اس کو بھی مبنی کر دیا جاتا ہے تو چونکہ زَیْدُكَ اسمیہ کے موقع پر آتا ہے اس لئے اس کو بھی مبنی کرنا چاہئے)

یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ نحات نے منادیٰ مفرد معرفہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے وہ (کاف) ضمیر مخاطب کی جگہ واقع ہوتا ہے اور (کاف) ضمیر مخاطب مشابہ ہے لفظاً اور معنیً (کاف) حرف خطاب کے، لفظاً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنیً یہ کہ دونوں خطاب کے لئے ہیں اور (کاف) حرف خطاب مبنی الاصل ہے لہٰذا منادیٰ مفرد معرفہ بواسطہ (کاف) ضمیر مخاطب مشابہ ہوا، کہ (کاف) حرف خطاب کے نہ یہ کہ (کاف) حرف جار کے مشابہ ہے کیونکہ (کاف) حرفِ جار کے ساتھ معنیً مشابہت نہیں اس لئے کہ (کاف) حرف جار خطاب کے لئے نہیں آتا اور (کاف) ضمیر مخاطب برائے خطاب ہے۔

پھر دونوں صاحبان نے انہیں صفحات پر (یَا زَیْدَان) اور (یَا مُسْلِمُوْنَ) کی ترکیب میں اوّل کو (الف نون) پر مبنی لکھا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ (مثنیٰ کا اعراب حالت رفعی میں الف نون کے ساتھ آیا کرتا ہے) اور دوم کو (واو نون) پر مبنی بتایا ہے اور وجہ یہ بیان کی کہ (جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفعی میں واو اور نون کے ساتھ ہوا کرتا ہے)۔

استغفر اللّٰہ ثمّ اَستغفر اللّٰہ! ابھی ابھی اسم متمکن کے اقسام باعتبار وجوہ اعراب میں گذرا کہ مثنیٰ کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم کا حالت رفعی میں واو کے ساتھ تو (زیدان) مذکور مبنی برالف ہوا نہ مبنی برالف ونون اور (مسلمون) مذکور مبنی بر (واو) ہوا نہ مبنی بر (واو اور نون) یہ ہے ان فاضلانِ دیوبند کی علمی قابلیت اور (حافظہ نباشد) کی بدترین صورت ایسی نااہلیت کے باوجود ایجنٹ صاحبان سے قابلیت کا پروپیگنڈہ کرایا جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ ان کا مسلک ہے (دُنیا کماؤ مکر سے، روٹی کھاؤ شکر سے) سچ ہے کہ

به ہمی مکتب و ہمی ملّا　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع وآں بردو

دوسری فصل فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور یہ دو

قسم است اوّل حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند وآں

قسم پر ہیں، اوّل وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں اور وہ

چہار است اوّل اَنْ چوں اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ، اَنْ با فعل بمعنی

چار ہیں، پہلا اَنْ جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ، اَنْ فعل کے ساتھ

مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَكَ وبدیں سبب اورا مصدریہ

مصدر کے معنی میں ہوتا ہے یعنی اُرِیْدُ قِیَامَكَ اور اسی وجہ سے اس کو مصدریہ

گویند، دوم لَنْ چوں لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ، لَنْ برائے تاکید

کہتے ہیں، دوسرا لَنْ جیسے لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ، لَنْ نفی کی تاکید کے

نفی است، سوم کَیْ چوں اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ

لئے ہے، تیسرا کَیْ جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ

چہارم اِذَنْ چوں اِذَنْ اُکْرِمَكَ در جواب کسے کہ گوید اَنَا

چوتھا اِذَنْ جیسے اِذَنْ اُکْرِمَكَ اس شخص کے جواب میں جو کہے اَنَا

اٰتِیْكَ غَدًا و **بدانکه** اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد

اٰتِیْكَ غَـدًا اور جان لو کہ اَنْ بعد چھ حروف کے پوشیدہ ہوتا ہے

و فعل مضارع را نصب کند حتیٰ نحو مَرَرْتُ حتیٰ اَدْخُلَ

اور فعل مضارع کو نصب کرتا ہے حتیٰ (کے بعد) جیسے مَرَرْتُ حتیٰ اَدْخُلَ

الْبَلَدَ و لام جَحْد نحو مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ و اَوْ

الْبَلَدَ اور لامِ جحد (کے بعد) جیسے مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ اور اَوْ

بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ

(بمعنی اِلٰی اَنْ) یا (اِلَّا اَنْ) کے بعد جیسے لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ

حَقِّیْ و واوِ صرف و لامِ کَیْ و فا کہ در جواب شش چیز است

حَقِّیْ اور واو صرف اور لام کَیْ اور فا (کے بعد) جو جواب میں چھ چیزوں کے ہو،

امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض و اَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَةٌ

امر اور نہی اور نفی اور استفہام اور تمنی اور عرض اور ان کی مثالیں مشہور ہیں

قولہ: (اَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد) یہ عبارت صراحۃً دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ تنہا فعل مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ (اَنْ) اور (فعل) دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے وجہ یہ کہ اگر تنہا فعل مصدری معنی میں ہو جائے تو (اَنْ) کا دخول اسم پر ہو جائے گا حالانکہ وہ فعل کے خواص سے ہے کہ مضارع کو

مستقبل کے لئے متعین کر دیتا ہے۔ اس کو (مصدریہ) اس سبب سے کہتے ہیں کہ فعل کے ساتھ مل کر مصدری معنی میں ہوتا ہے نہ اس سبب سے کہ فعل کو مصدری معنی میں کر دیتا ہے اور یہ بھی لازم آئے گا کہ اس (اَنْ) پر حرفِ جار کا دخول صحیح نہ ہو کہ حرفِ جار اسم پر داخل ہوتا ہے نہ حرف پر مجموعہ بمعنی مصدر ہو تو محذور لازم نہ آئے گا۔ فَاحْفَظْهُ فَاِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ عَنْهُ غَافِلُوْنَ.

قولہ: (او بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ) اس عبارت کے یہ معنی نہیں کہ (اَوْ) مجموعہ (اِلٰی اَنْ) یا مجموعہ (اِلَّا اَنْ) کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ بعض بے سمجھ سمجھ بیٹھے حتیٰ کہ یہ اعتراض وارد ہو کہ ایسے (اَوْ) کے بعد (اَنْ) مقدر ہونے سے تکرار اَنْ لازم آئے گی بلکہ اس میں لفظ (اِلٰـی) اور لفظ (اِلَّا) مضاف ہیں (اَنْ) کی طرف اور یہ اضافت بادنیٰ تعلق ہے اور ادنیٰ تعلق یہ کہ (اِلٰـی) اور (اِلَّا) داخل ہوتے ہیں (اَنْ) مقدرہ پر تو یہ دونوں داخل ہوئے اور (اَنْ) مقدرہ مدخول علیہا اور اضافت یہ بتانے کے لئے کی گئی کہ (اَوْ) ہر (اِلٰـی) اور ہر (اِلَّا) کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ صرف اسی (اِلٰی) اور (اِلَّا) کے معنی میں ہوتا ہے جو (اَنْ) مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں۔

قولہ: (واوِ صرف ولام کَیْ وفا کہ درجواب شش چیز است) اس عبارت میں یہ قول (کہ درجواب شش چیز است) (حرفِ فا) سے متعلق ہے اب عبارت کے معنی یہ ہوں گے کہ (واوِ) صرف اور (کَیْ) کے بعد (اَنْ) مقدر ہوتا ہے اور اس (فـا) کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اس صورت میں (واوِ) صرف کے چھ چیزوں کے بعد واقع ہونے کا بیان نہ ہوا، حالانکہ وہ بھی چھ چیزوں کے بعد واقع ہوتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ مصنف علیہ الرحمتہ نے سب کے شرائط بیان کرنے کا التزام نہیں فرمایا۔ اسی واسطے (حتٰی) کی شرط بیان میں نہیں آئی لیکن مناسب یہ ہے کہ عبارت کو کاتب کے سہو پر محمول کیا جائے بایں طور کہ (واوِ) صرف کو (کَیْ) پر مقدم لکھ دیا۔ اصل میں موخر تھا اور اصل عبارت یوں تھی (وکَیْ و واوِ صرف وفا کہ درجواب شش چیز است) اب یہ عبارت کہ (درجواب شش چیز است) فقط (واوِ صرف) اور (فـا) سے متعلق ہوگی اور معنی یہ ہوں گے کہ (کَـیْ) کے بعد (اَنْ) مقدر ہوتا ہے اور واوِ صرف اور فا کے بعد جو (واو) اور (فا) چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں (واو) صرف اور (فـا) دونوں کے بعد (اَنْ) مقدر ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ان چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں (کَـیْ) کے لئے یہ شرط نہیں۔ اصل عبارت کے پیش نظر (واو) صرف اور (فـا) دونوں کی شرط مذکور ہوگئی اور موجودہ عبارت میں اگر (کہ درجواب شش چیز است) کو صرف (فـا)

سے متعلق قرار دیا جائے تو (فا) کی شرط کا بیان ہو جاتا ہے اور (واو) صرف کی شرط کا بیان نہیں ہوتا اور اگر (کہ در جواب شش چیز است) کو واو صرف وکی وفا تینوں سے متعلق قرار دیں تو خلاف واقع ہے کیونکہ (کَیْ) کے لئے یہ شرط نہیں اس لئے کاتب کے سہو پر محمول کرنا مناسب ہے تا کہ دونوں کی شرط کا بیان ہو جائے۔ ضروری نہیں کما ذکرنا فیما سبق، (واو) صرف یہ (واو) عطف ہے صرف کے معنی (روکنا) یہ بعض صورتوں میں اپنے ماقبل کی کسی چیز کو اپنے مابعد پر آنے سے روکتا ہے۔ **نظر بر آں** اس کو (واو) صرف کہتے ہیں جیسے (لَا تَأكُلِ السَّمَكَ وَ تَشْرَبَ اللَّبَنَ) اس کے معنی ہیں کہ مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ مت پیو۔ اس میں مذکور واو، (واو) صرف ہے یہ اپنے ماقبل کے (لا) کو اپنے مابعد (تَشْرَبَ) پر آنے سے روکتا ہے کیونکہ اگر وہ اس پر آجائے بایں طور کہ (تَشْرَبَ) کو (تَأكُل) پر معطوف قرار دیں تو معنی مقصود فوت ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ اب معنی یہ ہوں گے کہ مچھلی نہ کھاؤ اور دودھ نہ پیو۔ اس سے مچھلی کھانے کی ممانعت مفہوم ہوئی اور مطلقاً دودھ پینے کی۔ حالانکہ مطلقاً دودھ پینے کی ممانعت مقصود نہ تھی بلکہ مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ پینے کی ممانعت کا قصد تھا۔

ترکیب

قوله: لَاتَأكُلِ السَّمَكَ وَ تَشْرَبَ اللَّبَنَ. اس میں (لَا) برائے نہی مبنی بر سکون تَأكُلْ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون کسرہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَلسَّمَكَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (تَأكُلْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، اور (تَشْرَبَ اللَّبَنَ) معطوف ہے مقدر پر جو ماقبل سے مفہوم ہوتا ہے۔ یعنی

لَا يَجتَمِع مِنكَ اَكلُ السَّمَكِ. اس میں (لا) برائے نہی مبنی بر سکون (يَجْتَمِعْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَكْلُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف (اَلسَّمَكِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلاً بنا بر مفعولیت مضاف الیہ، (اَكْلُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ۔

وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ. اس میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تَشْرَبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (اَللَّبَنَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (تَشْرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلاً معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (يَجْتَمِعُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(واو) صرف سے پیشتر امر ہو جیسے:

زُرْنِيْ وَاُكْرِمَكَ. اس میں (زُرْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، منصوب محلاً مبنی بر سکون (زُرْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اس کے بعد

لِيَجْتَمِعْ مِنْكَ الزِّيَارَةُ. مستفاد جس میں (ل) برائے امر مبنی بر کسر (يَجْتَمِعُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (ك) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَلزِّيَارَةُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ۔

وَاُكْرِمَكَ. اس میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (اُكْرِمَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح (اُكْرِمَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف، مرفوع محلاً (اَلزِّيَارَةُ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (يَجْتَمِعُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: تمہاری طرف سے ملاقات کو آنا ہو اور میری جانب سے بروقت ملاقات تمہاری تعظیم بجالانا۔

یا واو صرف سے پیشتر استفہام ہو جیسے:

هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ وَاَشْرَبَهُ. اس میں (هل) حرف استفہام مبنی بر سکون (عِنْدَ) مفرد

منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (کُمْ) میں (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (عِنْدَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (مَاءٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا، اس کے بعد

هَلْ يَكُوْنُ منكم مَاءٌ. مستفاد، جس میں (هَلْ) حرف استفہام مبنی بر سکون (يَكُوْنُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً (فعلِ تام) صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (كُمْ) میں (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَاءٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ۔

وَ اَشْرَبَهُ. میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح جس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (اَشْرَبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ھا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مَاء، (اَشْرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلاً، (مَاءٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (يَكُوْنُ) فعل تام اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تمہاری جانب سے پانی کی آمد ہو اور بروقت آمد میرا اس کو پینا۔

یا واو صرف سے پیشتر تمنی ہو جیسے:

لَيْتَ لِيْ مَالاً وَ اُنْفِقَهُ. اس میں (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (ل) حرف جار مبنی بر کسر (ی) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، (مَالاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم موخر، (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل اپنے اسم موخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا، اس کے بعد

لَيْتَ لِيْ ثُبُوتَ مَالٍ. مستفاد، جس میں (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (ل) حرف جار مبنی بر کسر (ی) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، (ثُبُوتَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً بنا بر فاعلیت مضاف الیہ، (ثُبُوتَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ۔

وَاُنْفِقَهُ. (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (اُنْفِقَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (هَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مَالٍ، (اُنْفِقَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف منصوب محلاً (ثُبُوتَ مَالٍ) معطوف علیہا اپنے معطوف سے مل کر اسم، (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل اپنے اسم موخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کاش کہ میرے پاس مال ہوتا اور اس کے ساتھ انفاق، اور ترجی کو ذکر نہیں فرمایا کہ وہ بحکم تمنی ہے۔ جیسے یہی مذکورہ مثال جب کہ (لَيْتَ) کی جگہ (لَعَلَّ) رکھ دیا جائے اور یہی ترکیب اور یہی ترجمہ۔

یا واوِ صرف سے پیشتر نفی ہو جیسے:

مَا تَأْتِيْنَا وَتُحَدِّثَنَا. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (تَأْتِيْ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (نا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (تَأْتِيْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، اس کے بعد

لَيْسَ مِنْكَ اِتْيَانٌ. مستفاد جس میں (لَيْسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (كَ) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتًا) مقدر کا (ثَابِتًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل

مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موخر، (ثَابِتاً) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، (اِتْيَانٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ۔

وَتُحَدِّثَنَا. میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تُحَدِّثَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (نَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (تُحَدِّثَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلا (اِتْيَانٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم موخر (لَيْسَ) فعل ناقص اپنے اسم موخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تمہاری جانب سے ہمارے پاس آنا اور ہم سے گفتگو کرنا نہیں ہے۔

یا واوِ صرف سے پیشتر عرض ہو جیسے:

اَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَ تُصِيْبَ خَيْرًا. اس میں (همزه) برائے عرض مبنی بر فتح (لَا) حرف نفی مبنی بر سکون (تَنْزِلُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (بِا) حرف جار مبنی بر کسر (نَا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (تَنْزِلُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اس کے بعد

اَلَا يَكُوْنُ مِنكَ نُزُوْلٌ. مستفاد جس میں (همزه) برائے عرض مبنی بر فتح (لَا يَكُوْنُ) میں (لَا) برائے نفی مبنی بر سکون (يَكُوْنُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً (فعل تام) صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (كَ) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر فتح جار مجرور مل کر ظرف لغو، (نُزُوْلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ۔

وَتُصِيْبَ خَيْرًا (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تُصِيْبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (خَيْرًا) مفرد منصرف صحیح

منصوب لفظاً مفعول بہ، (تُصِیْبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلاً، (فُــزُوْلٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (یـکُـوْنُ) فعل تام اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: آپ کی جانب سے تشریف آوری اور ہماری جانب سے خدمت دونوں کا اجتماع ہونا چاہئے۔

مخفی نہ رہے کہ ان مثالوں میں (واو) کے بجائے (فا) رکھ دی جائے تو سب کی سب (فا) کی مثالیں بن جائیں گی۔

ترکیب

قوله: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ. میں (اُرِیْدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَــا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (تَقُوْمَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَــقُــوْمَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ منصوب محلاً (اُرِیْدُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں چاہتا ہوں تمہارا کھڑا ہونا۔

قــولــه: اُرِیْــدُ قِیَامَكَ. اس میں (اُرِیْدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (قِیَامَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف، (كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت (قِیَــــامَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (اُرِیْدُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں چاہتا ہوں تمہارا کھڑا ہونا۔

قوله: لَـنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ. اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یَـخْـرُجَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (یَـخْـرُجَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ہرگز نہیں نکلے گا زید۔

قوله: اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ. اس میں (اَسْلَمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (اَسْلَمْتُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (کَیْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (اَدْخُلَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَلْجَنَّةَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ، (اَدْخُلَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مخفی نہ رہے کہ اس جملہ کو بھی (مُعَلِّلَه) کہتے ہیں۔ بصیغہ اسم فاعل بایں معنی کہ اس کا مضمون ماقبل کے لئے علّتِ غائیہ ہے یعنی مضمون ماقبل پر مترتب کہ دخول جنت اسلام پر مترتب ہوتا ہے کیونکہ اسلام سبب ہے دخولِ جنت کے لئے تو دخولِ جنت مسبب ہوا، اور مسبب اپنے سبب پر مترتب ہوا کرتا ہے نہ یہ کہ دخولِ جنت سبب ہے اور اسلام مسبب کیونکہ دخول جنت اسلام کا سبب نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اسلام مترتب ہو دخولِ جنت پر جو خلاف واقع ہے بلکہ اسلام دخولِ جنت کے لئے سبب ہے اور دخول جنت اسلام پر مترتب۔

یاد رہے کہ (جملہ مُعلِّلَہ) عموماً اس جملے کو کہتے ہیں جس کا مضمون دوسرے جملے کے مضمون کے واسطے علّت وسبب ہو، جیسے لَا تَصُوْمُوْا فِی هٰذِهِ الْاَیَّامِ فَاِنَّهَا اَیَّامُ اَكْلٍ وَ شُرْبٍ. اس میں جملہ ثانیہ کا مضمون جملہ اولیٰ کے مضمون کے واسطے علت وسبب ہے یعنی اِن ایام کا ایام خورد نوش ہونا اسی نہی کا سبب ہے۔ ترجمہ: میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔

قوله: اِذَنْ اُكْرِمَكَ. اس میں (اِذَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (اُكْرِمَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَــا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (اُكْرِمَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اُس وقت میں تمہاری تعظیم کروں گا۔

قوله: اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا. اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون (اٰتِیْ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَــا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (غَــدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ، (اٰتِــیْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں کل تمہارے پاس آؤں گا۔

قوله: مَرَرْتُ حتىٰ اَدْخُلَ الْبَلَدَ. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم، (حتیٰ) حرف جار مبنی برسکون اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی برسکون (اَدْخُلَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (اَلْبَلَدَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول فیہ، (اَدْخُلَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہوکر مجرور محلا، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں گذرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا۔

قوله: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی برسکون (كَانَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (اللّٰه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم کانَ، (لام) حرف جار زائد مبنی برکسر (لَامِ جحد) اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی برسکون (يُعَذِّبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے اسم جلالت، (هُمْ) میں (ها) ضمیر منصوب متصل ذوالحال منصوب محلا مبنی برضم راجع بسوئے اہل مکہ، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون (و) حالیہ مبنی برفتح (اَنْتَ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی برسکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی برفتح (فِی) حرف جار مبنی برسکون (هِم) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی برکسر راجع بسوئے اہل مکہ، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدٌ) مقدر کا (مَوْجُوْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی برفتح (مَوْجُوْدٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال منصوب محلا ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، (يُعَذِّبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہوکر خبر، منصوب محلا (كَانَ) فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے

محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ ہم نے بغرضِ افادہ طلبا پوری آیت لکھ کر ترکیب کر دی ہے۔

قولہ: لَالْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي. اس میں (لام) برائے تاکید مبنی بر فتح (اَلْزِمَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (نون ثقیلہ) مبنی بر فتح (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح (اَوْ) بمعنی (الی) مبنی بر سکون اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تُعْطِيَ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اوّل منصوب محلاً مبنی بر سکون (حَقِّ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (حَقِّ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی، (تُعْطِيَ) فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور محلاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَلْزِمَنَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بے شک میں ضرور بالضرور تیرے پیچھے لگا رہوں گا، یہاں تک کہ مجھے میرا حق دے۔

اور (اَوْ) جب (اِلَّا) کے معنی میں ہو تو (اَنْ) مقدر موصول حرفی بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ، (وَقْت) مضاف مقدر کا پھر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ، باقی ترکیب حسب سابق۔

قولہ: اَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَةٌ. اس میں (اَمْثِلَةُ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے امر، نہی، وغیرہ (اَمْثِلَةُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، (مَشْهُوْرَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث اس میں (هی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (مَشْهُوْرَةٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۱۰ تا ۱۱۷

(مہر منیر ص:۸۴) میں ہے کہ (چونکہ ماضی، امر، نہی، مبنی ہوتے ہیں)

اقول: یہ غلط ہے کہ (نہی) مبنی نہیں وہ تو مضارع میں داخل ہے کما مرّ۔

(پھر مہر منیر) میں اسی صفحہ پر اور (المصباح المنیر) ص: ۹۲ پر (اَنْ) ناصبہ کے متعلق تحریر کیا کہ (فعل مضارع کو مصدری معنی میں تبدیل کر دیتا ہے)

یہ بھی غلط ہے کہ (اَنْ مع الفعل یعنی مجموعہ مصدری معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ کتاب میں مذکور ہوا نہ صرف فعل مضارع مصدری معنی میں۔

پھر اسی صفحہ: ۸۴ پر (اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ) کی ترکیب میں (تَقُوْمَ) کے متعلق کہا کہ (فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ)

یہ بھی غلط ہے کہ فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوگا پھر موصول حرفی (اَنْ) اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ۔

پھر اوّل نے ص: ۸۵ پر اور دوم نے ص: ۹۲ پر (کَیْ) حرف ناصب کے متعلق بیان کیا کہ

(اس کا مابعد اپنے ماقبل کا سبب بنا کرتا ہے) اور کتاب میں مذکور مثال (اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کے متعلق بیان کیا کہ (اس میں اسلام لانے کا سبب دخول جنت کی خواہش ہے)

یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

اوّل: اس لئے کہ (کَیْ) کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے سبب ہوا کرتا ہے نہ مابعد اس کے ماقبل کے لئے۔ یہ بات شرح ملۃ عامل میں بھی مذکور ہے جو ان فاضلانِ دیو بند کو یاد نہیں۔

دوم: اس لئے کہ مثال مذکور میں (اسلام) دخول جنت کا سبب ہے نہ (دخولِ جنت) اسلام لانے کا، یہ بات بھی شرح ملۃ عامل میں مذکور ہے لیکن ان فاضلانِ دیو بند نے (دخول جنت کی خواہش) کو سبب قرار دیا ہے مثال میں (خواہش) کا ذکر نہیں تو یہ دیو بندی اضافہ ہوا جو مثال کے مطابق نہیں۔

پھر اوّل نے اسی صفحہ: ۸۵ پر کتاب میں مذکور مثال (اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کی ترکیب میں اور دوم نے اپنی پیش کردہ مثال (اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کی ترکیب میں جملہ اوّل کو (مُعَلَّلْ) بصیغۂ اسم مفعول اور جملہ دوم کو (علت) بنا کر کہا (مُعَلَّلْ) اپنی علت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مُعَلَّلَه ہوا۔

یہ بھی غلط در غلط ہے۔

اوّلاً: اس لئے کہ جملہ اوّل کا مضمون (مُعَلَّلْ) بصیغۂ اسم مفعول اور دوم کا علت نہیں بلکہ برعکس ہے کما مرّ.

ثانیاً: اس لئے کہ اوّل (مُعَلَّل) ہو اور دوم (علّت) یا اوّل (علّت) اور دوم (مُعَلَّل) بہر صورت یہ کہنا کہ (مُعَلَّلْ اپنی علّت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معلّلہ ہوا) درست نہیں کیونکہ دونوں مل کر (مُعَلِّلَةٌ) بصیغۂ اسم فاعل ہوں گے یا (مُعَلَّلَةٌ) بصیغۂ اسم مفعول، اور دونوں غلط۔ اس لئے کہ (مُعَلِّلَة) کے معنی ہیں علّت بیان کرنے والا جملہ اور (مُعَلَّلَةٌ) کے معنی ہیں معلول بیان کرنے والا جملہ، اور جب ان میں ایک جملہ علّت بیان کرنے والا ہے اور دوسرا معلول، تو دونوں کے مجموعہ کو (مُعَلِّلَةٌ) نہیں کہہ سکتے کہ دونوں علّت بیان کرنے والے نہیں نہ (مُعَلَّلَةٌ) کہہ سکتے ہیں کہ دونوں (معلول) کو بیان نہیں کرتے لہٰذا دونوں کو ملانا درست نہیں۔ دونوں کو ملانا دیوبندی بدعت ہے۔

پھر اوّل نے ص:۸۶ پر بیان کیا کہ

(مصنف کے بیان میں تسامح ہوا ہے کہ انہوں نے خود (اَوْ) کو (اِلٰـــی اَنْ) یا (اِلَّا اَنْ) کے معنی میں بیان کیا ہے)

اقول: مصنف علیہ الرحمۃ سے تسامح نہیں ہوا بلکہ آپ کے سمجھنے میں تقصیر ہوئی کما ذکرناہ مفصلاً۔

پھر دوم نے ص:۸۷ پر (واوِ) صرف کی مثال (لیــتَ لِیْ مَــالاً وَّاُنــفِقَهٗ) کی تقدیر یہ بیان کی ہے

لَیْتَ یَجْتَمِعُ لِیْ ثُبُوْتُ مَالٍ و اِنْفَاقٌ مِنِّی.

یہ بھی غلط ہے کہ اس میں (لَیْتَ) کو (یَجْتَمِعُ) فعل پر داخل کر دیا ہے جو سوائے دیوبندی فاضل کسی دوسرے سے متصور نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا　　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کند و آں پنج است

دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں اور وہ پانچ ہیں

لَمْ و لَمَّا ولامِ امرولائے نہی وانْ شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرْ

لَمْ اور لَمَّا اور لامِ امر اور لائے نہی اور اِنْ شرطیہ جیسے لَمْ یَنْصُرْ

وَ لَمَّا يَنْصُرْ وَلِيَنْصُرْ وَ لَا تَنْصُرْ وَ اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ

اور لَمَّا يَنْصُرْ اور لِيَنْصُرْ اور لَا تَنْصُرْ اور اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ

بدانکه اِنْ در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ

جان لو کہ اِنْ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ

جملہ اوّل را شرط گویند و جملہ دوم را جزا و اِنْ برائے

پہلے جملہ کو شرط کہتے ہیں اور دوسرے جملہ کو جزا اور اِنْ

مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ

مستقبل کے لئے ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ

ضَرَبْتُ وایں جا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب

ضَرَبْتُ اور اس جگہ جزم تقدیری ہوتا ہے اس لئے کہ ماضی معرب

نیست و **بدانکه** چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا

نہیں ہے اور جان لو کہ جب جزا شرط کی جملہ اسمیہ ہو یا

امر یا نہی یا دعا فا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِنْ

امر یا نہی یا دعا تو فا جزا میں لانا لازم ہوتا ہے چنانچہ تم کہو گے اِنْ

تَـأْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَ اِنْ رَأیتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْهُ وَ اِنْ									
تَـأْتِنِیْ	فَاَنْتَ	مُکْرَمٌ	اور	اِنْ	رَاَیتَ	زَیْدًا	فَاَکْرِمْهُ	اور	اِنْ

اَتَـاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا									
اَتَـاكَ	عَمْرٌو	فَلَا	تُهِنْهُ	اور	اِنْ	اَکْرَمْتَنِیْ	فَجَزَاكَ	اللّٰهُ	خَیْرًا

سوال: اعراب لفظی اور تقدیری معرب کے ساتھ مخصوص ہے مبنی کا اعراب محلی ہوتا ہے پھر مصنف علیہ الرحمۃ نے کیسے فرمادیا کہ (اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ) میں دونوں پر بوجہ (اِنْ) شرطیہ جزم تقدیری ہے؟

جواب: یہاں پر مصنف علیہ الرحمۃ کی جزم تقدیری سے مراد جزم محلی ہے۔

ترکیب

قوله: لَمْ یَنْصُرْ . اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی برسکون (یَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھـــو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (یَنْصُرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے مدد نہیں کی۔

قوله: لَمَّا یَنْصُر . اس میں (لَمَّا) حرف جازم مبنی برسکون (یَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھـــو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (یَنْصُرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے اب تک مدد نہیں کی۔

قوله: لِیَنْصُر . اس میں لام (لام امر) مبنی بر کسر (یَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (یَنْصُرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: چاہئے کہ زید مدد کرے۔

قوله: لَا تنصر . اس میں (لَا) برائے نہی مبنی برسکون (تَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون

(ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَنصُرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: تو مدد مت کر۔

قوله: اِنْ تنصر انصر. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (تَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَنْصُرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَنْصُرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تو مدد کرے گا تو میں مدد کروں گا۔

قوله: اِنْ تضرِبْ اضرِبْ. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (تَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

قوله: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (ضَرَبْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (ضَرَبْتَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (ضَرَبْتُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

قوله: اِنْ تَاْتِنِی فانتَ مُکرَم. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (تَاْتِ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (تَاْتِ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط،

(فا) جزائیہ مبنی بر فتح (اَنْتَ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (مُکْرَمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (مُکْرَمٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا مجزوم محلا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔

قوله: اِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْهُ. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (رَأَیْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، (رَأَیْتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (فا) جزائیہ مبنی بر فتح (اَکْرِمْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (ھا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے زید، (اَکْرِمْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی تعظیم کرنا۔

قوله: اِنْ اَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (اَتٰی) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، (اَتٰی) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (فَا) جزائیہ مبنی بر فتح (لَا) حرف نہی مبنی بر سکون (تُهِنْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (ھا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے **عمرو**، (تُهِنْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اس کی توہین نہ کرنا۔

قوله: اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا. اس میں (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (اَکْرَمْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل

مرفوع محلا مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (اَکْرَمْتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (فا) جزائیہ مبنی بر فتح (جَزَیٰ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اوّل منصوب محلا مبنی بر فتح (اَللّٰہُ) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، (خَیْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ ثانی، (جَزیٰ) فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، مجزوم محلا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

تنبیہ ۱۱۸ تا ۱۲۴

(مہر منیر ص: ۸۸) پر اپنی پیش کردہ مثال (اِنْ نَصَرْتَ نَصَرْتُ) کے اوّل فعل (نَصَرْتَ) میں ضمیر فاعل (اَنْتَ) مستتر بتائی ہے اور فعل دوم (نَصَرْتُ) میں ضمیر فاعل (اَنَا) مستتر بتائی۔

پھر ص: ۸۹ پر (مہر منیر) میں اور ص: ۹۷ پر (المصباح المنیر) میں کتاب کی مثال اِنْ رَاَیْتَ کے فعل (رَاَیْتَ) میں ضمیر فاعل (اَنْتَ) مستتر بیان کی۔

پھر اوّل نے ص: ۹۰ پر اور دوم نے ص: ۹۷ پر مثال کتاب اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ الخ کے فعل (اَکْرَمْتَ) میں (اَنْتَ) مستتر ضمیر فاعل بتائی ہے۔

اقول: یہ سب غلط، ان سب میں تو فاعل ضمیر بارز ہے جس کو اوّل نے ص: ۲۷ پر نقشہ ضمیر مرفوع متصل میں اور دوم نے ص: ۳۸ پر خود تحریر کیا تھا اور خود نحومیر میں بھی آرہا ہے کہ واحد متکلم کے صیغے میں فاعل ضمیر بارز ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ (حافظہ نباشد)۔

پھر دوم نے اسی ص: ۹۷ پر (اِنْ تَاْتِنِیْ) کی (یا) ضمیر منصوب متصل کو اور (اِنْ اٰتَاكَ) کی ضمیر منصوب متصل (کاف) کو مفعول بہ قرار نہیں دیا بلکہ مشابہ مفعول بہ تحریر کیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ فعل متعدی بنفسہٖ ہے پھر مشابہ مفعول ہونے کے کیا معنیٰ؟ الفوائد الشافیہ ص: ۶۴ پر (اَلَّذِیْ یَاْتِیْنِیْ) کی ترکیب میں فرمایا وَالْیَاءُ ضَمِیْرٌ مَنْصُوْبٌ مَبْنِیٌّ عَلَی السُّکُوْنِ مَنْصُوْبُ الْمَحَلِّ مَفْعُوْلٌ بِہٖ مگر یہ فاضل دیو بند، کہاں ہے ان کی پرواز اتنی بلند، جس کو نحومیر نہیں ہے یاد، وہ، اور الفوائد الشافیہ تک رسائی، دونوں ہیں متضاد۔

پھر دوم نے ص:۹۸ میں اور اوّل نے ص:۹۰ میں مذکورہ جزا پر (فا) کے لزوماً لانے کی وجہ بالفاظ مختلف بیان کی۔ حالانکہ موجودہ دور میں اس کتاب کے پڑھنے والے طلبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کتاب ایسی باتوں کے بیان کرنے کا محل نہیں۔ یہ سب باتیں اگلی کتابوں میں آرہی ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو صرف مسائل محفوظ کرائے جائیں، مسائل کے وجوہات سمجھنے کے متحمل نہ ہوسکیں گے۔ آپ دونوں فاضلانِ دیوبند موجودہ زمانے کے طلبہ کو اپنے اوپر قیاس فرمالیں خیر، اس وجہ کو بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ (ان تمام صورتوں میں جزا پر فا جزائیہ کا لانا اس لئے ضروری ہے کہ اصل جزا میں فعلیت اور جزائیت ہے، انشائیت اور اسمیت کے ساتھ معنی جزائیت ضعیف ہوجاتے ہیں اس لئے جزائیت کے معنی کو تقویت دینے کے لئے فا جزائیہ کا لانا ضروری قرار دیا گیا تاکہ جملہ کی ظاہری شکل اگر ایک طرف سننے اور پڑھنے والے کو کچھ دھوکہ دے تو فا جزائیہ اس کی تلافی کرسکے) یہ دیوانے کی (بڑ) سے کم نہیں کہ کچھ بامعنی اور کچھ بے معنی۔

(اصل جزا میں فعلیت ہے) اس کے یہ معنی ہیں کہ اصل جزا میں یہ ہے کہ فعل ہو اور (اصل جزا میں جزائیت ہے) یہ الفاظ بے معنی ہیں، اور اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ (جزائیت) کاتب کی غلطی سے لکھا گیا، یہ لفظ (خبریت) ہے جیسے دوم نے لکھا ہے تو اب اس وجہ کے معنی یہ ہوئے کہ (اصل جزا میں فعلیت اور خبریت ہے، انشائیت اور اسمیت کے ساتھ معنی جزائیت ضعیف ہوجاتے ہیں) انشائیت منافی ہے خبریت کے اور اسمیت منافی ہے فعلیت کے تو انشائیت سے خبریت رخصت ہوگئی اور اسمیت سے فعلیت، **نظر برآں** آپ کے معنی جزائیت رخصت ہوگئے، ضعیف ہوجانے کے کیا معنی؟ ضعیف ہونا چاہتا ہے کہ معنی جزائیت باقی ہیں مگر بدون قوت، اور آپ کے بیان کے پیش نظر سرے سے جاتے رہے یہ تھی فاضلانِ دیوبند کی تک بندی، جس کی چول صحیح نہیں بیٹھی۔ نہ بدست بندہ نہ بدست بندی۔

اب ہم

(فا) کے جزا پر لانے اور نہ لانے سے متعلق نحات کا بیان کردہ ضابطہ بیان کرتے ہیں جو ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے (تکملہ) میں ذکر فرمایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ (فا) لانے اور نہ لانے کا دارومدار کلمہ شرط کی تاثیر معنوی پر ہے یعنی جزا کو بمعنی استقبال کردینے پر۔

پس اگر کلمہ شرط کی تاثیر معنوی تام ہوئی کہ (جزا کو زمانہ ماضی سے مستقبل کی طرف منقلب کر دیا جیسے کتاب کی مثال اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ میں کہ بوجہ کلمہ شرط (اِنْ) دونوں بمعنی مستقبل ہو گئے ہیں) تو (فا) کی احتیاج نہ ہوگی کہ شرط و جزا کے باہمی ربط پر دلالت کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔

اور اگر تاثیر ناقص ہوئی جیسے (مضارع منفی بلا جزا واقع ہو) تو (فـــا) کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں کیونکہ اس صورت میں مِن وجہٍ تاثیر ہوئی ہے اور مِن وجہٍ نہیں ہوئی، وجہ یہ کہ (لا) مطلق نفی کے لئے ہے کہ حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور استقبال کی نفی کے لئے بھی۔

پس اس حیثیت سے کلمہ شرط کے دخول سے مضارع منفی بلا استقبال کے لئے مخصوص ہو گیا اس میں حال کا احتمال نہ رہا تاثیر ہوئی تو (فا) کا نہ لانا جائز کہ باہمی ربط پر دلالت ہو گئی۔

اور اس حیثیت سے کہ زمانہ ماضی سے زمانہ مستقبل کی طرف منقلب نہیں کیا جیسے ماضی میں کیا تھا تو (فا) کا لانا جائز تا کہ بذریعہ (فا) باہمی ربط پر دلالت ہو۔

اور اگر اصلاً تاثیر نہ کی تو (فا) کا لانا واجب تا کہ (فا) باہمی ربط پر دلالت کرے جیسے جزا کے جملہ اسمیہ ہونے یا امر ہونے یا نہی ہونے یا دعا ہونے کی صورت میں۔

جملہ اسمیہ میں تاثیر نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ جملہ اسمیہ کی دلالت زمانہ ماضی پر نہیں ہوتی حتیٰ کہ کلمہ شرط کے دخول سے ماضی سے مستقبل کی طرف انقلاب ہو جائے جیسے فعل ماضی میں تھا نہ جملہ اسمیہ صالح ہے زمانہ حال اور استقبال پر دلالت کرنے کے لئے حتیٰ کہ کلمہ شرط کے داخل ہونے پر زمانہ استقبال کے لئے مخصوص ہو جائے جیسے مضارع منفی بلا میں تھا۔

اور امر، نہی، دعا میں تاثیر اس لئے نہیں کہ وہ تو کلمہ شرط کے دخول سے پہلے ہی زمانہ مستقبل کے لئے ہیں۔

پھر یہ کہنا صحیح نہیں کہ (اصل جزا میں فعلیت اور خبریت ہے) ہاں شرط میں فعلیت اور خبریت اصل ہیں بلکہ لازم جو رضی وغیرہ کتب نحو میں مذکور ہے۔ لیکن ان فاضلانِ دیو بند کی وہاں تک رسائی کہاں، اور ہوئی بھی ہو تو سمجھنے کی توفیق سے عریاں، یہ تو (انگل پچو) اڑانے کے عادی ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

باب دوم در عمل افعال

﴿دوسرا باب عمل افعال کے بیان میں﴾

بدانکه ہیچ فعل غیر عامل نیست وافعال در عمل بر دو گونہ

جان لو کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں اور افعال عمل کرنے میں دو قسم پر

است قسم اوّل معروف **بدانکه** فعل معروف خواہ

ہیں پہلی قسم فعل معروف جان لو کہ فعل معروف خواہ

لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند چوں قَامَ زَیْدٌ و

لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع کرتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ اور

ضَرَبَ عَمْرٌو وشش اسم را بنصب کند، اوّل مفعول مطلق

ضَرَبَ عَمْرٌو اور چھ اسموں کو نصب کرتا ہے، پہلے اسم یعنی مفعول مطلق

راچون قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا، دوم مفعول

کو جیسے قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا، دوسرے اسم یعنی مفعول

فیہ راچوں صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وجَلَسْتُ فَوْقَكَ،

فیہ کو جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اور جَلَسْتُ فَوْقَكَ،

سوم مفعول معہٗ راچوں جَاءَ الْبَرْدُ و الْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ

تیسرے اسم یعنی مفعول معہٗ کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ و الْجُبَّاتِ یعنی مَعَ

الْجُبَّاتِ، چھارم مفعول لہٗ راچوں قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ

الْجُبَّاتِ، چوتھے اسم یعنی مفعول لہٗ کو جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ

وضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا، پنجم حال راچوں جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا،

اور ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا، پانچویں اسم یعنی حال کو جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا،

ششم تمیز راوقتیکہ درنسبت فعل بفاعل ابہامے باشد چوں

چھٹے اسم یعنی تمیز کو جب کہ فعل کی نسبت بسوئے فاعل میں کوئی ابہام ہو جیسے

طَابَ زَیْدٌ نفسًا امّا فعل متعدی مفعول بہٖ رانصب کند

طَابَ زَیْدٌ نفسًا لیکن فعل متعدی مفعول بہٖ کو بھی نصب کرتا ہے

چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا واین عمل فعل لازم رانباشد

جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اور یہ عمل فعل لازم کے لئے نہیں

حروف عاملہ کی بحث ختم ہوگئی۔ اب یہاں سے عمل افعال کی بحث شروع ہوتی ہے۔ فعل دو قسم پر ہے، **اوّل: معروف**، **دوم: مجھول** جس کی تعریف آئندہ آئے گی۔ معروف اس فعل کو کہتے ہیں جس کا فاعل معلوم ہو جیسے قَامَ زَیْدٌ۔

ترکیب

قوله: قَامَ زَیْدٌ. میں (قَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (قَامَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کھڑا ہوا، یہ فعل لازم کی مثال ہے۔

قوله: ضَرَبَ عَمْرٌو. اس میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: عمرو نے مارا۔ یہ فعل متعدی کی مثال ہے۔

قوله: قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا. اس میں (قَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (قِیَامًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق، (قَامَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید حقیقتاً کھڑا ہوا۔ یہ فعل لازم کے مفعول مطلق کی مثال ہے۔

قوله: ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا. اس میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (ضَرْبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے حقیقتاً مارا۔ یہ فعل متعدی کے مفعول مطلق کی مثال ہے۔

قوله: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. اس میں (صُمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (یَوْمَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (اَلْجُمُعَةِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (یَوْمَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (صُمْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔ یہ مفعول فیہ زمانی کی مثال ہے۔

قوله: جَلَسْتُ فَوْقَكَ. اس میں (جَلَسْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون، صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، (فَوْقَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح (فَوْقَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَلَسْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں تیرے اوپر بیٹھا۔ یہ مفعول فیہ مکانی کی مثال ہے۔

قوله: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد

مذکر غائب (اَلْبَرْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح (اَلْجُبَّاتِ) جمع مونث سالم منصوب بکسرہ مفعولِ معہٗ، (جَآءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول معہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ: ای مع الجُبَّاتِ. میں (اَیْ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (جَاءَ الْبَرْدُ) بقرینۂ سابق مقدر جس میں (جَآءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْبَرْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (مَعَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (اَلْجُبَّاتِ) جمع مونث سالم مضاف الیہ مجرور بکسرہ (مَعَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَآءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسر ہوا۔ ترجمہ: آیا جاڑا جبوں کے ساتھ۔ یہ مفعول معہٗ کی مثال ہے۔

قولہ: قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ. اس میں (قُمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع محلاً مبنی بر ضم (اِكْرَامًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر، (ل) حرف جار مبنی بر کسر (زَيْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اِكْرَامًا) مصدر اپنے ظرف لغو سے مل کر مفعول لہٗ (قُمْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول لہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں زید کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوا۔ یہ فعل لازم کے مفعول لہٗ کی مثال ہے۔

قولہ: ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا. میں (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید، (تَادِيْبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہٗ، (ضَرَبْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے اس کو ادب سکھانے کے لئے مارا۔ یہ فعل متعدی کے مفعول لہٗ کی مثال ہے۔

قولہ: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا. اس میں (جَآءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (رَاكِبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (رَاكِبًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَآءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا زید سوار ہو کر۔

قولہ: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا. اس میں (طَابَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (نَفْسًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت، (طَابَ) فعل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید طبیعت کا اچھا ہے۔

قوله: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا. اس میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔ ترجمہ: مارا زید نے عمرو کو۔

تنبیہ ۱۲۵ تا ۱۳۱

(المصباح المنیر ص:۹۹) اور (مہر منیر ص:۹۱) میں (قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا) کا ترجمہ کیا ہے۔

(زید پوری طرح کھڑا ہو گیا، اور زید پوری طرح کھڑا ہوا) اور (ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا) کا ترجمہ کیا ہے

(زید نے خوب مارا) اور (زید نے اچھی طرح مارا)

اقول: یہ دونوں ترجمے غلط ہیں اس لئے کہ دونوں مثالوں میں (قِیَامًا) اور (ضَرْبًا) مفعول مطلق تاکیدی ہیں، اور مفعول مطلق تاکیدی فعل مذکور سے فہم شدہ حدث یعنی معنی مصدری کی تاکید کرتا ہے اور تاکید احتمال سہو اور احتمال مجاز کو دفع کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ دفع احتمال سہو بایں طور کہ (قَامَ زَیْدٌ) کہنے پر سامع کے دل میں اگر یہ احتمال پیدا ہو کہ متکلم سے یہ لفظ سہواً صادر ہوا نہ قصداً، تو (قِیَامًا) کہنے سے یہ احتمال مندفع ہو جائے گا کہ عاقل سے دو مرتبہ سہو نہیں ہوتا۔ **نظر بر آں** مثال مذکور کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ زید حقیقتاً کھڑا ہوا۔

اور دفع احتمال مجاز بایں طور کہ (ضَرَبَ زَیْدٌ) کہنے پر سامع کے دل میں اگر یہ احتمال گذرے کہ (ضَرَبَ) سے مجازاً (شتم) مراد ہے تو (ضَرْبًا) کہنے سے یہ احتمال مندفع ہو جائے گا کیونکہ جب معنی حقیقی سے صارف قرینہ نہ ہو، تو ثانیاً ذکر احتمال مجاز کو دفع کر دیتا ہے۔ **نظر بر آں** مثال مذکور کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ زید نے حقیقتاً مارا۔

اور مثال اوّل کا یہ ترجمہ کہ (زید پوری طرح کھڑا ہوا) اور مثال ثانی کا یہ ترجمہ کہ (زید نے خوب مارا) یا (زید نے اچھی طرح مارا) مفعول مطلق تاکیدی کا ترجمہ نہیں۔ یہ تو مفعول مطلق نوعی کا ترجمہ ہوا۔ جو فعل مذکور سے فہم شدہ معنی مصدری کی (قسم) پر دلالت کرتا ہے (قیام) کی دو قسم ہوئیں، **اوّل** پوری طرح کھڑا ہونا، **دوم** ادھورا کھڑا ہونا۔ اس ترجمے نے پہلی قسم پر دلالت کی اسی طرح (ضرب) کی دو قسم **اوّل** خوب مارنا، یا اچھی طرح مارنا، **دوم** کم مارنا، یا کمی کے ساتھ مارنا، اس ترجمے نے پہلی قسم پر دلالت کی، لیکن یہ ہر دو فاضلانِ دیوبند کہاں ہیں اتنے ہوشمند۔

پھر اوّل نے ص:۱۰۰ پر تحریر کیا کہ (جس چیز سے فعل کی حالت بیان کی جاتی ہے اس کو حال کہتے ہیں) یہ بھی غلط ہے جس کو مبتدی طلبہ بھی زبان پر نہیں لاسکتے خود اگلی فصل میں آرہا ہے کہ

(حال اس کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے جیسے مثال کتاب میں (رَاكِبًا) جو (زید) ذوالحال کی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ بروقت آمد سوار تھا۔

پھر اوّل نے مفعول بہ کے نصب کے بارے میں ص:۱۰۱ پر تحریر کیا۔

(اور یہ عمل فعل لازم نہیں کرسکتا اسی وجہ سے اگر فعل لازم کے بعد کوئی منصوب واقع ہوتا ہے تو وہ دراصل مفعول بہ واقع نہیں ہوتا بلکہ منصوب بنزع خافض ہوتا ہے، خافض حرف جر کو کہتے ہیں اور نزع کے معنی اکھیڑ دینے کے آتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرف جار کو ہٹائے جانے کی وجہ سے اس کو نصب آیا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب حرف جار کو حذف کردیتے ہیں اور اس کے معنی مراد ہوتے ہیں تو اس وقت حرفِ جر نصب دیا کرتا ہے اور ایسے منصوب کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں جیسے (جَاءَنِي زَيْدٌ) میں (جَاءَ) فعل ہے اور (یا) ضمیر متکلم مفعول بہ نہیں ہے بلکہ منصوب بنزع الخافض ہے اصل عبارت یہ تھی (جَاءَ اِلَيَّ زَيْدٌ) (یعنی میرے پاس زید آیا) یہاں (اِلٰی) حرف جار کو حذف کردیا گیا اور اس کے معنی یہاں مراد ہے اس لئے (یا) ضمیر متکلم منصوب بنزع الخافض ہے (هكذا سمعت من العلامة الاكبر شيخنا الانور نور الله مرقده)

اقول: یہ کلام بچند وجوہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ منصوب بنزع الخافض فعل لازم کے بعد بھی واقع ہوتا ہے جیسے (لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ) میں (صِرَاطَكَ) منصوب بنزع خافض ہے اور وہ خافض (علٰی) اور یہ (لَاَقْعُدَنَّ) فعل کے بعد واقع جو لازم ہے، اور فعل متعدی کے بعد بھی واقع ہوتا ہے جیسے (وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِينَ رَجُلًا) میں (قَوْمَهٗ) منصوب بنزع خافض ہے اور خافض (مِنْ) اور یہ (اخْتَارَ) فعل کے بعد واقع جو متعدی ہے لہٰذا (اگر فعل لازم کے بعد) کہنا غلط ہوا، کہ اس سے بنظر مفہوم مخالف جو کلام الناس میں معتبر ہے مستفاد ہوتا ہے کہ حکم مذکور فعل لازم کے ساتھ مخصوص ہے حالانکہ ایسا نہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ منصوب بنزع خافض کا ناصب حرف جار کو قرار دینا بھی غلط ہے کہ یہ کسی نحوی کا قول نہیں۔ نحات بصریہ فرماتے ہیں کہ فعل مذکور ناصب ہے اور کوفیہ فرماتے ہیں کہ (اسقاط حرف جار) ناصب ہے

كما في حاشية الصّبان جلد دوم ص:۲۶ (نہ خود حرف جار) جیسے کہ لکھ بیٹھے یہ فاضل نادار اسی مسلک کو فیہ کے پیش نظر اس کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے (نـزع خـافـض) سبب ہے منصوب ہونے کا کیونکہ بنزع الخافض میں (با) برائے سببیت ہے تو (نزع خافض) سبب ہوا منصوب ہونے کا اور منصوب ہونے کا سبب وہ جس کی وجہ سے نصب آئے اور جس کی وجہ سے نصب آتا ہے اس کو ناصب کہتے ہیں تو (نزع خافض) ناصب ہوا، لیکن یہ فاضلِ دیوبند ہیں۔ اتنی سی بات سمجھنے سے کوسوں دور، اختراعِ کرنے کے معتاد ہیں۔ اور اسی میں ہیں مغمور۔

ثالثا: اس لئے کہ (جَاءَ نِیْ) میں (یائے متکلم) کو منصوب بنزع خافض قرار دینا اور اس کے مفعول بہ ہونے کا انکار کرنا، اور (جَـاءَ نی) میں واقع (جَـاءَ) کو فعل لازم سمجھنا درست نہیں۔ ہم ماقبل میں علامة ابو البقا عليه الرحمة کا ارشاد نقل کر چکے ہیں کہ یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے اور یہ کہ الفوائد الشافیہ کے مصنف علیہ الرحمۃ اس (یا) کو مفعول بہ قرار دیتے ہیں۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ فعل متعدی ہے اور (یائے متکلم) منصوب بنزع خافض نہیں۔

رہی یہ بات کہ آپ فرماتے ہیں هـكـذا سـمعت الخ. میں نے ایسا ہی سنا مولانا انور شاہ صاحب کشمیری سے جو آپ کے استاذ ہیں اور دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے تو (هكذا) كامشارٌ اليه امور ثلثه ہوں یا فقط امر اخیر، بہر صورت آپ کا سماع قابل اعتبار نہیں کیونکہ آپ کے حافظہ کا یہ حال ہے کہ اپنا لکھا یاد نہیں اور فہم کی یہ حالت کہ بایں فضیلت نحو میر بھی نہ سمجھ سکے جیسے کہ گذشتہ اوراق میں یہ بات اَظْهَـرُ مِنَ الشَّمْسِ اور اَبْيَـنُ مِنَ الْاَمْـسِ ہو چکی اور اگر (قـد يـصـدق) کے پیش نظر آپ کے سماع کا اعتبار کر لیا جائے تو مولانا انور شاہ صاحب کا یہ قول گذشتہ حوالجات کی موجودگی میں لائق اعتماد نہیں ہو سکتا جیسے دیوبندی امت کے حکیم معنوی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا اپنی کتاب (تیسیر المبتدی) میں (اذا) کو حرفِ شرط کہنا نحو میر جیسی ابتدائی کتاب میں تصریح باسمیت کے باوجود قابل اعتماد نہیں، اور یہ دونوں صاحبان اقوال مذکورہ میں اس قبیل سے ہیں اَلْجَوادُ قَدْ يَكْبُوْ۔

رابعًا: اس لئے کہ (شيخنا الانور) کہنا صحیح نہیں کہ (انور) بدون الف لام آپ کے استاذ کا علم ہے اور علم پر الف لام زائد اگر چہ آتا ہے مگر قیاسی نہیں کہ ہر شخص کو چھوٹ ہو جس علم پر چاہے داخل کر دے بلکہ

سائی ہے مگر آپ میں اتنی دوراندیشی کہاں اَللّٰھُمَّ اِلَّا ان یجعل صفۃً، سچ ہے کہ

یہ ہمی مکتب و ہمی ملّاً
حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ فاعل اسمیست کہ پیش از وے فعلے باشد مسند

جان لو کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پیشتر ایسا فعل ہو جس کی نسبت کی گئی ہو

بداں اسم بہ طریق قیام فعل بداں اسم چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ

اس اسم کی جانب بایں طور کہ فعل کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو جیسے زَیْد، ضَرَبَ زَیْدٌ میں

مصنف علیہ الرحمتہ نے ماقبل میں بیان فرمایا تھا کہ فعل فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب، اب اس فصل میں ہر ایک کی تعریف بیان فرماتے ہیں۔

سوال: فاعل کی تعریف مذکور اس کے کل افراد کو شامل نہیں کہ (مَا ضَرَبَ زَیْدٌ) میں واقع (زَیْد) پر صادق نہیں آتی حالانکہ فاعل ہے کیونکہ اس مثال میں (زَیْد) کے ساتھ (ضرب) قائم نہیں، اس لئے کہ اس کے معنی ہیں کہ (زید نے نہیں مارا) تو (ضرب) کی اس سے نفی ہوئی نہ کہ (ضرب) کا اس کے ساتھ قیام۔

جواب: فعل کے اس اسم کی طرف مسند بطریق قیام ہونے سے مراد یہ ہے کہ فعل معروف کی اس اسم کی طرف نسبت ہو خواہ نسبت ثبوتی ہو جیسے مثال کتاب (ضَرَبَ زَیْدٌ) میں یا نسبت سلبی جیسے (مَاضَرَبَ زَیْدٌ) میں اور شک نہیں کہ اس (زَیْد) پر فاعل کی تعریف مذکور بایں مراد صادق ہے کیونکہ اس سے پہلے (ضَرَبَ) فعل معروف ہے جس کی نسبت سلبی اس کی جانب ہو رہی ہے مثال مذکور کی ترکیب گذر گئی۔

ومفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلے وآں

اور مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو واقع ہو کسی فعل کے بعد اور

مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضربًا در ضَرَبْتُ ضربًا

وہ مصدر اسی فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَربًا ضَرَبْتُ ضَربًا میں

وقِیامًا در قُمْتُ قِیامًا

اور قِیامًا قُمْتُ قِیامًا میں

قوله: (بمعنی آں فعل باشد) اس میں معنی مضاف سے مراد معنی تضمنی حدثی ہیں۔ اب معنی یہ ہوئے کہ مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی تضمنی حدثی میں ہو۔ جیسے (ضَربًا) مثال مذکور میں مصدر ہے جو (ضَرَبْتُ) کے بعد واقع اور (ضَرَبْتُ) فعل کے معنی تضمنی حدثی اس کے معنی ہیں، یا یہ عبارت بتقدیر مضاف ہے یعنی (بمعنی مصدر آں فعل باشد) یعنی مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے مصدر کے ہم معنی ہو جس کے معنی اس فعل کے ضمن میں مذکور ہیں جیسے (ضَرَبْتُ ضربًا) میں (ضَربًا) مصدر ہے اور یہ (ضَرَبْتُ) فعل کے بعد واقع ہے اور یہ (ضربًا) مصدر ضَرَبْتُ یعنی (ضَرْب) کے ہم معنی ہے اور (ضَرْب) مصدر کے معنی (ضَرَبْتُ) کے ضمن میں مذکور ہیں۔

قوله: مصدر یست، اس میں مصدر سے مراد مصدر منصوب کیونکہ مفعول مطلق منصوبات سے ہے۔

تنبیہ ۱۳۲ تا ۱۳۵

(المصباح المنیر ص:۱۰۲) میں ہے کہ (جو مصدر فعل کے بعد ہم معنی فعل واقع ہو اس کو مفعول مطلق کہتے ہیں)

اقول: یہ غلط ہے کہ ہم معنی دو مترادف لفظوں کو کہتے ہیں اور مصدر و فعل اصطلاحی، مترادف نہیں۔

پھر ص:۱۰۲و۱۰۳ پر لکھا کہ (حضرت میر صاحب کا ارشاد)

(وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد) سے یہ بات ثابت ہوئی کہ میر صاحب کے نزدیک بھی یہی تو راجح ہے کہ مصدر کا فعل کے ساتھ ہم معنی ہونا کافی ہے واللہ اعلم)

یہ غلط بھی ہے اور میر علیہ الرحمتہ پر افترا بھی۔ وہ مصدر کو فعل اصطلاحی کے ہم معنی نہیں فرما سکتے۔ یہ تو دیوبندی ذہنیت ہے۔

اور مہر منیر ص:۹۳ میں (ضَرَبْتُ ضَرْبًا) کا ترجمہ کیا ہے (میں نے خوب خوب مارا) اور (قَعَدْتُ جُلُوْسًا) کا (میں اچھی طرح بیٹھا)

یہ دونوں ترجمے بھی غلط ہیں، کیونکہ یہ ترجمے مفعول مطلق نوعی کے ہوئے اور مذکورہ مثالوں میں (ضَرْبًا) اور (جُلُوْسًا) مفعول مطلق نوعی نہیں بلکہ مفعول مطلق تاکیدی ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

مفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور درو واقع شود و اور اظرف
مفعول فیہ وہ اسم منصوب ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور اس کو ظرف
گویند وظرف بردوگونہ است ظرف زمان چوں یَوْم
کہتے ہیں اور ظرف دو قسم پر ہے، ظرف زمان جیسے یَوْم
در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمْعَةِ و ظرف مکان چوں عِنْد
صُمْتُ یَوْمَ الْجُمْعَةِ میں اور ظرف مکان جیسے عِنْد
در جَلَسْتُ عِنْدَكَ
جَلَسْتُ عِنْدَكَ میں

قولہ: ظرف زمان اس کو کہتے ہیں جو (متیٰ) کے جواب میں واقع ہو جیسے کسی نے تم سے سوال کیا (مَتٰی صُمْتُ) تم نے کب روزہ رکھا؟ اس کے جواب میں تم نے کہا (اَمْسِ) یعنی میں نے کل گذشتہ روزہ رکھا، تو (اَمْسِ) ظرف زمان ہوا۔

قوله: ظرفِ مکان اس کو کہتے ہیں جو (اَیْنَ) کے جواب میں واقع ہو جیسے کسی نے تم سے سوال کیا (اَیْنَ کُنْتَ) تم کہاں تھے؟ اس کے جواب میں تم نے کہا (عِنْدَ زَیْدٍ) یعنی میں زید کے پاس تھا، تو (عِنْد) ظرف مکان ہوا۔

ترکیب

قوله: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمْعَةِ. میں (صُمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اُس میں (تـا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، (یَوْمَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (اَلْجُمْعَةِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (یَوْمَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ زمانی (صُمْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔

قوله: جَلَسْتُ عِنْدَكَ. اس میں (جَلَسْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (عِنْدَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (ك) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (عِنْدَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مکانی (جَلَسْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں تمہارے پاس بیٹھا۔

مفعول معہٗ اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنی مع چوں
مفعول معہٗ وہ اسم منصوب ہے جو ذکر کیا جائے بعد واو کے جو مع کے معنی میں ہو جیسے
والجُبَّاتِ درجَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ

والجبّاتِ	جَاءَ	اَلْبَرْدُ	وَالجُبَّاتِ	میں	یعنی	مَعَ	الجبّات

سوال: مفعول معہٗ کو (واو) بمعنی (مع) کے بعد ذکر کرنے سے کیا فائدہ؟

جواب: اس سے معیت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفعول معہٗ کو فعل کے فاعل کی معیت حاصل ہے جیسے مثال کتاب میں (اَلْجُبَّات) کو آمد میں (اَلْبَرْد) فاعل کی معیت حاصل ہوئی کہ جبے جاڑے

کے ساتھ تھے، یا فعل کے مفعول بہ کی جیسے (کَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمٌ ترجمہ: تجھے اور زید دونوں کو ایک روپیہ کافی ہو گیا۔ اس میں (زَيْدًا) مفعول معہٗ ہے جس کو (ك) مفعول بہ (مخاطب) کی کفایت درہم میں معیت حاصل کہ دونوں کو ایک درہم نے کفایت کی۔

سوال: مفعول معہ سے پیشتر (واو) کے بجائے (مَعَ) کیوں نہیں لایا گیا؟

جواب: بنظر اختصار کہ (مع) دو حرفی ہے اور (واو) ایک حرفی۔

ترکیب

قوله: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْبَرْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح (اَلْجُبَّاتِ) جمع مونث سالم منصوب بکسرہ مفعول معہٗ، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول معہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قوله: اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ. میں (اَیْ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (جَاءَ الْبَرْدُ) بقرینہ سابق مقدر جس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، (اَلْبَرْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (مَعَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (اَلْجُبَّاتِ) جمع مونث سالم مضاف الیہ مجرور بکسرہ (مَعَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا جاڑا جبوں کے ساتھ۔

قوله: كَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمٌ. اس میں (كَفٰى) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہٗ، (دِرْهَمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (كَفٰى) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول معہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تجھے اور زید دونوں کو ایک روپیہ کافی ہو گیا۔

ومفعول لهٗ اسمیست کہ دلالت کند بر چیزے کہ سبب فعل
اور مفعول لہٗ ایسا اسم منصوب ہے جو دلالت کرے ایسی چیز پر جو فعل

مذکور باشد چوں اِکْرَامًا در قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَيْدٍ

مذکور کا سبب ہو جیسے اِکْرَامًا قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَيْدٍ میں

اگر کسی عبارت میں پانچوں مفعول مجتمع ہوں تو ان کو بایں ترتیب ذکر کرنا مناسب ہے کہ پہلے مفعول مطلق پھر وہ مفعول بہ جس کی جانب عامل متعدی بنفسہٖ ہو، پھر وہ مفعول بہ جس کی طرف عامل بواسطہ حرفِ جار متعدی ہو، پھر مفعول فیہ زمانی پھر مفعول فیہ مکانی پھر مفعول لہٗ پھر مفعول معہٗ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَيْدًا بِسَوْطٍ نَهَارًا هٰنَا تَادِيبًا و طُلُوْعَ الشَّمْسِ ترجمہ: میں نے حقیقتا مارا زید کو کوڑے سے دن میں یہاں پر ادب سکھانے کے لئے طلوع آفتاب کے ساتھ۔

و حال اسمیست نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئت فاعل چوں

اور حال وہ اسم منصوب نکرہ ہے جو دلالت کرے فاعل کی حالت پر جیسے

رَاکِبًا در جَاءَ زَيْدٌ رَاکِبًا یا بر ہیئت مفعول چوں مَشْدُوْدًا

رَاکِبًا جَاءَ زَيْدٌ رَاکِبًا میں یا مفعول کی حالت پر جیسے مَشْدُوْدًا

در ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیئت ہر دو چوں رَاکِبَيْنِ

ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا میں یا دونوں کی حالت پر جیسے رَاکِبَيْنِ،

در لَقِيْتُ زَيْدًا رَاکِبَيْنِ و فاعل و مفعول را ذوالحال گویند و

لَقِيْتُ زَيْدًا رَاکِبَيْنِ میں اور فاعل و مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں اور

آں غالباً معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں

وہ اکثر معرفہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو حال کو (اس پر) مقدم رکھتے ہیں جیسے

جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَیْتُ

جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ اور حال جملہ بھی ہوتا ہے جیسے رَأَیْتُ

اَلْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ

اَلْاَمِیْرَ وَ ھُوَ رَاکِبٌ

ترکیب

قولہ: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا. میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (رَاکِبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (رَاکِبًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا زید سوار ہو کر۔

قولہ: ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا. اس میں (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال، (مَشْدُوْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (مَشْدُوْدًا) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، (ضَرَبْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو باندھ کر مارا۔

قوله: لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبَيْنِ. اس میں (لَقِيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تــا) ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم ذوالحال اوّل، (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال دوم، (رَاكِبَيْن) مثنیٰ منصوب بیائے ماقبل مفتوح اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحالِ اوّل ودوم تغلیباً کہ ذوالحال اوّل ضمیر متکلم ہے جس کے پیش نظر حال میں پوشیدہ ضمیر اس کی طرف راجع ہونے والی (اَنَــا) ہونا چاہئے اور ذوالحال دوم اسم ظاہر ہے جو حکم میں غائب کے ہوتا ہے تو حال میں پوشیدہ ضمیر اس کی طرف راجع ہونے والی (هــو) ہوگی جو ضمیر غائب ہے لیکن غائب کو متکلم پر تغلیب دے کر دونوں کو بضمیر غائب تعبیر کیا گیا، تاکہ ایک صیغہ میں دو مختلف ضمیروں کا استتار نہ ہو کہ کلام عرب میں اس کی نظیر نہیں ملتی هٰذا ماخطر بالبال و اللّٰه تعالیٰ اعلم بحقيقة الحال۔

ہاں دو صیغوں میں ایک ضمیر کے استتار کی تصریح ملتی ہے جیسے هٰذا حُلُوٌّ حَامِضٌ میں کہ (حُلُوٌّ) اور (حَامِضٌ) کے مجموعہ میں ایک ضمیر (هو) مستتر ہے جو راجع بسوئے مبتدا کما فی حاشية العصام عليه رحمة المنعام۔

(میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون، (رَاكِبَيْنِ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اوّل اپنے حال سے مل کر فاعل، اور دوم ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، (لَقِيْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید سے ملاقات کی درآنحالیکہ ہم دونوں سوار تھے۔

قوله: جَاءَ نِي رَاكِبًا رَجُلٌ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نــون) برائے وقایہ مبنی بر کسر، (ی) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (رَاكِبًــا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هــو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحالِ موخر، (رَاكِبًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حالِ مقدم، (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال موخر، ذوالحال موخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل، (جَــاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک مرد سوار ہو کر آیا۔

قوله: رَأَيْتُ الْاَمِيْرَ وَهُوَ رَاكِبٌ. اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (ت) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، (اَلْاَمِيْرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال، (واو) حالیہ مبنی بر فتح (هو) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (رَاكِبٌ)

مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (رَاکِبٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً (اَلْاَمِیْرَ) ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، (رَاَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے امیر کو دیکھا درآنحالیکہ وہ سوار تھا۔

۱۳۶ تا ۱۴۰

تنبیہ

(المصباح المنیر ص:۱۰۴) اور (مہر منیر ص:۹۵، ۹۶) میں (رَاکِبًا) اسم فاعل کو اور (مَشْدُوْدًا) اسم مفعول کو اور (رَاکِبَیْنِ) اسم فاعل کو بدون ضم مرفوع حال قرار دیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے کما مرّ اور دوم نے (لَقِیْتُ) میں (اَنَا) ضمیر مستتر ذوالحال بتائی ہے۔

یہ بھی غلط ہے کما سبق، اور دوم نے (جَاءَ نِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس کوئی آدمی سوار ہو کر آیا)

یہ بھی غلط ہے کہ (رَجُل) کے معنی (مرد) ہیں نہ آدمی۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا ‌ ‌ ‌ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

وتمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِیْ اَحَدَ

اور تمیز ایسا اسم منصوب ہے جو ابہام کو دور کرے معدود سے جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ

عَشَرَ دِرْھَمًا یا از وزن چوں عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا از کیل

عَشَرَ دِرْھَمًا یا موزون سے جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا کیل سے

چوں عندی قفیزان بُرًّا یا از مساحت چوں مَا فِی

جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا ممسوح سے جیسے مَا فِی

السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا و مفعول به اسمیست که

السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا اور مفعول بہ وہ اسم منصوب ہے

فعل فاعل بروواقع شود چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا

جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا

بدانکه ایں ہمہ منصوبات بعداز تمامی جملہ باشندو جملہ

جان لو کہ یہ تمام منصوبات جملہ تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ

بفعل وفاعل تمام شودو بدیں سبب گویند اَلْمَنْصُوْبُ فُضْلَةٌ

فعل و فاعل کے ساتھ تمام ہو جاتا ہے اور اسی سبب سے کہتے ہیں اَلْمَنْصُوْبُ فُضْلَةٌ

قوله: عدد الخ (عدد) سے مراد (معدود) ہے کیونکہ عدد میں ابہام نہیں جیسے (اَحَدَ عَشَرَ) کہ دس اور بارہ کے درمیانی مرتبہ کا نام ہے جس کو اردو میں (گیارہ) کہتے ہیں ہاں (اَحَدَ عَشَرَ) کا معدود باعتبار جنس مبہم ہے، نہیں معلوم کہ وہ از قبیل درہم ہے یا کتاب، یا ثوب وغیرہ جب (دِرْهَمًا) کہا تو وہ جنسی ابہام دور ہو گیا اور معلوم ہوا کہ معدود از جنس درہم ہے۔ اسی طرح (وزن) سے مراد (موزوں) اور (کیل) سے مراد (مکیل) اور (مساحت) سے مراد (ممسوح) کہ (ممسوح)، (مکیل)، (موزون) میں باعتبار جنس ابہام ہے۔ نہیں معلوم کہ کس جنس سے ہیں جب (زَیْتًا) کہا تو ابہام دور ہوا۔ اور معلوم ہو گیا کہ وہ موزون روغن زیتون ہے اور جب (بُرًّا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ مکیل گندم ہے اور جب (سَحَابًا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ ممسوح ابر ہے۔

دِرْهَم چاندی کا سکہ عرب میں رائج تھا جس کا وزن تین ماشے $1\frac{1}{5}$ سرخ چاندی۔

رطل، ایک باٹ ہے اسی کے سیر سے سات چھٹانک روپیہ بھر اوپر۔
قفیز، ایک پیمانہ ہے جس میں اسی کے سیر سے تینتالیس سیر تین چھٹانک ایک روپیہ بھر غلہ آتا ہے۔
فُضلة، بفتح (فا) اور بضم دونوں ہے بمعنی (بچی کچی چیز)
منصوبات کو (**فضلة**) بایں مناسبت کہتے ہیں کہ جملہ کی تمامیت میں ان کی طرف احتیاج نہیں کہ نہ مسند ہوتے ہیں نہ مسند الیہ جس کی طرف جملہ محتاج ہوا کرتا ہے اور جن کی جملہ کو ضرورت ہوتی ہے تو یہ بایں معنی بچے کھچے ہوئے کہ ضرورت سے زائد ہیں۔

ترکیب

قوله: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا. اس میں (عِنْد) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (عند) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (اَحَدَ عَشَرَ) مرکب بنائی جس کے دونوں جزو مبنی بر فتح ممیز، (دِرْهَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس گیارہ روپے ہیں۔

قوله: عِندِیْ رِطْلٌ زَیْتًا. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (عِند) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔ (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (رِطْلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ممیز، (زَیْتًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس روغن زیتون سات چھٹانک روپیہ بھر ہے۔

قوله: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیرًا کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلًا مبنی بر سکون (عِـنْـدِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَـابِتَـانِ) مقدر کا (ثَـابِتَـانِ) مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلًا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ بر سکون (ثَـابِتَانِ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (قَفِیْزَانِ) مثنیٰ مرفوع بالف ممیز، (بُـرًّا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس چھیاسی سیر چھ چھٹانک دو روپے بھر گندم ہیں۔

قوله: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا. اس میں (مَا) مشابہ بلیس مبنی بر سکون ملغٰی عن العَمَلِ بوجہ تقدم خبر، (فی) حرف جار مبنی بر سکون (اَلسَّـمَاءِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظًا جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلًا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، (ثَـابِـتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، (قَدْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا مضاف، (رَاحَةٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظًا مضاف الیہ، (قَدْرُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ممیز، (سَـحَـابًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آسمان میں ہتھیلی برابر ابر نہیں۔

قوله: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا. اس میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا فاعل، (عَـمْـرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا مفعول بہ، (ضَـرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مارا زید نے عمرو کو۔

قوله: اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَةٌ. اس میں (اَلْمَنْصُوْبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا مبتدا، (فُضْلَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اسم منصوب زائد از ضرورت ہوتا ہے۔

تنبیہ ۱۴۱ تا ۱۴۲

(المصباح المنیر ص:۱۰۶) میں اور (مہر منیر ص:۹۷) میں ہے کہ (عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا) اس میں (دِرْهَمًا) تمیز نے (اَحَدَ عَشَرَ) کے عدد میں جو ابہام تھا اس کو رفع کر دیا۔

اقول: یہ غلط ہے کہ عدد میں ابہام ہی کہاں تھا جو (دِرْهَمًا) نے رفع کر دیا، ہم بیان کر چکے ہیں کہ عدد سے مراد معدود ہے اور اسی میں باعتبار جنس ابہام ہے جس کو (دِرْهَمًا) نے دور کر دیا مگر ان فاضلانِ دیوبند کو کیا خبر۔

پھر اوّل نے اسی ص:۱۰۶ پر اور دوم نے ص:۹۸ پر (مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا) کی ترکیب میں (مَا) مشابہ بلیس کو باوجود تقدم خبر عامل قرار دیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ تقدم خبر سے عمل باطل ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ (مَا) کے عمل کے واسطے ترتیب بھی شرط ہے کہ مرفوع مقدم اور منصوب موخر ہو، تا کہ فرع یعنی (مَا) کا مرتبہ اصل یعنی (لَيْسَ) سے پست رہے کہ اصل کے لئے یہ شرط نہیں اِلّا بر قول بعض جو ترتیب کو شرط قرار نہیں دیتے لیکن یہ قول خلاف جمہور ہے جس سے یہ فاضلانِ دیوبند غافل ہیں، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ
حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ فاعل بر دو قسم است مظہر چوں ضَرَبَ زَيْدٌ

جان لو کہ فاعل دو قسم پر ہے مظہر جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ

ومضمر بارز چوں ضَرَبْتُ و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں

اور مضمر بارز جیسے ضَرَبْتُ اور مضمر مستتر یعنی پوشیدہ جیسے

زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ هو است در ضَرَبَ مستتر

زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ کا هُوَ ہے جو ضَرَبَ میں پوشیدہ

بدانکہ چوں فاعل مونث حقیقی باشد یا ضمیر مونث

جان لو کہ جب فاعل مونث حقیقی ہو یا ضمیر مونث

علامت تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ هِنْدٌ و هِنْدٌ

تو علامت تانیث فعل میں لازم ہوتی ہے جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اور هِنْدٌ

قَامَتْ ای هی و در مظہر مونث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو

قَامَتْ ای هی اور مظہر مونث غیر حقیقی اور مظہر جمع تکسیر میں دو

وجہ روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ و

وجہ روا ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور

قَالَ الرِّجَالُ وقَالَتِ الرِّجَالُ

قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ

قولہ: فاعل مؤنث حقیقی باشد۔

سوال: مصنف علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل کی تانیث لازم ہے یہ حکم صحیح نہیں کیونکہ اہل عرب کا استعمال اس کے خلاف ہے وہ بولتے ہیں (سَارَ النَّاقَةُ) اس میں (نَاقَة) فاعل مؤنث حقیقی ہے پھر بھی فعل کو مؤنث نہیں لائے؟

جواب: یہاں پر مؤنث حقیقی سے مراد وہ جو نوع انسان سے ہو اور (نَاقَة) مؤنث حقیقی تو ہے مگر نوع انسان سے نہیں، **نظر برآں** جب فاعل مؤنث حقیقی نوع انسان سے ہو تو فعل کی تانیث لازم ہوتی ہے۔

سوال: فاعل جب ضمیر مؤنث ہو تو بھی فعل کی تانیث لازم ہے اس ضمیر مؤنث سے مراد ضمیر مؤنث حقیقی یا ضمیر مؤنث غیر حقیقی؟

جواب: عام مراد ہے خواہ مؤنث حقیقی کی طرف راجع ہونے والی ضمیر فاعل ہو یا مؤنث غیر حقیقی کی طرف راجع ہونے والی دونوں صورت میں فعل کی تانیث لازم ہے چنانچہ (قَامَتْ هِنْدٌ) مثال ہے اس فاعل مؤنث

حقیقی کی جو نوع انسان سے ہے۔

اور (ہِندٌ قَامَتْ) مثال ہے اس فاعل کی جو ضمیر ہے راجع بسوئے مؤنث حقیقی از نوع انسان۔

اور اس فاعل کی مثال جو ضمیر ہو راجع بسوئے مؤنث غیر حقیقی یہ ہے (اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ) اس میں ضمیر فاعل (ھی) ہے جو راجع بسوئے (اَلشَّمْسُ) اور وہ مؤنث غیر حقیقی ہے۔

اور جب مؤنث غیر حقیقی فاعل ہو، یا جمع تکسیر تو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہیں۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ یہ مؤنث غیر حقیقی کی مثال ہے۔ اور جمع تکسیر کی مثال جیسے قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ. یہی حکم ہے جمع مؤنث سالم کا جیسے جَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ اور جَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ.

سوال: اگر فاعل ضمیر ہو راجع بسوئے جمع تکسیر تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: جمع تکسیر اگر عاقل کی ہے تو فعل کی تذکیر بضمیر (واو) بھی جائز ہے جیسے (اَلرِّجَالُ قَامُوا) اور تانیث بھی بضمیر واحد مؤنث جیسے اَلرِّجَالُ قَامَتْ۔

اور جمع تکسیر اگر غیر عاقل کی ہے تو فعل کی تانیث بضمیر واحد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں جائز جیسے اَلْاَیَّامُ مَضَتْ اور اَلْاَیَّامُ مَضَیْنَ۔

اور اگر مؤنث لفظی ایسا اسم ہے جس کو حیوان نر اور مادہ دونوں پر اطلاق کرتے ہیں جیسے (حَمَامَةٌ) کہ کبوتر اور کبوتری دونوں پر بولا جاتا ہے اور (نَمْلَةٌ) چیونٹی اور چیونٹے دونوں پر بولتے ہیں پس اگر یہ فاعل واقع ہو تو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہے خواہ اس کا مصداق نر ہو یا مادہ جیسے قَالَتْ نَمْلَةٌ بھی جائز اور قَالَ نَمْلَةٌ بھی جائز ہٰذا والتفصیل فی المطولات۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باریک بیں نظر

جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے میں تشریف لائے۔ یہ سن کر لوگ جوق در جوق حاضر ہونے لگے تاکہ زیارت سے مشرف ہوں اور علوم کا استفادہ کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا (سَلُوْا فِیْ مَا شِئْتُمْ) جو چاہو پوچھو، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر تھے، جوانی کا عالم تھا، آپ نے (نَمْلَةٌ) کے متعلق سوال کیا کہ وہ نر تھی یا مادہ جس کو قرآن کریم نے سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا ہے اور جس نے تین میل کے فاصلے سے آپ کے لشکر کو دیکھ کر کہا تھا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بل میں داخل ہو جاؤ کہیں لشکر

بے توجہی میں تمہیں کچل نہ ڈالے۔ اس پر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ وہ مادہ تھی۔ کسی نے کہا کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا، آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بایں طور کہ فرمایا (قَالَتْ نَمْلَةٌ) اور قَالَ نَمْلَةٌ نہ فرمایا حالانکہ دونوں جائز ہیں۔ (قَالَ) سہ حرفی ہے اور (اقصر) اور (قَالَتْ) چہار حرفی ہے اور (اطول) تو اقصر کو ترک کر کے اطول کو اختیار کرنا اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مادہ تھی ورنہ اقصر اختیار کرنا چاہئے تھا کہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ۔

سوال: سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا پر سفر فرماتے پھر چیونٹی کو کچل ڈالنے کا خطرہ کیوں ہوا؟

جواب: اس مقام پر وہ مع لشکر اترنے گئے تھے اس لئے خطرہ پیدا ہوا کہ بے توجہی میں کچل نہ ڈالیں۔

سوال: چیونٹی کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس مقام پر اتریں گے؟

جواب: اللہ عزوجل کے بتانے سے، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ چیونٹی کو بھی علم غیب ہوتا ہے۔ جب چیونٹی کے لئے علم غیب ثابت ہے تو انبیائے کرام کے علم غیب میں کلام کرنا کس قدر بے عقلی اور کور باطنی ہے۔

تنبیہ [۱۴۳]

(المصباح المنیر ص:۱۰۹) میں ہے کہ اگر جمع تکسیر مونث ہو تو فاعل کی رعایت کرتے ہوئے فعل کو مونث ہی لایا جائے گا جیسے قَالَتْ نِسْوَةٌ۔

اقول: یہ غلط ہے، نحو میر کے بھی خلاف ہے اور قرآن کریم کے بھی خلاف۔

نحو میر کے خلاف اس لئے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے مطلقاً مظہر جمع تکسیر میں دو وجہ (تذکیر و تانیث فعل) جائز بتائی ہیں خواہ وہ جمع تکسیر مذکر کی ہو یا مؤنث کی۔

اور قرآن کریم کے خلاف اس لئے کہ سورۃ یوسف شریف میں ہے و قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ دیکھئے وہی (نِسْوَةٌ) جمع تکسیر فاعل ظاہر ہے اور فعل (قَالَ) مذکر لایا گیا، **نظر بر آں** یہ کہنا باطل ہوا کہ (فعل کو مؤنث ہی لایا جائے گا) معلوم ہوتا ہے کہ ان فاضلان دیوبند کو قرآن کریم کی تلاوت کا اتفاق نہیں ہوتا اور ہو بھی تو اتنی سمجھ کہاں، جو نحو میر نہ سمجھے وہ سمجھ سکتا ہے حدیث و قرآن، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

قسم دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل

دوسری قسم مجہول جان لو کہ فعل مجہول فاعل کے بجائے

مفعول بہ را رفع کند و باقی مفعولات را نصب چوں ضُرِبَ

مفعول بہ کو رفع کرتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب جیسے ضُرِبَ

زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِي دَارِهٖ

زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِي دَارِهٖ

تَادِيْبًا وَالْخَشَبَةَ و فعل مجہول را فِعْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ

تَادِيْبًا وَالْخَشَبَةَ اور فعل مجہول کو فِعْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ

گویند و مرفوعش را مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ گویند

کہتے ہیں اور اس کے مرفوع کو مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ کہتے ہیں

قولہ: فعل مجہول، (جو فعل) فاعل کی طرف منسوب نہ ہو اس کو (فعل مجہول) کہتے ہیں اور (فِعلِ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ) بھی اور (مبني للمفعول) بھی، اور ایسے فعل کے مرفوع کو (مفعولِ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ) کہتے ہیں اور (نائب فاعل) بھی

سوال: کیا مفعول بہ کے سوا اور مفعولات بھی نائب فاعل ہوتے ہیں؟

جواب: مفعولات پانچ ہیں۔ ان میں سے مفعول مطلق تاکیدی، مفعول لہ، مفعول معہ نائب فاعل نہیں ہوتے۔ مفعول مطلق نوعی، مفعول مطلق عددی، مفعول فیہ زمانی معین، مفعول فیہ مکانی معین نائب فاعل ہو سکتے

ہیں لیکن اس وقت جب کہ کلام میں مفعول بہ نہ ہو ورنہ نائب فاعل ہونے کے لئے وہ متعین ہے جیسے ضُــرِبَ ضَــرْبٌ شَــدِيْــدٌ يومَ الْجُمْعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ، اس مثال میں مفعول بہ نہیں لہٰذا مفعول مطلق نوعی کو نائب فاعل بنایا گیا۔ ترجمہ: شدید مار ماری گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے۔

ضُـرِبَ ضَرْبَةٌ يَوْمَ الْجُمْعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ، اس میں مفعول مطلق عددی کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ: ایک مار ماری گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے۔

ضُرِبَ يَوْمُ الْجُمْعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا، اس میں مفعول فیہ زمانی معین کو نائب فاعل بنایا گیا۔ ترجمہ: یوم جمعہ کو بضربِ شدید امیر کے سامنے مارا گیا۔ یعنی یوم جمعہ میں امیر کے سامنے ضربِ شدید واقع ہوئی۔

ضُرِبَ اَمَامُ الْاَمِيْرِ يَوْمَ الْجُمْعَةِ ضَرْبًا شَدِيْدًا، اس میں مفعول فیہ مکانی معین کو نائب فاعل بنایا گیا۔ ترجمہ: جمعہ کے دن بضربِ شدید امیر کا سامنا مارا گیا۔ یعنی جمعہ کے دن ضرب شدید امیر کے مواجہ میں واقع ہوئی۔

سوال: آپ نے مفعول فیہ زمانی اور مکانی میں (معین) کی قید کیوں بیان کی؟

جواب: اس لئے کہ غیر معین نائب فاعل نہیں ہوتا جیسے (حین) اور (مکان) چنانچہ (ضُــرِبَ حِيْنٌ) یا (ضُرِبَ مَكَانٌ) نہ کہا جائے گا۔

سوال: مفعول بہ کی دو قسم ہیں:

اوّل: مفعول بہ بلاواسطہ جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا میں زَيْدًا۔

دوم: مفعول بہ بواسطہ جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ میں (زَيْدٍ) تو کیا دونوں مفعول بہ نائب فاعل ہو سکتے ہیں یا صرف اوّل؟

جواب: دونوں نائب فاعل ہوتے ہیں چنانچہ جب مفعول بہ بواسطہ کو نائب فاعل بنایا جائے تو یوں کہیں گے مُرَّ بِزَيْدٍ اس میں (زَيْدٍ) نائب فاعل ہے جو لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع۔

مخفی نہ رہے کہ ہچوں قسم مسائل اس کتاب میں بیان کرنے کے لائق نہیں کیونکہ آج کل کے پڑھنے والے متحمل نہ ہو سکیں گے لیکن دیوبندی مت جدا ہے، یہ فاضلانِ دیوبند ابتدائے کتاب

سے ایسے مسائل بیان کرتے چلے آرہے ہیں اور وہ بھی غلط، **نظر بر آں** طلبہ کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہم نے بھی اب تک مجبوراً بیان کئے اور کریں گے۔

ترکیب

قوله: ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمْعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشْبَةَ. اس میں (ضُرِبَ) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً نائب فاعل، (يَوْمَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (الْجُمْعَةِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (يَوْمَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ زمانی، (اَمَامَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (الْاَمِيْرِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (اَمَامَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مکانی، (ضَرْبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، (شَدِيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، (شَدِيْدًا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، (ضَرْبًا) موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق نوعی، (فِي) حرف جار مبنی بر سکون (دَارِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف، (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے الْاَمِيْرِ، (دَارِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (تَادِيْبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہٗ، (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح (الْخَشْبَةَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہٗ، (ضُرِبَ) فعل اپنے نائب فاعل، مفعول فیہ زمانی، مفعول فیہ مکانی، مفعول مطلق نوعی، ظرف لغو، مفعول لہٗ، مفعول معہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید پر شدید مار پڑی لکڑی سے جمعہ کے دن امیر کے سامنے امیر کے گھر میں ادب سکھانے کے لئے۔

تنبیہ ۱۴۴ تا ۱۴۸

(المصباح المنیر ص:۱۰۹) میں اور (مہر منیر ص:۱۰۰) میں بالفاظ مختلف ہے:

(لیکن اگر جملہ میں مفعول بہ موجود نہ ہو مگر دیگر مفاعیل موجود ہوں تو جس مفعول کو جی چاہے نائب

فاعل بنا کر مرفوع کیا جا سکتا ہے۔ کسی خاص مفعول کی کوئی تخصیص نہیں ہے جیسے ذهب بزید امام الامیر ذهابا یوم الجمعة، زید کو جمعہ کے دن امیر کے سامنے اچھی طرح لے جایا گیا۔ اس مثال میں مفعول بہ موجود نہیں ہے۔ البتہ مفعول فیہ، (ظرف مکان)، مفعول مطلق اور دوسرا مفعول فیہ (ظرف زمان) موجود ہیں، اس لئے جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جا سکتا ہے)

اقول: یہ سب خرافات اور نافہمی پر مبنی ہے۔

اوّلاً: اس لئے کہ (جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل) نہیں بنا سکتے، کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مفعول مطلق تاکیدی مفعول لہٗ، مفعول معہٗ، نائب فاعل نہیں بنائے جاتے ہیں چنانچہ آخریں کے متعلق خود اسی کتاب نحو میر کی اگلی فصل میں آرہا ہے لیکن ان فاضلانِ دیوبند کو نحو میر یاد ہی نہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ یہ کہنا کہ (اس مثال میں مفعول بہ موجود نہیں) باطل ہے کیونکہ (بـزیدٍ) میں (زید) مفعول بہ بالواسطہ تھا جو اس مثال میں نائب فاعل ہے اب اس کے نائب فاعل ہوتے ہوئے دوسرے کو نائب فاعل کس طرح بنایا جا سکتا ہے، کیا نائب فاعل دو ہوں گے؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

ثالثاً: اس لئے کہ مثال مذکور کے مفاعیل کے متعلق یہ عام حکم کہ (جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جا سکتا ہے) صحیح نہیں کہ ان مفاعیل میں (ذَهَابًا) مفعول مطلق تاکیدی ہے جو نائب فاعل نہیں بن سکتا کما فی الرّضی۔

رابعاً: اس لئے کہ اس مفعول مطلق تاکیدی کا یہ ترجمہ کہ (اچھی طرح لے جایا گیا) بھی غلط ہے کیونکہ یہ ترجمہ مفعول مطلق نوعی کا ہے کما مرّ۔

خامساً: اوّل نے مثال کتاب میں واقع (فی دَارِہٖ) کی ضمیر مضاف الیہ کا مرجع (زید) کو قرار دیا ہے یہ غلط ہے **اوّلاً، ثانیاً** اس لئے کہ امیر اپنے گھر بلوا کر پٹوایا کرتا ہے خود کسی کے یہاں اس کام کے لئے نہیں جایا کرتا۔ اس لئے کہ مرجع ضمیر اقرب ہوتا ہے اور اقرب (زید) نہیں مگر ان فاضلِ دیوبند میں اتنی سوجھ بوجھ نہیں ہے، بالیقین سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا ‌ ‌ ‌ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکه فعل متعدی بر چہار قسم است اوّل متعدی بیک

جان لو کہ فعل متعدی چار قسم پر ہے پہلی قسم متعدی بیک

مفعول چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا، دوم متعدی بدو

مفعول جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا، دوسری متعدی بدو

مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں اَعْطٰی وآنچہ

مفعول کہ (اس کے) ایک مفعول پر اکتفاء جائز ہو جیسے اَعْطٰی اور وہ فعل جو

درمعنی او باشد چوں اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا وایں جا اَعْطَیْتُ

اس کے معنی میں ہو جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا اور اس مثال میں اَعْطَیْتُ

زَیْدًا نیز جائز است، سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار

زَیْدًا بھی جائز ہے، تیسری متعدی بدو مفعول کہ (اس کے)

بر یک مفعول روا نباشد وایں در افعال قلوب است چوں

ایک مفعول پر اکتفا جائز نہ ہو اور یہ حکم افعال قلوب میں ہے جیسے

عَلِمْتُ وظَنَنْتُ وحَسِبْتُ وخِلْتُ و زَعَمْتُ ورَأیتُ و

عَلِمْتُ اور ظَنَنْتُ اور حَسِبْتُ اور خِلْتُ اور زَعَمْتُ اور رَأیتُ اور

وَجَدْتُ چوں عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا وظَنَنْتُ زَیْدًا

وَجَدْتُ جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا اور ظَنَنْتُ زَیْدًا

عَالِمًا، چهارم متعدی بسه مفعول چوں اَعْلَمَ واَرَیٰ واَنْبَأَ و

عَالِمًا، چوتھی متعدی بسہ مفعول جیسے اَعْلَمَ اور اَرَیٰ اور اَنْبَأَ اور اَخْبَرَ

اَخْبَرَ وخَبَّرَ ونَبَّأَ وحَدَّثَ چوں اَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًا

اور خَبَّرَ اور نَبَّأَ، اور حَدَّثَ جیسے اَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًا

فَاضِلًا **بدانکه** ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند ومفعول

فَاضِلًا جان لو کہ یہ سب مفاعیل مفعول بہ ہیں اور مفعول

دوم در باب عَلِمْتُ ومفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و

دوم کو باب عَلِمْتُ کے اور مفعول سوم کو باب اَعْلَمْتُ کے اور

مفعول لہٗ ومفعول معہٗ را بجائے فاعل نتوانند نہاد ودیگر ہارا

مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ کو فاعل کے قائم مقام نہیں کر سکتے اور دوسروں کے لئے

شاید ودر باب اَعْطَیْتُ مفعول اوّل بمفعول مالم یسم فاعلہ

یہ حکم درست ہے اور باب اَعْطَیْتُ کا مفعول اوّل مفعول مالم یسم فاعلہ

لائق تر باشد از مفعول دوم

بننے کے لئے زیادہ لائق ہے مفعول دوم سے

سوال: مصنف علیہ الرحمتہ نے فرمایا (چوں اعطی وآنچہ در معنی او باشد) یعنی وہ فعل جو (اَعْطیٰ) کے معنی میں ہو، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: فعل کے (اَعْطیٰ) کے معنی میں ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ فعل (اَعْطیٰ) کی طرح متعدی بدو مفعول ہو اور اس کے دونوں مفعول ایک دوسرے کے مغائر ہوں کہ ایک دوسرے پر حمل صحیح نہ ہو جیسے (اَعْطیٰ) کے دونوں مفعول کا آپس میں حمل صحیح نہیں ہوتا۔ مثال کتاب میں (اَعْطَیْتُ) کا ایک مفعول (زَیْدًا) ہے اور دوسرا (دِرْھَمًا) ان کا آپس میں حمل صحیح نہیں چنانچہ یوں نہیں کہہ سکتے (زَیْدٌ دِرْھَمٌ) اور اس فعل کی مثال جو (اَعْطیٰ) کے معنی میں ہو (کَسَوْتُ) ہے کہ یہ بھی متعدی بدو مفعول ہے جیسے (کَسَوْتُ زَیْدًا ثوبًا) اور اس کے دونوں مفعول ایک دوسرے کے مغائر ہیں کہ ایک کا دوسرے پر حمل درست نہیں چنانچہ یوں نہیں کہہ سکتے (زَیْدٌ ثَوْبٌ) جیسے (زَیْدٌ دِرْھَمٌ) نہیں کہہ سکتے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمتہ نے یہاں پر صرف مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ کے متعلق بیان فرمایا کہ یہ نائب فاعل نہیں ہوتے۔ اب مفعول بہ کے علاوہ دو رہ گئے، مفعول فیہ، اور مفعول مطلق۔ ان کے متعلق فرمایا (و دیگر ہارا شاید) یعنی مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ کے سوا باقی مفعولات کو فاعل کی جگہ رکھ سکتے ہیں، اور باقی یہی دو رہے تو مفعول فیہ اور مطلق دونوں کو فاعل کی جگہ رکھنا صحیح ہوا، اور مفعول مطلق میں تعمیم ہے کہ وہ تاکیدی ہو یا نوعی یا عددی پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ مفعول مطلق تاکیدی نائب فاعل نہیں ہوتا؟

جواب: یہاں پر (دیگر ہا) سے مراد مفعول فیہ اور مفعول مطلق نوعی اور مفعول مطلق عددی ہیں چونکہ یہ کتاب ابتدائی ہے اس لئے تفصیل بیان نہیں فرمائی۔

ترکیب

قوله: اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا. اس میں (اَعْطَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اوّل، (دِرْهَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ دوم، (اَعْطَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو ایک درہم دیا۔

قوله: عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا. اس میں (عَلِمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اوّل، (فَاضِلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (زید) (فَاضِلًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر مفعول بہ دوم، **هکذا فی الفوائد الشافیة**، (عَلِمْتُ) فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو فاضل جانا، لیکن (فَاضِلًا) کو فاعل کے ساتھ ملا کر مفعول بہ قرار دینے پر یہ اعتراض واقع ہوگا کہ مفعول بہ اسم ہوتا ہے اور اسم میں افراد معتبر ہے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دلالت نہ کرے اور (فَاضِلًا) فاعل کے ساتھ مرکب ہے تو اس کو مفعول بہ بنانا درست نہیں۔ **نظر برآں** اگر (فَاضِلًا) کو فاعل کے ساتھ ملا کر موصوف مقدر (رَجُلًا) کی صفت قرار دیا جائے تو یہ اعتراض مذکور وارد نہ ہوگا۔ **هذا مایخطر بالبال و الله تعالٰی اعلم بحقیقة الحال۔**

قوله: ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا. اس میں (ظَنَنْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اوّل، (عَالِمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے زَیْدًا، (عَالِمًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر مفعول بہ دوم (ظَنَنْتُ) فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو عالم گمان کیا۔ اس پر بھی وہی اعتراض اور وہی جواب۔

قوله: اَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا. اس میں (اَعْلَمَ) فعل ماضی معروف مبنی

برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَللّٰہُ) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اوّل (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ دوم، (فَاضِلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے (عَمْرًا) (فَاضِلًا) اس فاعل اپنے فاعل سے مل کر مفعول بہ سوم (اَعْلَمَ) فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) نے زید کو بتایا کہ عمرو فاضل ہے، اس پر بھی وہی اعتراض اور وہی جواب۔

فصل

بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کَانَ وصَارَ وظَلَّ وبَاتَ

جان لو کہ افعال ناقصہ سترہ ہیں کَانَ اور صَارَ اور ظَلَّ اور بَاتَ

واَصْبَحَ واَمْسیٰ وعَادَ واٰضَ وغَدَا ورَاحَ ومَازَالَ و

اور اَصْبَحَ اور اَمْسیٰ اور عَادَ اور آضَ اور غَدَا اور رَاحَ اور مَازَالَ اور

مَاانْفَكَّ ومَا بَرِحَ ومَافَتِیَٔ ومَادَامَ ولَیْسَ این افعال بفاعل

مَا انْفَكَّ اور مَا بَرِحَ اور مَافَتِیَٔ اور مَادَامَ اور لَیْسَ، یہ افعال اکیلے فاعل کے ساتھ

تنہا تمام نشوند ومحتاج باشند بخبرے بدیں سبب اینہا را

تمام نہیں ہوتے اور محتاج ہوتے ہیں خبر کے اسی سبب سے ان کو

ناقصہ گویند ودر جملہ اسمیہ روند ومسند الیہ را برفع کنند ومسند

ناقصہ کہتے ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ کو رفع کرتے ہیں اور مسند

رابنصب چوں کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا ومرفوع رااسم کان گویندو

کو نصب جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا اور مرفوع کو اسم کَانَ کہتے ہیں اور

منصوب راخبر کَانَ وباقی رابریں قیاس کن **بدانکه**

منصوب کو خبر کَانَ، اور باقی کو اسی پر قیاس کر لو، جان لو کہ

بعضے ازیں افعال دربعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں

ان افعال میں سے بعض افعال بعض حالتوں میں اکیلے فاعل کے ساتھ تمام ہو جاتے ہیں جیسے

کَانَ مَطَرٌ شدباراں بمعنی حَصَلَ واورا کَانَ تامہ گویند

کَانَ مَطَرٌ بارش ہوئی یہ بمعنی حَصَلَ ہے. اور اس کو کَانَ. تامہ کہتے ہیں

وکَانَ زائدہ نیز باشد

اور کَانَ زائدہ بھی ہوتا ہے

قوله: (عَادَ) فعل ناقص بمعنی (صَارَ) آتا ہے جیسے (عَادَ زَیْدٌ غَنِیًّا) زید مالدار ہوگیا، اور فعل تام بھی ہے بمعنی (رَجَعَ) جیسے (عَادَ زَیْدٌ) زید لوٹ گیا۔

آیت کریمہ (و قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِنْ اَرْضِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِی مِلَّتِنَا) میں (لَتَعُوْدُنَّ) مضارع اسی (عَادَ) ناقص کا ہے۔

دیوبندی امت کے حکیم معنوی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، اور ہندی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند وغیرہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کرنے والوں سے اس مقام پر خطائے عظیم صادر ہوئی کہ اس (لَتَعُوْدُنَّ) کو (عَادَ) فعل تام کا مضارع سمجھ

کر فعل تام کا ترجمہ کر گئے جس سے رسولوں پر کفر کی تہمت لگ گئی حالانکہ یہ پاک ہستیاں کفر سے اجماعاً منزہ ہوتی ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے:

(اوران کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ)

(اس پھر آجاؤ) سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ رسول پہلے کفار کے مذہب پر تھے اوران کا مذہب کفری تھا **العیاذُ باللّٰہ!**

تف بریں ترجمہ ناپاک وبریں گندہ خیال

اوردیوبندی شیخ الہند صاحب کا ترجمہ یہ ہے:

''اورکہا کافروں نے اپنے رسولوں کو کہ ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یالوٹ آؤ ہمارے دین میں''

اس (لوٹ آؤ) سے بھی یہی مفہوم تو ہوا کہ رسول پہلے اُن کے دین میں تھے، اوران کا دین کفری تھا تو رسول پہلے کفری دین میں تھے، معاذ اللہ!

خاکش بدہن

یہ خطائے عظیم ان سے کیوں سرزد ہوئی اس لئے کہ ان حضرت کو نحو میر مستحضر نہ تھی نیز یہ صاحبان رسول کو اپنا جیسا بشر سمجھتے تھے جیسے کہ کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ صحیح ترجمہ وہ ہے جو **مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملّت طاہرہ** اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے فرمایا، وہ یہ ہے:

''اورکافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ''

ناظرین! اسی پر بس نہیں ان دو صاحبان نے اپنے ترجمے میں خداوند قدوس کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس کی ذات پاک پر بھی جہل کا دھبہ لگا گئے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو پارہ سیقول میں آیت کریمہ:

(**وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ**) کا ترجمہ تھانوی صاحب نے بایں الفاظ کیا ہے:

''اور جس سمت قبلہ آپ رہ چکے ہیں یعنی بیت المقدس میں وہ تو محض اس مصلحت کے لئے تھا کہ (ہم کو معلوم ہو جائے) کہ کون تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے''

اس (ہم کو معلوم ہو جائے) سے مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے سے معلوم نہ تھا بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے

سے معلوم ہوا کہ فلاں نے رسول کی پیروی کی اور فلاں نے گریز کیا۔ استغفر اللہ!

اور شیخ الہند نے بایں الفاظ ترجمہ کیا:

''اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں''

اس (معلوم کریں) سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ مقرر کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا مقرر کرنے کے بعد معلوم ہوا اور جب مقرر کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا تو علم کی نفی ہوگئی، اور علم کی نفی کہتے ہیں جہل کو تو معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! ان دونوں صاحبان کے نزدیک اللہ عزوجل پہلے متصف بالجہل تھا، قبلہ مقرر کرنے کے بعد متصف بالعلم ہوا۔

لاحول ولا قوة اِلّا باللّٰه العلیّ العظیم وسبحان اللّٰه عما یصفانه به من الجهل الذمیم۔

اس خطائے قبیح تر کا صدور کیوں ہوا؟ اس لئے کہ دیوبندی صاحبان اللہ عزوجل کو بھی اپنا جیسا سمجھتے ہیں۔ بایں معنی کہ تمام وہ عیوب اور تمام وہ قبائح جن کے ساتھ یہ متصف ہو سکتے ہیں جیسے ظلم وستم، کذب و غداری، فریب و بدکاری وغیرہ اللہ عزوجل بھی ان کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ یہ تو ان عیوب کے ساتھ متصف ہوتے رہتے ہیں اور وہ متصف ہوسکتا ہے، ہوتا نہیں، اور اس فرق کی وجہ یہ کہ جیسے اللہ عزوجل متصف ہوسکتا ہے، ہوتا نہیں، اگر یہ بھی متصف ہو سکتے ہوں، ہوتے نہ ہوں، تو دونوں برابر ہو جائیں گے، اور برابری باطل، تو یہ فرق لابدی ہوا:

تیر بر جاہ انبیا انداز — طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی وانچہ دانی گو — بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

اور (کَانَ) زائدہ بھی آتا ہے اور زائدہ اس کو کہتے ہیں جس کا عدم معنی مقصود کے لئے مخل نہ ہو، یہ درمیان کلام میں ہوتا ہے اوّل میں نہیں جیسے اس آیت کریمہ میں **کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا،**

ترجمہ: ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے اس کی تفصیل ''البشیر الکامل'' میں ملاحظہ ہو۔

ترکیب

قوله: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا. اس میں (کَانَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم کان، (قَائِمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ

واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم کان، (قَائِمًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، (کَانَ) فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کھڑا تھا۔

قولہ: کَانَ مَطَرٌ . اس میں (کَانَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل تام) صیغہ واحد مذکر غائب (مَطَرٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، (کَانَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بارش ہوئی۔

تنبیہ ۱۴۹ تا ۱۵۴

(المصباح المنیر ص: ۱۱۴) میں اور (مہر منیر ص: ۱۰۴) میں فعل ناقص کی تعریف بایں طور کی ہے کہ (فعل ناقص ایسے فعل کو کہتے ہیں جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصدر کے علاوہ کوئی دوسری صفت ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہوں)

پھر فعل تام کی تعریف بایں طریق کہ

(فعل تام اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے فاعل کے لئے اپنے مصادر کی صفات کو ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ (ضَرَبَ زَیْدٌ) میں (ضَرَبَ) اپنے فاعل یعنی زید کے لئے صفت ضرب ثابت کرتا ہے)

اقول: فعل تام کی یہ تعریف غلط ہے کیونکہ فعل تام کا خود مصدر فاعل کے لئے ثابت ہوتا ہے نہ مصدر کی صفت چنانچہ (ضَرَبَ زَیْدٌ) میں (ضَرَبَ) فعل تام ہے زید کے لئے اس کے مصدر (ضَرْبٌ) کا اثبات ہوا نہ (ضَرْبٌ) مصدر کی صفت کا۔

پھر فاضلِ دیوبند نمبر اوّل کی اردوئے معلّی ملاحظہ ہو کہ فعل ناقص اور فعل تام کی تعریف مذکور میں (فعل) مفرد کے لئے (وضع کئے گئے ہوں) اور (ثابت کرتے ہیں) صیغہ جمع استعمال کئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو پرائمری اسکول میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

پھر فاضل دیوبند نمبر دوم نے ص: ۱۰۵ پر مَا انْفَکَّ کی مثال پیش کی ہے۔ مَا انْفَکَّ بکرٌ بلدۃ بایں ترجمہ کہ (بکر اپنے شہر سے جدا نہیں ہوا)

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فاضل دیوبند (مَا انْفَکَّ) فعل ناقص کے معنیٰ نہیں سمجھے، اسی واسطے غلط مثال پیش کردی۔

غلط اس لئے کہ (مَا انْفَکَّ) فعل ناقص کی خبر اس کے اسم پر محمول ہوا کرتی ہے اور مثال مذکور میں (بکر

اسم ہے اور (بلدۃ) خبر، جس کا اسم پر حمل درست نہیں۔

اور معنی نہ سمجھنا اس لئے کہ یہ فعل ناقص اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے اسم کے لئے اس کی خبر کا ثبوت بالاستمرار ہے جب سے اسم خبر کے ساتھ متصف ہوا، جیسے (مَا انفَكَّ بكرٌ فَاضِلًا) کے معنی ہیں کہ بکر کے لئے فضیلت کا ثبوت مستمر ہے یعنی جب سے فضیلت کے ساتھ متصف ہوا اس وقت سے اب تک فضیلت کے ساتھ موصوف ہے، اگر یہ معنی سمجھے ہوتے تو مثال مذکور نہ پیش کرتے۔

پھر اوّل نے ص: ۱۱۵ پر اور دوم نے ص: ۱۰۶ پر (مَادَامَ) فعل ناقص کی مثال اوّل نے (اِجْلِسْ مَادَامَ شَاهِدٌ جَالِسًا) پیش کی ہے اور دوم نے (اِجْلِسْ مَادَامَ زَيْدٌ جَالِسًا) اور ترکیب یوں کی ہے (اِجْلِسْ) فعل با فاعل (مَادَامَ) فعل ناقص (شَاهِدٌ) یا (زَيْدٌ) اس کا اسم (جَالِسًا) خبر، فعل ناقص باسم وخبر جملہ فعلیہ یا (جملہ فعلیہ خبریہ) بتاویل مفرد ظرف، فعل (اِجْلِسْ) کا، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ سب از قبیل خرافات ہے۔

اوّلاً: اس لئے کہ ترکیب میں یہ کہنا کہ (مَادَامَ) فعل ناقص غلط ہے کیونکہ اس میں (مَا) مصدریہ ہے اور (دَامَ) فعل ہے پورا فعل ناقص نہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ (جَالِسًا) اسم فاعل کو بدون ضم فاعل خبر قرار دینا غلط ہے **کما مر**۔ یہ غلطی ان فاضلانِ دیوبند سے بکثرت واقع ہوئی ہے، ہم نے بعض مقامات پر اس کا ذکر کیا ہے، متروکہ مقامات کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

ثالثاً: اس لئے کہ یہ کہنا (جملہ فعلیہ یا جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ظرف فعل (اِجْلِسْ) کا) نیز غلط ہے کیونکہ جملہ بتاویل مفرد ظرف نہیں ہوتا۔ اس کی صحیح ترکیب یوں ہے:

(اِجْلِسْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (مَا) مصدریہ مبنی بر سکون موصول حرفی (دَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (شَاهِدٌ) یا (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (جَالِسًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، (جَالِسًا) اسم فاعل اپنے

فاعل سے مل کر خبر، (دَامَ) فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، (مَـا) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوا (وقت) مضاف مقدر کا مجرور محلا (وقت) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (اِجْلِسْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: بیٹھو زید کے بیٹھے رہنے تک۔

پھر اوّل نے ص:۱۱۶ پر آیت کریمہ كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا کا ترجمہ کیا ہے (بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے)

یہ بھی غلط ہے کہ (مهد) کے معنی (گود) نہیں (مهد) پالنے کو کہتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکه افعال مقاربه چهار است عَسىٰ وكَادَ وكَرَبَ

جان لو کہ افعال مقاربہ چار ہیں عَسىٰ اور كَادَ اور كَرَبَ

واَوْشَكَ واین افعال در جمله اسمیه روند چوں كان اسم را

اور اَوْشَكَ اور یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے كان اسم کو

برفع کنند وخبر رابنصب اِلّا انکه خبر اینها فعل مضارع باشد

رفع کرتے ہیں اور خبر کو نصب لیکن ان کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے

بااَنْ چوں عَسىٰ زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ یا بے اَنْ چوں عَسىٰ

اَنْ کے ساتھ جیسے عَسىٰ زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ یا بغیر اَنْ جیسے عسیٰ

زَیْدٌ یَخْرُجُ وشاید کہ فعل مضارع باأنْ فاعل عَسیٰ باشدو

زَیْدٌ یَخْرُجُ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فعل مضارع مع اَنْ عَسیٰ کا فاعل ہو اور

احتیاج بخبر نیفتد چوں عَسیٰ اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ درمحل رفع

احتیاج خبر کی نہ پڑے جیسے عَسیٰ اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ یہ فعل مضارع مع اَنْ محل رفع میں ہے

بمعنی مصدر

بمعنی مصدر ہوکر

قوله: افعال مقاربہ، برمذہب جمہور افعال مقاربہ عمل میں افعال ناقصہ کی طرح ہیں لیکن ان میں یہ قید ہے کہ ان کی خبر فعل مضارع با(اَنْ) یا بدون (اَنْ) ہوتی ہے اور افعال ناقصہ اس قید کے ساتھ مقید نہیں اسی واسطے ان کو مصنف علیہ الرحمتہ نے افعال ناقصہ کے بعد بیان فرمایا۔ ان چاروں کو افعال مقاربہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خبر کا حصول اسم کے لئے قریب ہے پھر حصول قرب کی تین قسم ہیں:

اوّل: یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار امید متکلم ہو، اس کے لئے (عَسیٰ) آتا ہے۔

دوم: یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار جزم متکلم ہو اس کے لئے (کَادَ) آتا ہے۔

سوم: یہ کہ متکلم کو اس پر جزم ہو کہ فاعل نے تحصیل خبر شروع کر دی اس کے لئے (کَرَبَ) اور اَوْشَكَ آتے ہیں، اور انہیں کے ہم معنی تین اور بھی ہیں (جَعَلَ) اور (طَفِقَ) اور (اَخَذَ) جن کو مصنف علیہ الرحمتہ نے ذکر نہیں فرمایا۔

ترکیب

قوله: عَسیٰ زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ. اس میں (عَسیٰ) فعل مقاربہ مبنی بر فتح مقدر (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (یَخْرُجَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز

منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، (یَخْرُجَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر خبر، منصوب محلاً (عَسٰی) فعل مقاربہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔

قوله: عَسٰي زَيْدٌ يَخْرُجُ. اس میں (عسٰی) فعل مقاربہ مبنی بر فتح مقدر، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (یَخْرُجُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، (یَخْرُجُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلاً (عَسٰی) فعل مقاربہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: امید کہ زید عنقریب نکلے گا۔

قوله: عَسٰي اَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ. اس میں (عسٰی) فعل مقاربہ مبنی بر فتح مقدر، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (یَخْرُجَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (یَخْرُجَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (اَنْ) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر فاعل مرفوع محلاً (عَسٰی) فعل مقاربہ اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہوا۔

تنبیہ[155]

(المصباح المنیر ص: ۱۱۷) اور (مہر منیر ص: ۱۰۷و۱۰۸) میں (عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ) اور (عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ) کی ترکیب بایں طور کی ہے کہ (یَخْرُجَ) کو فاعل کے ساتھ ملا کر بتاویل مفرد قرار دیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے اور یہ غلطی اس پر مبنی ہے کہ ماقبل میں عبارت نحو میر کا مطلب نہیں سمجھا کما مرّ۔ فعل مضارع بغیر (اَنْ) کے تاویل میں مفرد کے نہیں ہوتا ہے بلکہ (اَنْ) کا صلہ ہو کر مجموعہ بتاویل مفرد ہوتا ہے، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً ۔۔۔ حال طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکه افعال مدح وذم چہار است نِعْمَ وحَبَّذا برائے

جان لو کہ مدح و ذم کے افعال چار ہیں نِعْمَ اور حَبَّذَا

مدح و بِئْسَ وسَاءَ برائے ذم وہر چہ مابعد فاعل باشد آنرا

مدح کے لئے ہیں اور بِئْسَ اور سَاءَ واسطے ذم کے اور جو اسم ان کے فاعل کے بعد ہوتا ہے اس کو

مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند وشرط آں است کہ

مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور ما سوائے حَبَّذَا کی شرط یہ ہے کہ

فاعل معرّف بلاّم باشد چوں نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ یا مضاف

فاعل معرّف بلام ہو جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ یا مضاف ہو

بسوئے معرف بلاّم باشد چون نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ

معرّف بلام کی طرف جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ

یا ضمیر مستتر ممیّز بنکرہ منصوبہ چوں نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ فاعل نِعْمَ

یا فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرۂ منصوبہ جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ اس میں فاعل نِعْمَ کا

هو است مستتر در نِعْمَ ورَجُلًا منصوب است بر تمیز زیرا که

ہو جو پوشیدہ ہے نِعْمَ میں اور رَجُلًا منصوب ہے بنا بر تمیز اس لئے کہ

هو مبهم است وحَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فعل مدح است وذا

ہو مبہم ہے اور حَبَّذَا زَیْدٌ حَبَّ فعل مدح ہے اور ذا

فاعل او وزید مخصوص بالمدح وہم چنیں بِئْسَ الرَّجُلُ

فاعل اس کا اور زید مخصوص بالمدح اور اسی طرح بِئْسَ الرَّجُلُ

زَيْدٌ وسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو

زَیْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو

ترکیب

قولہ: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ. اس میں (نِعْمَ) فعل مدح مبنی بر فتح (اَلرَّجُلُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (نِعْمَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلاً (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح، مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: خوب مرد ہے زید، یہ فاعل کے معرف بلام ہونے کی مثال ہے۔

(۲) نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ. اس میں (نِعْمَ) فعل مدح مبنی بر فتح (صَاحِبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (اَلْقَوْمِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (صَاحِبُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (نِعْمَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلاً (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ:

خوب مصاحب قوم ہے زید، یہ فاعل کے بسوئے معرّف بلام مضاف ہونے کی مثال ہے۔

(۳) نِعمَ رَجُلاً زَیْدٌ. اس میں (نِعْمَ) فعل مدح مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ممیّز، (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر فاعل، مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر (نِعْمَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم مرفوع محلاً (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ فاعل کے ضمیر مستتر ممیّز بنکرہ منصوبہ ہونے کی مثال ہے۔

(۴) حَبَّذَا زَیْدٌ. اس میں (حَبَّ) فعل مدح مبنی بر فتح (ذَا) اسم اشارہ مبنی بر سکون فاعل مرفوع محلاً (حَبَّ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: خوب ہے یہ زید۔

(۵) بِئسَ الرَّجل زَیْدٌ. اس میں (بِئسَ) فعل ذم مبنی بر فتح (اَلرَّجُلُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (بِئسَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، مرفوع محلاً (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر، اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: برا ہے مرد زید۔

(۶) سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو. اس میں (سَاءَ) فعل ذم مبنی بر فتح (اَلرَّجُلُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (سَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، مرفوع محلاً، (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: برا ہے مرد عمرو۔

(۷) بِئسَ صَاحِبُ القَوم زَیْدٌ. اس میں (بِئسَ) فعل ذم مبنی بر فتح (صَاحِبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (اَلْقَوْمِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (صَاحِبُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (بِئسَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، مرفوع محلاً، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: برا ہے مصاحب قوم زید۔

(۸) بِئسَ رَجُلًا زَیْدٌ. اس میں (بِئسَ) فعل ذم مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ممیّز، (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (بِئسَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، مرفوع محلاً

(زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹) سَاءَ صَاحِبُ الْقَوْمِ عَمْرٌو. اس میں (سَاءَ) فعل ذم مبنی بر فتح (صَاحِبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (اَلْقَوْمِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (صَاحِبُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (سَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلاً (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: برا ہے مصاحب قوم عمرو۔

(۱۰) سَاءَ رَجُلًا عَمْرٌو. اس میں (سَاءَ) فعل ذم مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ممیز، (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، (سَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلاً (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۱۵۶ تا ۱۶۱
تنبیہ

(المصباح المنیر ص: ۱۱۸ و ۱۱۹) میں اور (مہر منیر ص: ۱۰۹ و ۱۱۰) میں نمبر وار اوّل پانچ مثالوں کی ترکیب کی ہے اور چھٹی مثال کی ترکیب ترک کردی اس پر کوئی گرفت نہیں کی جاسکتی۔ لیکن ترکیب دونوں صاحبان نے غلط کی ہے چنانچہ اوّل صاحب نے اوّل مثال کی ترکیب میں (نِعْمَ الرَّجُلُ) کو خبر مقدم اور (زید) کو مبتدا قرار دے کر فرمایا (مبتدا و خبر جملہ انشائیہ ہوا) اور دوسرے صاحب نے فرمایا (مبتدا خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)

اقول: یہ سب غلط ہے جس پر مبتدی ہنستے ہیں۔

اوّلاً: اس لئے کہ یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے انشائیہ نہیں انشائیہ تو اس جملہ کی خبر ہے چنانچہ محرم آفندی جلد دوم ص: ۴۱۹ میں ہے فعلى الوجه الاوّل نعم الرّجل زيد جملة واحدة اى اسميّة خبرية مركبة من المبتداء والجملة الفعليّة الانشائية۔

ثانیاً: اس لئے کہ مبتدا و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوتا ہے نہ فعلیہ یہ بات تو شروع نحو میر میں گذر گئی مگر ان فاضلانِ دیوبند کو یاد نہیں رہی، اور مثال دوم (نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ) کے متعلق دونوں صاحبان نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اسی طرح مثال سوم (نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ) کے متعلق دونوں

صاحبان نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اور مثال چہارم (حَبَّذَا زَيْدٌ) کے متعلق اوّل صاحب نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا) اور دوسرے صاحب نے وہی کہ (مبتدا خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اور مثال پنجم کے متعلق پھر دونوں صاحبان ہم زبان ہو گئے دونوں نے فرمایا (مبتدا خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)

غرضکہ مبتدا و خبر کو ملا کر جملہ فعلیہ کہنا ایسی غلط بیانی ہے جو دیوبندی صاحبان کے سوا کسی اور سے نہیں سنی گئی، نہ اس دور میں نہ سنین ماضیہ میں، اب ناظرین خود غور کر لیں کہ یہ ہر دو فاضلانِ دیوبند حدیث ذیل کی زد میں آتے ہیں یا نہیں۔ يَكُونُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَالَمْ تَسْمَعُوا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ ترجمہ: آخری زمانے میں دھوکے باز غلط بیانی کرنے والے ہوں گے۔ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے آباء نے تو تم اپنے آپ کو ان سے دور رکھنا اور ان کو اپنے آپ سے، وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل

بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از مصدر ہر ثلاثی مجرد باشد

جان لو کہ افعال تعجب دو صیغے ہوتے ہیں ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے

اوّل مَا اَفْعَلَهٗ چوں مَا اَحْسَنَ زَيْدًا چہ نیکو است زید

اوّل مَا اَفْعَلَهٗ جیسے مَا اَحْسَنَ زَيْدًا کیسا اچھا ہے زید

تقدیرش اَیُّ شَيْءٍ اَحْسَنَ زَيْدًا مَا بمعنی اَیُّ شَيْءٍ است

اس کی اصل بمعنی اَیُّ شَيْءٍ اَحْسَنَ زَيْدًا ہے مَا بمعنی اَیُّ شَيْءٍ ہے

در محل رفع با بتدا و اَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل اَحْسَنَ

محل رفع میں بوجہ ابتدا اور اَحْسَنَ محل رفع میں خبر مبتدا ہے اور فاعل اَحْسَنَ کا

ھو است درو مستتر و زیدًا مفعول بہ دوم اَفْعِلْ بِہٖ چوں

ھو ہے جو اس میں پوشیدہ اور زَیْدًا مفعول بہ دوم اَفْعِلْ بہ جیسے

اَحْسِنْ بِزَیْدٍ صیغہ امر است بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَیْدٌ

اَحْسِنْ بِزَیْدٍ (یہ اَحْسِنْ) صیغہ امر ہے بمعنی خبر (یعنی ماضی) اس کی اصل ہے اَحْسَنَ زَیْدٌ

ای صَارَ ذَا حُسْنٍ و با زائدہ است

بمعنی صَارَ ذَا حُسْنٍ اور با زائدہ ہے

قولہ: ثلاثی مجرد،

سوال: ثلاثی مجرد کہنے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ثلاثی مزید اور رباعی مجرد، اور مزید، سے یہ صیغے نہیں آتے تو اگر ان سے فعل تعجب بنانا ہو تو کیا طریقہ ہے؟

جواب: جی ہاں، ان سے فعل تعجب کے یہ صیغے نہیں آتے۔ ان سے فعل تعجب بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ (مَا اَشَدَّ) کے بعد ان کا مصدر منصوب مضاف ذکر کیا جائے جیسے مَا اَشَدَّ اِسْتِخْرَاجَ زَیْدٍ یہ ثلاثی مزید کی مثال ہے۔ ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا نکالنا۔

مَا اَشَدَّ دَحْرَجَةَ زَیْدٍ یہ رباعی مجرد کی مثال ہے۔ ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا لڑکانا۔

مَا اَشَدَّ تَسَرْبَلَ زَیْدٍ. یہ رباعی مزید کی مثال ہے۔ ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا کرتا پہننا، یہ (اَشَدَّ) اس وقت ذکر کریں گے جب کہ مقصود شدت ہو، اور اگر ضعف مقصود ہے تو (اَشَدَّ) کے بجائے (اَضْعَفَ) ذکر کیا جائے گا۔

سوال: جو مصدر (لـون) کے معنی پر دلالت کرتا ہو یا عیب ظاہری پر تو کیا اس سے بھی پہلے ذکر کردہ دو صیغے آتے ہیں؟

جواب: جی نہیں، اس سے بھی فعل تعجب بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ (مَا اَشَدَّ) کے بعد یا (مَا اَضْعَفَ) وغیرہ کے بعد اس مصدر کو منصوب مضاف کر کے ذکر کریں جیسے (مَا اَشَدَّ حُمْرَةَ زَیْدٍ) ترجمہ: زید کی سرخی کیسی گہری ہے، اور

(مَا اَقْبَحَ عَرَجَ زَیْدٍ) ترجمہ: زید کی لنگ کس قدر بری ہے۔ اسی طرح ان سب سے دوسرا صیغہ بنایا جائے گا جیسے اَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِ زَیْدٍ، اَشْدِدْ بِدَحْرَجَةِ زَیْدٍ، اَشْدِدْ بِتَسَرْبُلِ زَیْدٍ، اَشْدِدْ بِحُمْرَةِ زَیْدٍ، اَقْبِحْ بِعَرَجِ زَیْدٍ۔

ترکیب

قوله: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا. اس میں (ما) اسمیہ برائے استفہام مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون، (اَحْسَنَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (اَحْسَنَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیسا اچھا ہے زید۔

اَحْسِنْ بِزَیْدٍ. اس میں (اَحْسِنْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون بمعنی (اَحْسَنَ) ماضی، (با) حرف جار زائد مبنی بر کسر (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً فاعل، (اَحْسِنْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیسا اچھا ہے زید۔

اَحْسَنَ زَیْدٌ. اس میں (اَحْسَنَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (اَحْسَنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَیْ صَارَ ذَا حُسْنٍ. اس میں (اَیْ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (صَارَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (فعل ناقص) اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم، مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے زید، (ذَا) اسمائے ستہ مکبرہ سے منصوب بالف مضاف، (حُسْنٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (ذَا) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، (صَارَ) فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔ ترجمہ: زید

حسین ہوگیا، یہ دونوں جملے خبریہ ہیں، انشائیہ نہیں، انشاء کے معنی میں اَحْسِنْ بِزَیْدٍ مستعمل ہے، نہ یہ دونوں۔

تنبیہ ۱۶۲ تا ۱۶۳

(مہر منیر ص:۱۱۰) میں ہے کہ (اگر رنگ اور عیب کے معنی پائے جائیں تو ثلاثی مجرد سے اور ثلاثی مزید اور رباعی سے بھی تعجب کے لئے مصدر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جو مَا اشدَّ، مَا اَقْبح، مَا اَضعَفَ یا مَا اَحْسَنَ کے بعد بطور مفعول کے یا کسی حرف جر کا مجرور بنا کر لایا جاتا ہے جیسے مَا اَشَدَّ صَمَمَہٗ اس کا بہرا پن کتنا سخت ہے اور مَا اَقْبَحَ مِنْ عَوَجِہٖ اس کا لنگڑا پن کتنا برا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ اس وزن یعنی (اَفْعَلَہٗ) میں مصدر کو حرف جار کا مجرور بنا کر نہیں لایا جاتا بلکہ منصوب ذکر کرتے ہیں جس کی مثالیں ہم بیان کر چکے، مصدر کو حرف جار کا مجرور بنا کر وزن (اَفْعِلْ) میں لایا جاتا ہے اور وہ بھی حرف جار (با) کا نہ (مِنْ) کا، لہٰذا (مَا اَقْبَحَ مِنْ عَوَجِہٖ) مثال غلط ہے، صحیح یوں ہے (مَا اَقْبَحَ عَوَجَهٗ) اتنا نہیں سمجھے کہ حرف جار لانے سے (مَا اَفْعَلَہٗ) کا وزن باقی نہیں رہے گا۔

(پھر المصباح المنیر ص:۱۲۰) میں دوسرے وزن (اَفْعِلْ بِہٖ) کے متعلق ہے کہ

(یہ صیغہ اگرچہ امر حاضر کا ہے مگر معنی کے لحاظ سے ماضی کے معنی دیتا ہے جیسا کہ صاحب نحو میر نے فرمایا کہ (اَحْسِنْ بِزَیْدٍ) معنی میں (اَحْسَنَ زَیْدٌ) کے ہے لہٰذا (اَحْسِنْ) صیغہ امر جملہ انشائیہ (اَحْسَنَ) فعل ماضی جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے)

یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے تو اَحْسِنْ بِزَیْدٍ جملہ انشائیہ نہ ہوا، حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ شروع کتاب میں اس کو جملہ انشائیہ کی مثال میں بیان فرما چکے ہیں، اوّل فاضلِ دیوبند کی طرح یہ فاضلِ دیوبند بھی نہیں سمجھے، بات یہ ہے کہ تعجب اس چیز پر ہوا کرتا ہے جو زمانہ ماضی میں متحقق ہو چکی ہوتی ہے اور مستمر بھی ہوتی ہے **کما فی التکملۃ** ص:۵۲۶، **نظر بر آں** (اَحْسِنْ) کو باعتبار اصل بمعنی (اَحْسَنَ) لیا گیا تا کہ انشائے تعجب گذشتہ مستمر پر ہو، نہ یہ کہ تعجب میں استعمال ہونے کے وقت جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے جیسے کہ یہ فاضلِ دیوبند سمجھ بیٹھے، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ — حال طفلاں زبوں شدہ است

باب سوم در عمل اسمائے عاملہ وآں یازدہ قسم است

تیسرا باب اسمائے عاملہ کے عمل کے بیان میں اور وہ گیارہ قسم پر ہیں

اوّل اسمائے شرطیہ بمعنی اِنْ وآں نہ است مَنْ ومَا واَیْنَ و

پہلی قسم اسمائے شرطیہ جو اِنْ کے معنی کو متضمن اور وہ نو ہیں مَنْ اور مَا اور اَیْنَ اور

مَتٰی واَیٌّ واَنّٰی واِذْمَا وحَیْثُمَا ومَهْمَا فعل مضارع را بجزم

مَتٰی اور اَیٌّ اور اَنّٰی اور اِذْمَا اور حَیْثُمَا اور مَهْمَا فعل مضارع کو جزم

کنند چوں مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ ومَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ واَیْنَ

کرتے ہیں جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ اور اَیْنَ

تَجْلِسْ اَجْلِسْ ومَتٰی تَقُمْ اَقُمْ واَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ

تَجْلِسْ اَجْلِسْ اور مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ اور اَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ

واَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ واِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ وحَیْثُمَا

اور اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ اور اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ اور

تَقْصِدْ اَقْصِدْ ومَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ

حَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ اور مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ

سوال: اِذَا بھی معنیٔ (اِنْ) کو متضمن ہو کر اسمائے شرطیہ میں داخل ہے، پھر اس کو کیوں شمار نہیں فرمایا؟

جواب: یہاں پر اُن اسمائے شرطیہ کا بیان ہے جو عمل کرتے ہیں اور (اِذَا) عمل نہیں کرتا، اسی واسطے یہاں پر ذکر نہیں کیا گیا۔

ترکیب

قوله: مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ. اس میں (مَنْ) اسم شرط مبنی بر سکون منصوب محلا مفعول بہ مقدم (تَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح، (تَضْرِبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (اَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَضْرِبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جس کو تو مارے گا، میں ماروں گا۔

قوله: مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ. اس میں (مَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون، (تَفْعَلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَفْعَلْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَفْعَلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَفْعَلْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جو تو کرے گا، میں کروں گا۔

قوله: اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ. اس میں (اَيْنَ) اسم شرط مفعول فیہ مقدم، منصوب محلا مبنی بر فتح (تَجْلِسْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَجْلِسْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَجْلِسْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (اَجْلِسْ) فعل اپنے فاعل

سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں تو بیٹھے گا، میں بیٹھوں گا۔

قولہ: مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ. اس میں (مَتٰی) اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَقُمْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَقُمْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَقُمْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (اَقُمْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو کھڑا ہوگا، میں کھڑا ہوں گا۔

قولہ: اَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ. اس میں (اَیَّ) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح منصوب لفظا اسم شرط مضاف، (شَیْءٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، (اَیَّ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم (تَاْکُلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَاْکُلْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اٰکُلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (اٰکُلْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جو تو کھائے گا، میں کھاؤں گا۔

قولہ: اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ. اس میں (اَنّٰی) اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون، (تَکْتُبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَکْتُبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَکْتُبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَکْتُبْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں تو لکھے گا، میں لکھوں گا۔

قولہ: اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ. اس میں (اِذْمَا) اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تُسَافِرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ

جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تُسَافِرْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اُسَافِرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اُسَافِرْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو سفر کرے گا، میں کروں گا۔

قوله: حَيْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ. اس میں (حَيْثُمَا) اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون (تَقْصِدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَقْصِدْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَقْصِدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اَقْصِدْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں کا تو قصد کرے گا، میں کروں گا۔

قوله: مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ. اس میں (مَهْمَا) اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون (تَقْعُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَقْعُدْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (اَقْعُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اَقْعُدْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا، ترجمہ: جب تو بیٹھے گا، میں بیٹھوں گا۔

تنبیہ ۱۶۴ تا ۱۷۱

(مہر منیر ص: ۱۱۱ و ۱۱۲) پر (مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ) کی ترکیب میں لکھا ہے کہ (شرط جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا) اور باقی سات مثالوں کے متعلق لکھا کہ (حسب سابق) یعنی وہ بھی جملہ فعلیہ شرطیہ ہیں۔

اقول: نحات بصریہ کے نزدیک جملہ کی صرف تین قسم ہیں اسمیہ، فعلیہ، ظرفیہ۔ علامہ زمخشری نے ایک قسم (شرطیہ) کا اضافہ کیا جس کی تفصیل البشیر الکامل کے دیباچہ میں مذکور ہے۔

الغرض جملہ مذکورہ نحات بصریہ کے نزدیک جملہ فعلیہ ہے شرطیہ نہیں یہ قسم ان کے بعد حادث ہوئی اور زمخشری کے مسلک پر یہ جملہ مذکورہ جملہ شرطیہ ہے فعلیہ نہیں، ان فاضلِ دیوبند نے جملہ مذکورہ میں دونوں جمع کردیے جو کسی مسلک پر درست نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں هَيْهَاتَ وشَتَّانَ و
دوسری قسم اسمائے افعال جو ماضی کے معنی میں جیسے هَيْهَاتَ اور شَتَّانَ اور
سَرْعَانَ اسم رابنا بر فاعلیت برفع کنند چوں هَيْهَاتَ يَوْمُ
سَرْعَانَ اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع کرتے ہیں جیسے هَيْهَاتَ يَوْمُ
الْعِيْدِ ای بَعُدَ سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چوں
الْعِيْدِ یعنی بَعُدَ تیسری قسم اسمائے افعال جو امر حاضر (معروف) کے معنی میں جیسے
رُوَيْدَ وبَلْهَ وحَيَّهَلَ وعَلَيْكَ ودُوْنَكَ وهَا اسم رابنصب کنند
رُوَيْدَ اور بَلْهَ اور حَيَّهَلَ اور عَلَيْكَ اور دُوْنَكَ اور هَا اسم کو نصب کرتے ہیں
بنا بر مفعولیت چوں رُوَيْدَ زَيْدًا ای اَمْهِلْهُ
مفعول ہونے کی بنا پر جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا یعنی اَمْهِلْهُ

قولہ: هَيْهَاتَ اصل میں (هَيْهَيَتَ) تھا یائے ثانی بوجہ تحرک اور انفتاح ماقبل الف سے بدل گئی تو (هَيْهَاتَ) ہوگیا اس میں (تا) مفتوح ہے اور کبھی ساکن بھی پڑھتے ہیں۔

(شَتَّانَ) شین پر فتح اور (تا) مشدد مفتوح اور نون پر فتح اور کبھی کسرہ بھی آتا ہے یہ بمعنی (اِفْتَرَقَ) جو دو اسم پر داخل ہوتا ہے کیونکہ افتراق کے لئے دو ضروری ہیں اسی طرح (شَتَّانَ) بھی دو اسم پر داخل ہوتا ہے کیونکہ وہ بمعنی (اِفْتَرَقَ) ہے جیسے (شَتَّانَ زَيْدٌ و عَمْرٌو) ترجمہ: کیسے جدا ہو گئے زید و عمرو۔

سَرْعَانَ سین پر تینوں حرکتیں مگر فتح مشہور ہے اور (را) پر سکون اور نونِ مفتوح بمعنی (سَرُعَ) جیسے (سَرْعَانَ زَيْدٌ) ترجمہ: کتنا تیز چلا زید۔

فائدہ: اسمائے افعال بمعنی ماضی میں معنی تعجب ہوتے ہیں کما فی حاشیۃ الملا عبدالحکیم ص:۴۶۹ رحمہ اللہ الکریم، اسی واسطے یہ جملہ انشائیہ ہوں گے۔

بَلْهَ بمعنی (اُتْرُكْ) اور حَيَّهَلْ بمعنی (اِيْتِ) اور عَلَيْكَ بمعنی (اِلْزَمْ) اور دُوْنَكَ بمعنی (خُذْ) اور هَا بمعنی (خُذْ)

ترکیب

قوله: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ. اس میں (هَيْهَاتَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح (يَوْمَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (الْعِيْدِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (يَوْمَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر، مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کتنا دور ہو گیا عید کا دن۔

اَيْ بَعُدَ. اس میں (اَيْ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (بَعُدَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے یوم العید (بَعُدَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا۔ (بَعُدَ) کو انشائیہ اس لئے قرار دیا کہ یہ باب كَرُمَ سے ہے اور باب كَرُمَ کی خاصیت تعجب تو مفسَّر اور مفسِّر انشائیت میں متحد ہو گئے اور انشاء کی تفسیر خبر سے لازم نہ آئی۔

قوله: رُوَيْدَ زَيْدًا. اس میں (رُوَيْدَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (رُوَيْدَ) اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: زید کو ضرور مہلت دو۔

اَیْ اَمْهِلْهُ. اس میں (اَیْ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (اَمْهِلْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (ھا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (زَیْدًا) (اَمْهِلْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تنبیـــــہ ۱۷۲ تا ۱۸۰

(المصباح المنیر ص:۱۲۲) میں اور (مہر منیر ص:۱۱۳) میں (هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ) کو جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیا ہے۔

اقول: یہ بدو وجہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ اسمائے افعال بمعنی امر حاضر معروف ہوں یا بمعنی ماضی دونوں جملہ اسمیہ ہوتے ہیں نہ فعلیہ جیسے ہماری ترکیب میں، بعض نحویوں نے جملہ فعلیہ قرار دیا لیکن امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے اس کی تغلیط فرمائی اور جملہ اسمیہ ہونے کے متعلق **الاشباہ و النظائر النحویۃ** میں فرمایا **ھو الصحیح**۔

ثانیاً: اس لئے کہ اسمائے افعال بمعنی ماضی میں تعجب کے معنی ہوتے ہیں **کما مرَّ**. تو یہ جملہ انشائیہ ہوئے نہ خبریہ۔

پھر اوّل نے ص:۱۲۳ پر اور دوم نے صفحہ مذکورہ پر (رُوَيْدَ زَيْدًا) کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔
یہ بھی غلط ہے **کما مرَّ**.

پھر اوّل نے ص:۱۲۲ پر (شَتَّانَ) کی مثال پیش کی (شَتَّانَ زَيْدٌ) اور اس کو جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیا ہے۔
یہ بسہ وجہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ (شَتَّانَ) کے لئے دو اسم ضروری ہیں **کما مرَّ**.

ثانیاً: اس لئے کہ اس کو جملہ فعلیہ قرار دینا غلط ہے **کما مرَّ**.

ثالثاً: اس لئے کہ اس کو جملہ خبریہ قرار دینا غلط **کما مرّ**.

پھر (سَرْعَانَ) کی مثال پیش کی (سَرْعَانَ زَيْدٌ خُرُوْجًا) اور ترکیب میں (زید) کو ممیز اور (خُرُوجًا) کو تمیز اور اس جملہ کو فعلیہ قرار دیا ہے۔

یہ بھی بسہ وجوہ غلط ہے:

اولاً: اس لئے کہ (زید) ممیز نہیں کہ اس میں ابہام نہیں پایا جاتا۔ پھر (خُرُوجًا) اس سے تمیز کیسے ہوسکتی ہے۔ یہ تمیز نسبت ہے جس کا خود اقرار بھی کیا ہے بایں الفاظ (خُـرُوجًـا منصوب بنابر تمیز برائے رفع ابہام نسبت) جب نسبت سے ابہام دور کیا تو ممیز نسبت ہوئی نہ زید۔

ثانیاً: اس کو جملہ فعلیہ قرار دینا غلط کما مرّ۔

ثالثاً: اس کو جملہ خبریہ قرار دینا بھی غلط کما مرّ۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چھارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند

چوتھی قسم اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو کر فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے

بشرط انکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از و باشد و آں لفظ یا

بشرطیکہ اعتماد کئے ہوئے ہو ایسے لفظ پر جو اس سے پہلے ہے اور وہ لفظ یا

مبتدا باشد در لازم چوں زَیْدٌ قَـائِمٌ اَبُوْهُ و در متعدی چوں

مبتدا ہو لازم میں جیسے زَیْدٌ قَـائِمٌ اَبُوْهُ اور متعدی میں جیسے

زَیْدٌ ضَـارِبٌ اَبُـوْهُ عَمْـرًا یا موصوف چوں مَـرَرْتُ

زَیْدٌ ضَـارِبٌ اَبُـوْهُ عَمْرًا یا وہ لفظ موصوف ہو جیسے مَرَرْتُ

بِـرَجُـلٍ ضَـارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا یا موصول چوں جَـاءَ نِی

بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا یا موصول ہو جیسے جَاءَ نِی

الْقَائِمُ اَبُوْهُ وجَاءَ نِی الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا یا

الْقَائِمُ اَبُوْهُ اور جَاءَ نِی الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا یا

ذوالحال چوں جَاءَ نِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا یا ہمزہ

ذوالحال ہو جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا یا وہ لفظ ہمزۂ استفہام ہو

استفہام چوں اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا یا حرف نفی چوں

جیسے اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا یا حرف نفی ہو جیسے

مَا قَائِمٌ زَیْدٌ ہماں عمل کہ قَامَ وضَرَبَ می کرد قَائِمٌ و

مَا قَائِمٌ زَیْدٌ جو عمل کہ قَامَ اور ضَرَبَ کرتے تھے وہی قَائِمٌ اور

ضَارِبٌ می کند

ضَارِبٌ کرتے ہیں

سوال: حروف مشبہ بفعل کی بحث میں (اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ) مثال گذرگئی۔ اس میں آپ نے (قَائِمٌ) اسم فاعل کو عمل دیا ہے حالانکہ مبتدا پر اعتماد نہیں؟

جواب: مبتدا سے مراد مسند الیہ ہے اور وہ مثال مذکور میں موجود یعنی (زَیْدًا) کہ حروف مشبہ بفعل کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے۔

ترکیب

قولہ: زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (قَائِمٌ) مفرد

منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مبتدا (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کا باپ کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

قوله: زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوهُ عَمْرًا. اس میں (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (ضَارِبٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (ضَارِبٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

قوله: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوهُ بَكْرًا. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم (با) حرف جار مبنی برکسر (رَجُلٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، (ضَارِبٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبّرہ سے مرفوع بواو مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے موصوف، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (بَكْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (ضَارِبٍ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صفت، (رَجُلٍ) موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں ایسے مرد کے پاس سے گذرا جس کا باپ بکر کو مارتا ہے یا مارے گا۔

قوله: جَاءَنِي الْقَائِمُ اَبُوهُ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی برکسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برسکون، (اَلْقَائِمُ) میں (الف لام) بمعنی (اَلَّذِي) اسم موصول مبنی برسکون (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبّرہ سے مرفوع بواو مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے اسم موصول، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (قَائِمُ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، مرفوع محلاً (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس وہ

شخص آیا جس کا باپ کھڑا تھا یا کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

فائدہ: یہ ترجمہ اس لئے کہ جب اسم فاعل پر الف لام بمعنی اسم موصول ہو تو اس وقت تینوں زمانوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے۔

قولہ: جَاءَ نِی الضَّارِبُ اَبُوْہُ عَمْرًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر، (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلضَّارِبُ) میں (الف لام) بمعنی اَلَّذِیْ اسم موصول مبنی بر سکون (ضَارِبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، (اَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواد مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، (ضَارِبُ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل مرفوع محلا، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس وہ شخص آیا جس کے باپ نے عمرو کو مارا یا مارتا ہے یا مارے گا۔

قولہ: جَاءَ نِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا ذوالحال، (رَاکِبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (غُلَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال، (غُلَامُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (فَرَسًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، (رَاکِبًا) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال، (زَیْدٌ) ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید آیا در آں حالیکہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔

قولہ: اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا. اس میں (ھمزہ) برائے استفہام مبنی برفتح (ضَارِبٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا کی قسم دوم، اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل قائم مقام خبر، (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، (ضَارِبٌ) مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیا زید عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

قوله: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ. اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا کی قسم دوم اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل قائم مقام خبر، (قَائِمٌ) مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے یا کھڑا نہ ہوگا۔

تنبیہ ۱۸۱ تا ۱۸۷

(المصباح المنیر ص:۱۲۳) میں اور (مہر منیر ص:۱۱۴) میں عمل اسم فاعل کی دوسری شرط کے متعلق بیان کیا کہ (دوم اسم فاعل سے قبل ایک اسم موجود ہو جو مبتدا ہو اور یہ اسم فاعل اس کی صفت ہو)

اقول: یہ غلط ہے بلکہ اس صورت میں اسم فاعل اس کی خبر ہوگا چونکہ یہ عبارت دونوں میں ہے اس لئے کاتب کے سر تھوپنا انصاف سے بعید ہوگا بلکہ گذشتہ اکثر و بیشتر غلطیاں بھی دونوں میں مشترک ہونے کی وجہ سے کاتب کی جانب منسوب نہیں کی جاسکتیں۔

پھر اوّل نے ص:۱۲۴ میں اور دوم نے ص:۱۱۵ میں (مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا) کا ترجمہ کیا ہے، (میں ایک آدمی کے ساتھ گذرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے)

یہ بدو وجہ غلط ہے:

اَوَّلًا: اس لئے کہ (رَجُل) کا ترجمہ آدمی نہیں، کہ نابالغ پر (آدمی) صادق آتا ہے (رَجُل) صادق نہیں آتا۔

ثَانِیًا: اس لئے کہ (کے ساتھ گذرا) ترجمہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ متکلم کی طرح وہ بھی گذرنے والا ہے حالانکہ یہ عبارت صرف متکلم کے گذرنے پر دلالت کرتی ہے صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم بیان کر آئے۔

پھر اوّل نے ص:۱۲۵ پر اور دوم نے ص:۱۱۵ پر (جَاءَ نِي زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا) کا ترجمہ یوں کیا ہے (زید میرے پاس اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے) یہ بھی غلط ہے کہ زید کا آنا گذشتہ زمانہ میں واقع ہوا اور اس کے غلام کا سوار ہونا آئندہ زمانہ میں ہوگا تو حال کا زمانہ اور عامل ذوالحال کا زمانہ متحد نہ رہا حالانکہ یہ شرط ہے مگر یہ فاضلِ دیوبند اس کو کیا جانیں صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا، اور **یاد رھے کہ** یہ حال حکائی ہے جس کی تفصیل شرح جامی بحث اسم فاعل اور تکملہ میں دیکھی جائے، یہ مقام اس کے بیان کا نہیں۔

پھر اوّل نے اسی ص:۱۲۵ پر اور دوم نے ص:۱۱۵و۱۱۶ پر (اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا) کو شبہ جملہ انشائیہ اور (مَا قَائِمٌ زَیْدٌ) کو شبہ جملہ خبریہ قرار دیا ہے، چنانچہ اوّل کے الفاظ پہلی مثال کے متعلق یہ ہیں (یادرکھو یہ اسم فاعل مع فاعل ومفعول بہ جملہ انشائیہ نہیں ہے، ہمزۂ استفہام کی وجہ سے، بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے) اور دوسری مثال کے متعلق الفاظ یہ ہیں (اور اسم فاعل مع فاعل زید کے جملہ اسمیہ خبریہ نہیں ہے بلکہ شبہ اسمیہ خبریہ ہے خوب سمجھ لو)

یہ بھی بدو وجہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ کسی نحوی نے شبہ جملہ نہیں کہا، اور کہتے بھی کیسے شبہ جملہ مفید نہیں ہوتا کیونکہ اس میں نسبت تامہ نہیں ہوتی اور یہ دونوں مفید ہیں کہ پہلی مثال سے طلب مفہوم ہوتی ہے اور دوسری سے خبر البتہ ان کے جملہ اسمیہ اور فعلیہ ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور کا مسلک ہے کہ دونوں جملہ اسمیہ ہیں **کما فی الفوائد الشافیہ** ص:۵۶۔

ثانیاً: اس لئے کہ یہ کہنا (بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے) اس سے اگر یہ مراد ہے کہ نحویوں کے مسلک میں شبہ جملہ کہلاتا ہے تو یہ نحویوں پر افترا ہوا، اور ان کی توہین بھی۔

افترا اس لئے کہ وہ شبہ جملہ نہیں کہتے بلکہ جملہ کہتے ہیں **کما مرّ**۔

اور توہین اس لئے کہ سلیم العقل کی جانب غلط بات کی نسبت اس کی توہین ہوتی ہے۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ دیوبندی مسلک میں شبہ جملہ کہلاتا ہے تو اس پر اتنی گزارش ہے کہ یہ کتاب نحوی مسلک کو بیان کرنے کے لئے ہے نہ دیوبندی مسلک کو، **نظر برآں** اس دیوبندی مسلک کا بیان یہاں پر درست نہیں۔ اس کا بیان تو ان کتابوں میں مناسب ہے جن میں مصنفین دیوبندی مسلک بیان کیا کرتے ہیں جیسے ہندوستانی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے (جہد المقل) میں دیوبندی مسلک یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ جملہ قبائح کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے، یعنی جھوٹ بول سکتا ہے، زنا کرسکتا ہے، خودکشی کرسکتا ہے کہ یہ سب قبائح ہیں **العیاذ باللہ!** اور مولانا خلیل احمد صاحب صدر المدرسین مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے (براہین قاطعہ) میں یہ دیوبندی مسلک بیان کیا کہ صاحب لولاک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کا علم زیادہ ہے معاذ اللہ! سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا ۔۔۔ حال طفلاں زبوں شدہ است

پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند

پانچویں قسم اسم مفعول حال و استقبال کے معنی میں ہو کر فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے

بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ وعَمْرٌو مُعْطٰی

اعتماد مذکور کی شرط پر جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ اور عَمْرٌو مُعْطٰی

غُلَامُہٗ دِرْھَمًا وبَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا وخَالِدٌ مُخْبَرٌ

غُلَامُہٗ دِرْھَمًا اور بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا اور خَالِدٌ مُخْبَرٌ

اِبْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہماں عمل کہ ضُرِبَ واُعْطِیَ وعُلِمَ

اِبْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا جو عمل کہ ضُرِبَ اور اُعْطِیَ اور عُلِمَ

واُخْبِرَ می کرد مَضْرُوْبٌ ومعطیً ومَعْلُوْمٌ و مُخْبَرٌ می کند

اور اُخْبِرَ کرتے تھے مَضْرُوْبٌ اور معطیً اور مَعْلُوْمٌ اور مُخْبَرٌ کرتے ہیں

ترکیب

قولہ: زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (مَضْرُوْبٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، (مَضْرُوْبٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔

قوله: عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا. اس میں (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (مُعْطًى) اسم مقصور مرفوع تقدیراً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر (غُلَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، (غُلَامُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، (دِرْهَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (مُعْطًى) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: عمرو کے غلام کو درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔

قوله: بَكْرٌ مَعْلُومٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا. اس میں (بَكْرٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (مَعْلُومٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر (اِبْنُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، (اِبْنُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، (فَاضِلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر (شخصًا) (فَاضِلًا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف مقدر (شخصًا) اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، (مَعْلُومٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: پسر بکر فاضل جانا جاتا ہے یا جانا جائے گا۔

قوله: خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا. اس میں (خَالِدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (مُخْبَرٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر (اِبْنُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، (اِبْنُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، (فَاضِلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر (شخصًا) (فَاضِلًا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف مقدر (شخصًا) اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، (مُخْبَرٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: پسر خالد کو خبر دی جاتی ہے کہ عمرو فاضل ہے یا خبر دی جائے گی کہ عمرو فاضل ہے۔

۱۸۸ تا ۱۹۱
تنبیہ

(المصباح المنیر ص: ۱۲۷) میں اور (مہر منیر ص: ۱۱۷ و ۱۱۸) میں باختلاف اقل قلیل (زَيْدٌ مَضْرُوبٌ

اَبُوْهُ) کا ترجمہ کیا ہے (زید کا باپ پیٹا ہوا ہے) اور (عَـمْـرٌو مُعْطیً غُلَامُهٗ دِرْهَمًا) کا (عمرو کے غلام کو ایک درہم دیا ہوا ہے) اور (بـکـرٌ مَعْلُومٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا) کا (بکر کے بیٹے کو فاضل جانا ہوا ہے) اور (خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا) کا (خالد کے بیٹے کو خبر دی ہوئی ہے کہ عمرو فاضل ہے)

اقول: یہ سب کے سب غلط ہیں کیوں کہ ان مثالوں میں اسم مفعول بمعنی حال ہے یا بمعنی استقبال، اور یہ ترجمے سب کے سب ماضی کے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ　　حال طفلاں زبوں شدہ است

ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ
چھٹی قسم صفت مشبہ اپنے فعل جیسا عمل کرتی ہے اعتماد مذکور کی شرط پر جیسے زَیْدٌ
حَسَنٌ غُلَامُهٗ ہماں عمل کہ حَسَنَ می کرد حَسَنٌ می کند
حَسَنٌ غُلَامُهٗ جو عمل کہ حَسَنَ کرتا تھا حَسَنٌ کرتا ہے

قولہ: صفت مشبہ،

سوال: صفت مشبہ کے عمل کے واسطے کیا صرف اعتماد شرط ہے حال اور استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں؟

جواب: صفت مشبہ حال اور استقبال کے معنی میں نہیں ہوتی اس لئے عمل کے واسطے صرف اعتماد شرط ہے۔

سوال: (اعتماد مذکور) جو صفت مشبہ کے عمل کے واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے شرط بتایا اس سے مراد اگر وہی اعتماد ہے جو اسم فاعل کی بحث میں گذرا یعنی جو چھ چیزوں میں سے ایک پر ہوتا ہے تو یہ صحیح نہیں کہ صفت مشبہ کا اعتماد الف لام بمعنی اسم موصول پر نہیں ہوتا، مصنف علیہ الرحمۃ کو چاہئے تھا کہ اس کا استثنا فرماتے؟

جواب: بے شک الف لام بمعنی اسم موصول پر اعتماد نہیں ہوتا استثنا کی ضرورت اس لئے نہ ہوئی کہ اسمائے موصولہ کی بحث میں گذر چکا ہے کہ الف لام بمعنی اسم موصول صرف اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے تو اعتماد مذکور سے مراد وہ اعتماد ہے جو باقی ماندہ پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہو، مبتدا پر اعتماد ہو، اس کی مثال کتاب میں مذکور ہے، موصوف پر جیسے جَاءَ نِی رَجُلٌ اَحْـمَرُ وَجْهُهٗ، ذوالحال پر جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ

اَحْمَرُ وَجْهُهٗ، ہمزۂ استفہام پر جیسے اَحَسَنٌ زَیْدٌ، حرف نفی پر جیسے مَا حَسَنٌ زَیْدٌ، ان کی ترکیب اسم فاعل کی مثالوں کی طرح ہوگی۔

سوال: اس کو صفت مشبہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اسم فاعل کے ساتھ مثنی، مجموع، مذکر، مونث، ہونے میں نحوی تشبیہ دیتے ہیں اس لئے مشبہ کہا جاتا ہے۔

ترکیب

قوله: زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (حَسَنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (غُلَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، (غُلَامُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (حَسَنٌ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کا غلام حسین ہے۔

جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَحْمَرُ وَجْهُهٗ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (اَحْمَرُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (وَجْهُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (وَجْهُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (اَحْمَرُ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَحْمَرَ وَجْهُهٗ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (اَحْمَرَ) غیر منصرف منصوب لفظاً بفتح صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (وَجْهُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال، (وَجْهُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (اَحْمَرَ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَحَسَنٌ زَیْدٌ. اس میں (همزه) برائے استفہام مبنی بر فتح (حَسَنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم دوم صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل قائم مقام خبر، (حَسَنٌ) مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

مَا حَسَنٌ زَیْدٌ. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (حَسَنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم دوم صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل قائم مقام خبر، (حَسَنٌ) مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ھفتم اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ مِنْ چوں

ساتویں قسم اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طریقہ پر ہے مِنْ کے ساتھ جیسے

زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف ولام چوں جَاءَ نِی زَیْدُ

زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا الف اور لام کے ساتھ جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ

الْاَفْضَلُ یا باضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وعمل اودر

الْاَفْضَلُ یا اضافت کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اور عمل اس کا

فاعل باشد وآں ھو است فاعل اَفْضَلُ کہ درو مستتر است

فاعل میں ہوتا ہے اور وہ ھُوَ ہے اَفْضَلُ کا فاعل جو اس میں پوشیدہ ہے

قولہ: اسم تفضیل الخ

سوال: کیا اسم تفضیل کے لئے بھی اعتماد شرط ہے جیسے صفت مشبہ کے واسطے تھا۔ اگر ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے کیوں بیان نہ فرمایا؟

جواب: اعتماد شرط ہے بغیر اعتماد کسی صفت کا عمل ثابت نہیں خواہ وہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول یا صفت مشبہ یا اسم تفضیل یا اسم منسوب، لیکن اسم تفضیل کے اعتماد میں تفصیل تھی جو اس ابتدائی کتاب کے مناسب نہیں، اس واسطے مصنف علیہ الرحمتہ نے بیان نہ فرمائی۔ وہ تفصیل یہ ہے کہ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم منسوب کی طرح بجز مسئلہ کحل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا، لہٰذا یہ مبتدا کی قسم ثانی نہ بنے گا حتیٰ کہ اس پر حرف استفہام اور حرف نفی داخل ہو، تو حرف استفہام اور حرف نفی پر اعتماد تو یوں گیا اور الف لام بمعنی اسم موصول بھی اس پر داخل نہیں ہوتا۔ تو اس پر بھی اعتماد گیا۔ اب صرف تین رہ گئے جن پر بروقت عمل اعتماد ہوتا ہے۔ اوّل مبتدا پر اعتماد جس کی دو مثالیں کتاب میں مذکور ہیں۔ یعنی اوّل اور سوم، دوم موصوف پر اعتماد جیسے مثال دوم، سوم ذوالحال پر اعتماد جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ اَعْلَمَ مِنْ عَمْرٍو۔

ترکیب

قولہ: زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (اَفْضَلُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوے مبتدا، (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (عَمْرٍو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَفْضَلُ) اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

قولہ: جَاءَ نِی زَیْدُ الْاَفْضَلُ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (اَلْاَفْضَلُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوے موصوف، (اَلْاَفْضَلُ) اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس (مثلاً عمرو سے) فاضل تر زید آیا۔

قولہ: زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (اَفْضَلُ)

غیر منصرف مرفوع لفظاً مضاف اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوے مبتدا، (اَلْقَوم) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (اَفْضَلُ) اسم تفضیل مضاف اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید قوم سے فاضل تر ہے۔

قوله: جَاءَ نِي زَيْدٌ اَعْلَمَ مِنْ عَمْرٍو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (اَعْلَمَ) غیر منصرف منصوب لفظاً بفتح اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (عَمْرٍو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَعْلَمَ) اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۹۲ تا ۱۹۶

(المصباح المنیر ص:۱۲۹) پر اور (مہر منیر ص:۱۲۰) پر (جَاءَ نِي زَيْدُ الْاَفْضَلُ) کی ترکیب میں (اَلْاَفْضَلُ) کو بدون عمل دیئے صفت قرار دے دیا۔

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے عمل کی مثال میں اس کو بیان فرمایا ہے اور بتا بھی دیا کہ اس کا فاعل ان مثالوں میں (ھو) ہے اور وہ (اَفْضَل) میں پوشیدہ مگر ان فاضلانِ دیوبند کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

پھر اول نے اس مثال کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے: (میرے پاس زید آیا جو سب سے افضل شخص ہے)

اور دوم نے بایں الفاظ: (میرے پاس وہ زید آیا جو سب سے افضل ہے)

یہ دونوں ترجمے بدو وجہ غلط ہیں:

اوّلاً: اس لئے کہ مثال مذکور میں (زید) موصوف ہے اور (اَلْاَفْضَلُ) صفت، اور موصوف وصفت میں نسبت ناقصہ ہوتی ہے۔ اسی واسطے یہ مرکب غیر مفید کی قسم ہیں اور نسبت ناقصہ کا ترجمہ (ہے) نہیں ہوتا جو ان فاضلانِ دیوبند نے کیا ہے۔ یہ تو نسبت تامہ کا ترجمہ ہے لیکن ان فاضلانِ دیوبند کے نزدیک تام اور ناقص

دونوں برابر ہیں کیوں، اس لئے کہ اردو نہیں پڑھی۔

ثانیا: اس لئے کہ ترجمہ میں لفظ (سب) جملہ موجودات کو شامل ہے تو زید جملہ موجودات سے افضل ہوا اور جملہ موجودات میں خالق عالم عزوجل اور اس کے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام سب داخل، اگر تاویل کی گنجائش نہ ہو تو اس کے کلمہ کفر ہونے میں کیا شک؟

پھر دونوں صاحبان نے مذکورہ صفحات میں دوسری مثال کے (اَلْاَفْضَل) اور تیسری مثال کے (اَفْضَل) کو بدون ضم فاعل صفت اور خبر قرار دیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ خود فرما رہے ہیں کہ (افضل) کا فاعل اس میں پوشیدہ (ھو) ہے اور اس کو آخر میں بیان فرمایا تا کہ تینوں مثالوں کے (افضل) کو شامل رہے۔

پھر اوّل نے ص:۱۳۰ پر اور دوم نے ص:۱۲۱ پر تحریر کیا کہ (اگر فاعل ضمیر ہو تو عمل کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں) یہ بھی غلط ہے کہ بدون اعتماد عمل نہیں ہوتا تو اعتماد شرط ہوا۔ سچ ہے کہ

یہ ہمی مکتب و ہمی ملاً　　　حال طفلاں زبوں شدہ است

هشتم مصدر بشرط آنکه مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند

آٹھویں قسم مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے

چوں اَعْجَبَنِی ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا

جیسے اَعْجَبَنِی ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا

قوله: مصدر۔

سوال: مصدر کے عمل کے واسطے اعتماد شرط ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان کیوں نہ فرمایا اور اگر نہیں تو کیا وجہ؟

جواب: عمل مصدر کیواسطے اعتماد شرط نہیں۔ وجہ یہ کہ عمل میں فعل اصل ہے اور مصدر فرع چونکہ فعل کے ساتھ مناسبت رکھنے کی بنا پر عمل کرتا ہے اور وہ مناسبت اشتقاق ہے کہ ایک دوسرے سے نکلتا ہے تو دونوں میں لفظی

تناسب بھی ہوا اور معنوی بھی۔ لفظی بایں طور کہ حروف اصلی دونوں کے متحد ہوتے ہیں اور معنوی بایں طور کہ مصدر کے معنی فعل کے معنی کے جُز ہوتے ہیں، چونکہ یہ تناسب تھا اس لئے اعتماد کی طرف احتیاج نہ ہوئی۔

سوال: مصدر مفعول مطلق ہونے کی صورت میں عمل کیوں نہیں کرتا؟

جواب: مفعول مطلق ہونے کی صورت میں چونکہ فعل موجود ہوتا ہے اور وہ عمل میں اصل ہے اس لئے اصل کی موجودگی میں فرع کو عامل قرار دینا مناسب نہیں۔ مصدر کا فعل اگر لازم ہے تو فاعل میں عمل کرے گا نہ مفعول بہ میں جیسے (اَعْجَبَنِی قِیَامُ زَیْدٍ) اور متعدی ہے تو مفعول بہ میں بھی عمل کرے گا جیسے **اَعْجَبَنِی ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا۔**

ترکیب

اَعْجَبَنِی قِیَامُ زَیْدٍ. اس میں (اَعْجَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر، (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (قِیَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مصدر مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مضاف الیہ مجرور لفظاً مرفوع محلاً بنا بر فاعلیت (قِیَامُ) مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل سے مل کر فاعل، (اَعْجَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مجھے متعجب کر دیا زید کے کھڑے ہونے نے، یہ مثال مصدر لازم کی ہے۔

قوله اَعْجَبَنِی ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا. اس میں (اَعْجَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (ضَرْبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مصدر مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مضاف الیہ مجرور لفظاً مرفوع محلاً بنا بر فاعلیت (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (ضَرْبُ) مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل اور مفعول بہ سے مل کر فاعل (اَعْجَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مجھے متعجب کر دیا زید کی مارنے عمرو کو۔ یہ مثال مصدر متعدی کی ہے۔

تنبیـــه [۱۹۷]

(مہر منیر ص: ۱۲۲) پر مثال کتاب کی ترکیب کرتے ہوئے کہا (مصدر اپنے مضاف الیہ یا فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر فاعل)

اقول: یہ غلط ہے، اس لئے کہ یہاں پر مفرد کی تاویل میں کرنے والی کوئی چیز نہیں جیسے (اَنْ) اور (اَنَّ) موصول حرفی کہ یہ اپنے مدخول کے ساتھ مل کر مفرد کی تاویل میں ہوا کرتے ہیں اور یہاں پر ان میں سے کوئی بھی نہیں، نہ مفرد کی تاویل میں کرنے کے لئے کوئی ضرورت داعی پھر تاویل میں مفرد کیسے ہوگیا، سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملّا حالِ طفلاں زبوں شدہ است

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جَاءَ نِی غُلَامُ

نویں قسم اسم مضاف یہ مضاف الیہ کو جر کرتا ہے جیسے جَاءَ نِی غُلَامُ

زَیْدٍ بدانکہ ایں جالام بحقیقت مقدر است زیرا کہ

زَیْدٍ جان لو کہ یہاں پر یعنی مضاف مضاف الیہ کے درمیان درحقیقت لام مقدر ہے کیونکہ

تقدیرش آن است کہ غُلَامُ لِزَیْدٍ

اس کی اصل یہ ہے غُلَامُ لِزَیْدٍ

ترکیب

قولہ: جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (غُلَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، (غُلَامُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید کا غلام آیا۔

سوال: ترکیب میں یہ کہنا صحیح ہے کہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل؟

جواب: ہرگز صحیح نہیں، اس لئے کہ مضاف مضاف الیہ کا مجموعہ مرکب ہے اور فاعل مرکب نہیں ہوتا۔ فاعل اسم ہوتا ہے جیسے کہ اس کی تعریف میں گذرا اور اسم کلمہ کی قسم ہے اور کلمہ کی تعریف میں افراد ماخوذ ہے،

نظر برآں فاعل مفرد ہو گانہ مرکب اسی طرح مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ، تمیز، مستثنیٰ، حال، نائب فاعل وغیرہ معمولات جواز قبیل اسماء ہیں، لیکن مبتدی کی سہولت کے پیش نظر ہندوستان میں ایسا کیا جاتا ہے جیسے تیسویں پارہ کی ترتیب بچوں کی سہولت پر نظر رکھتے ہوئے بدل دی گئی ہے۔ چنانچہ مولوی الٰہی بخش صاحب علیہ الرحمۃ نے شرح مأۃ عامل کی ترکیب اسی سہولت کے انداز پر فرمائی ہے، اور الفوائد الشافیۃ میں کافیہ کی ترکیب کا انداز بنظر حقیقت ہے، اس اعتبار سے ترکیب یوں کی جائے گی (غُلَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ ترکیب ان حضرات کے نزدیک جو صرف مسند الیہ اور مسند کو کلام قرار دیتے ہیں باقی متعلقات کو کلام سے خارج، یہ حضرات متعلقات کا اعراب بیان فرما دیتے ہیں لیکن ان کو ملا کر جملہ قرار نہیں دیتے بلکہ مسند الیہ اور مسند کو ملا کر جملہ قرار دیتے ہیں جیسے الفوائد الشافیۃ کے مصنف علیہ الرحمۃ۔

اور جو حضرات متعلقات کو کلام میں داخل قرار دیتے ہیں وہ متعلقات کو ملا کر جملہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک مثال مذکور میں یوں کہا جائے گا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح (غُلَامَ زَیْدٍ) میں صرف (غُلَام) کو مفعول بہ قرار دیا جائے گا اور (ضَرْبًا شَدِیْدًا) میں صرف (ضَرْبًا) کو مفعول مطلق نوعی، اور (یَوْمَ الْجُمُعَةِ) میں صرف (یَوْم) کو مفعول فیہ وھلم جرًّا۔

دھم اسم تام تمیز را بنصب کند و تمامی اسم یا با تنوین باشد
دسویں قسم اسم تام یہ تمیز کو نصب کرتا ہے اور اسم کی تمامیت یا تنوین سے ہوتی ہے
چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین
جیسے مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین
چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَزَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا
جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا

یا بنون تثنیہ چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنون جمع چوں هَلْ

یا بنون تثنیہ جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنون جمع جیسے هَلْ

نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یا بمشابہ نون جمع چوں

نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یا بمشابہ نون جمع جیسے

عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تسعون یا باضافت چوں

عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تک تسعون یا باضافت جیسے

عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا

عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا

مخفی نہ رہے کہ اس مقام پر کتابت میں دو سہو واقع ہوئے۔

اوّل: یہ کہ اسم کی تمامیت بتوین کی مثال میں (مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا) کو ذکر کر دیا حالانکہ اس میں اسم (قَدْرُ) کی تمامیت اضافت سے ہے نہ تنوین سے، تمامیت بتوین کی مثال (عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا) ہے جس میں (رِطْلٌ) اسم کی تمامیت تنوین سے ہوئی ہے۔

دوم: یہ کہ تمامیت بتقدیر تنوین کی مثال میں زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا ذکر کر دیا حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ جس اسم کی تمامیت تنوین سے ہوتی ہے خواہ تنوین ملفوظ ہو یا مقدر اس میں ابہام ہوتا ہے اور (اکثر) میں ابہام نہیں، ابہام تو (اکثر) کی نسبت بسوئے فاعل میں ہے تو (مَالًا) نسبت سے تمیز ہوئی نہ (اکثر) سے اور (اَلْاَخْسَرِیْنَ) اس اسم کی مثال ہے جس کی تمامیت بنون جمع ہوئی ہے لیکن اس میں بھی ابہام نہیں، ابہام اس کی نسبت بسوئے فاعل میں ہے اور (اَعْمَالًا) اس نسبت سے تمیز ہے۔

ترکیب

قولہ: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً. اس میں (عِنْد) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلاً مبنی بر سکون، (عِنْدِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (اَحَدَ عَشَرَ) مرکب بنائی جس کے دونوں جز مبنی بر فتح ممیّز، (رَجُلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس گیارہ مرد ہیں۔

قولہ: زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالاً. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (اَکْثَرُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَالاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت یعنی نسبت (اکثر) بسوئے فاعل (اَکْثَرُ) اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور تمیز نسبت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید تجھ سے مال میں زیادہ ہے۔

قولہ: هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً. اس میں (هَلْ) حرف استفہام مبنی بر سکون (نُنَبِّئُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم معظم، اس میں (نَحْنُ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (کُمْ) میں (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اوّل منصوب محلاً مبنی بر ضم (م) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (با) حرف جار زائد مبنی بر کسر (اَلْاَخْسَرِیْنَ) جمع مذکر سالم مجرور لفظاً بیائے ماقبل مکسور منصوب معنیً بنا بر مفعولیت اسم تفضیل صیغہ جمع مذکر اس میں (ھُمْ) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف مقدر (اَلْاَشْخَاصِ) (م) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (اَعْمَالاً) جمع مکسر منصرف منصوب لفظاً تمیز نسبت، (اَلْاَخْسَرِیْنَ) اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر صفت، (اَلْاَشْخَاصِ) جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً منصوب معنیً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم (نُنَبِّئُ) فعل اپنے فاعل

اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کس کے ہیں۔

قوله: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا. اس میں (عِنْد) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (عِشْرُوْنَ) مشابہ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ما قبل مضموم ممیز، (دِرْهَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس بیس درہم ہیں۔

قوله: عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت، (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (مِلْءُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ظرف معہود، (مِلْءُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ممیز، (عَسَلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ظرف معہود بھر شہد ہے۔

تنبیہ ۱۹۸ تا ۲۰۲

(المصباح المنیر ص: ۱۳۳ و ۱۳۴) پر اور (مہر منیر ص: ۱۲۴ و ۱۲۵) پر (مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا) میں (رَاحَةٍ) کو اسم تام بتنوین قرار دیا ہے اور (سَحَابًا) اس کی تمیز۔

اقول: یہ غلط ہے اس لئے کہ اسم تام مبہم ہوا کرتا ہے اور (رَاحَةٍ) میں کوئی ابہام نہیں اور جب کوئی ابہام نہیں تو (سَحَابًا) کو اس کی تمیز قرار دینا بھی غلط ہوا۔ اس میں اسم تام (قَدْر) ہے جو اضافت بسوئے

(رَاحَة) سے تام ہوا، کما فی الرضی ص:۱۹۹، اور (سَحَابًا) اس سے تمیز ہے اور یہ مثال یہاں پر سہو کاتب سے لکھی گئی مگر ان فاضلانِ دیوبند کو اتنی تمیز کہاں، پھر حماقت برحماقت یہ کہ ترکیب میں (قَدْرُ رَاحَةٍ) کو ممیّز قرار دیا اور (سَحَابًا) کو اس کی تمیز، پھر زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا میں (اکثر) کو ممیّز قرار دیا ہے اور (مَالًا) کو اس کی تمیز۔

یہ بھی غلط ہے کہ (مَالًا) تمیز نسبت ہے یعنی نسبت (اکثر) بسوئے فاعل سے تمیز ہے کما فی الرضی ص:۲۰۲

پھر اس مثال کا ترجمہ یوں کیا (مال کے اعتبار سے زید مجھ سے بڑھا ہوا ہے) یعنی (مِنْكَ) کا ترجمہ مجھ سے پھر مثال مذکور میں (اَلْاَخْسَرِیْنَ) کو ممیّز اور (اَعْمَالًا) کو اس کی تمیز قرار دیا۔

یہ بھی غلط ہے کہ (اَعْمَالًا) اس کی تمیز نہیں بلکہ یہ بھی تمیز نسبت ہے پھر (بِالْاَخْسَرِیْنَ) کی (با) کو فعل مذکور سے متعلق قرار دے دیا۔

یہ بھی غلط ہے کہ یہ بائے زائدہ ہے جو کسی سے متعلق نہیں ہوا کرتی مگر ان فاضلانِ دیوبند کو اتنا شعور کہاں، سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا　　حالِ طفلاں زبوں شدہ است

یازدھم اسمائے کنایہ از عدد و آں دو لفظ است کَمْ و کَذَا
گیارہویں قسم عدد پر غیر واضح دلالت کرنے والے اسماء اور وہ دو لفظ ہیں کَمْ اور کَذَا
کَمْ بر دو قسم است استفہامیہ و خبریہ کَمْ استفہامیہ تمیز را
کَمْ دو قسم پر ہے استفہامیہ اور خبریہ کَمْ استفہامیہ تمیز کو
بنصب کند و کذا نیز چوں کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ وعِنْدِیْ
نصب کرتا ہے اور کذا بھی جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ اور عِنْدِیْ

کَذَا دِرْهَمًا و کَمْ خبریہ تمیز را بجر کند چوں کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ

کَذَا دِرْهَمًا اور کَمْ خبریہ تمیز کو جر کرتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ

وکَمْ دارٍ بَنَیْتُ وگاہے مِنْ جار بر تمیز کَمْ خبریہ آید چوں

اور کَمْ دارٍ بَنَیْتُ اور کبھی مِنْ جار کَمْ خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے

قولہ تعالیٰ وَکَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ تعالیٰ کا مقولہ وَ کَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ

قولہ: اسمائے کنایہ (کنایة) مصدر ہے جس کے لغت اور اصطلاح میں ایک معنی ہیں یعنی کسی معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جس کی دلالت اس پر واضح نہ ہو لیکن یہاں پر معنی مصدری مراد نہیں بلکہ وہ لفظ مراد ہے جس کی دلالت اس معین چیز پر واضح نہ ہو۔

قولہ: (کم) استفہامیہ، اس عدد کے لئے آتا ہے جو متکلم کے نزدیک مبہم ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم، اور

(کم) خبریۃ اس عدد کے لئے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک بسا اوقات معلوم۔

ترکیب

قولہ: کَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ. اس میں (کَمْ) استفہامیہ مبنی بر سکون مرفوع محلا ممیّز، (رَجُلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، (عِنْدَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (عِنْدَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا، (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کتنے مرد تیرے پاس ہیں۔

قوله: عِندِی کَذَا دِرهَمًا. اس میں (عِندِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِندَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (کَذَا) اسم کنایہ مرفوع محلاً مبنی بر سکون ممیز، (دِرھَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس اتنے درہم ہیں۔

قوله: کَمْ مَالٍ اَنفَقتُ. اس میں (کَمْ) خبریہ مبنی بر سکون منصوب محلاً ممیز مضاف، (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً تمیز مضاف الیہ، ممیز مضاف اپنے تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، (اَنفَقتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (اَنفَقتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: کتنا مال خرچ کر دیا میں نے۔

قوله: کَمْ دَارٍ بَنَیتُ. اس میں (کَمْ) خبریہ مبنی بر سکون منصوب محلاً ممیز مضاف، (دَارٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً تمیز مضاف الیہ، ممیز مضاف اپنے تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، (بَنَیتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (بَنَیتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: کتنے گھر بنا ڈالے میں نے۔

وَ کَمْ مِنْ مَلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغنِی شَفَاعَتُهُمْ شَیئًا اِلَّا مِنْ بَعدِ اَنْ یَاذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَشَاءُ وَ یَرضٰی. اس میں (کَمْ) خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز، (مِنْ) حرف جار زائد مبنی بر سکون (مَلَكٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، (فِی) حرفِ جار مبنی بر سکون (اَلسَّمٰوٰتِ) جمع مونث سالم مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٍ) مقدر کا (ثَابِتٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، (ثَابِتٍ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صفت، (مَلَكٍ) موصوف اپنی صفت سے مل کر تمیز،

ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، (لَا تُغْنِیْ) میں (لَا) برائے نفی مبنی بر سکون (تُغْنِیْ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مونث غائب (شَفَاعَةُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مصدر مضاف (هُمْ) میں (هَا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت (م) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، (شَفَاعَةُ) مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (شَیْئًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعولِ مطلق اِلَّا حرف استثنا مبنی بر سکون (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (بَعْدِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (یَاْذَنَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (لام) حرف جار مبنی بر کسر (مَنْ) اسم موصول مبنی بر سکون مجرور محلا (یَشَاءُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلالت (ها) ضمیر منصوب متصل مقدر مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، (یَشَاءُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ (واو) حرفِ عطف مبنی بر فتح (یَرْضٰی) فعل مضارع معروف مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلالت، (عَنْهُ) مقدر جس میں (عَنْ) حرف جار مبنی بر سکون (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (یَرْضٰی) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، (یَشَاءُ) معطوف علیہا اپنے معطوف سے مل کر صلہ، (مَنْ) موصول اسمی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (یَأْذَنَ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر صلہ، (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ، (بَعْدِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو، (لَا تُغْنِیْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آسمانوں میں رہنے والے کثیر فرشتوں کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دیدے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔

تنبیہ ۲۰۳ تا ۲۰۶

(المصباح المنیر) میں ص: ۱۳۵ پر اور (مہر منیر) میں ص: ۱۲۶ پر (کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ) کا ترجمہ کیا ہے (تیرے پاس کتنے آدمی ہیں)

اقول: یہ ترجمہ غلط ہے اس لئے کہ (رَجُلًا) کے معنی (آدمی) نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں (مرد) جس کا اطلاق بالغ پر ہوتا ہے بخلاف (آدمی) کہ بالغ اور نابالغ دونوں کو شامل ہے۔

پھر اوّل نے اسی صفحہ پر تحریر کیا کہ (لفظ گاہے سے اس طرف اشارہ کیا کہ استعمال اکثری تو یہ ہے کہ کم خبریة کی تمیز منصوب ہو مگر کبھی حرفِ جار داخل ہونے سے مجرور ہو جاتی ہے)

یہ بھی غلط ہے اور نحو میر نہ سمجھنے پر مبنی، اس لئے کہ (کم) خبریہ کی تمیز تو کبھی منصوب نہیں ہوتی چہ جائیکہ اکثر اور لفظِ (گاہے) سے اس طرف اشارہ ہوا کہ (کم) خبریہ کی تمیز پر کبھی (مِنْ) حرف جار آتا ہے اور اکثر اوقات نہیں آتا، مصنف علیہ الرحمتہ نے تو اس سے پہلے خود فرمایا کہ (کم خبریہ تمیز را بجر کند) مگر ان فاضلانِ دیوبند کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہیں اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔

پھر دوم نے صفحہ مذکورہ پر تحریر کیا کہ (مصنف علیہ الرحمتہ نے یہاں پر مذہب مشہور کی پیروی کرتے ہوئے صرف کم خبریة کے ساتھ (مِنْ) کا استعمال بیان کیا ہے ورنہ ابن حاجب کا قول ہے کہ (مِنْ) جارّہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں پر آسکتا ہے (دیکھو کافیہ) مگر امام رضی شارح کافیہ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کم استفہامیہ پر (مِنْ) آتا ہو اور نہ آج تک کسی کتاب میں میں نے دیکھا، البتہ علامہ زمخشری نے آیت (سَلْ بَنِیْ اِسْرَاۤئِیْلَ كَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ) میں لکھا ہے کہ یہاں کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں طرح کا ہو سکتا ہے)

اقول: بچند وجوہ یہ بھی غلط ہے:

اوّلًا: اس لئے کہ یہاں پر خود کم استفہامیہ اور خبریہ پر (مِنْ) کے دخول میں کلام نہیں حتیٰ کہ علامہ ابن حاجب علیہ الرحمتہ کا قول مذکور یہاں پر نقل کرنا درست ہو۔

ثانیًا: اس لئے کہ قول مذکور کی نسبت شارح رضی کی جانب افترائے خالص ہے شارح رضی نے ہرگز نہیں کہا کہ (مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کم استفہامیہ پر (مِنْ) آتا ہو اور نہ آج تک کسی کتاب میں میں نے دیکھا) کیونکہ انہوں نے اپنی شرح میں ص:۹۲ پر خود تصریح کی ہے کہ (کم) استفہامیہ اور خبریہ دونوں پر عامل رفع، عامل نصب، عامل جر، آتا ہے اور عامل جر حرفِ جار بھی ہے اور حرفِ جار میں (مِنْ) بھی داخل آپ کو مثال نہ ملتی ہو تو ہم سے سنئے کسی نے آپ سے دریافت کیا مِنْ كَمْ مَجْلِسٍ اُخْرِجْتَ تم کتنی مجلسوں سے نکالے

گئے، تو اس میں (کــم) استفہامیہ ہے اور اس پر (مِـنْ) داخل، بلکہ کلام (کــم) استفہامیہ اور خبریہ کی تمیز پر (مِـنْ) کے دخول میں ہے اور علامہ ابن حاجب علیہ الرحمتہ نے دونوں کا اثبات فرمایا، شارح رضی نے (کــم) استفہامیہ کی تمیز کے بارے میں کہا کہ مجھے اس کی تمیز پر (مِنْ) کا دخول نہ نثر میں دستیاب ہوا نہ نظم میں، نہ کتب نحو میں سے کسی کتاب نے اس کے جواز پر دلالت کی۔

ثــالثًــا: اس لئے کہ (البتہ زمخشری نے الخ) کو شارح رضی کا مقولہ قرار دینا صحیح نہیں جیسے کہ عبارت اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ یہ مقولہ تو شرح جامی میں عارف جامی قدس سرہ کا ہے جو شارح رضی پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ تم کہتے ہو (کمْ) استفہامیہ کی تمیز پر (مِنْ) کا دخول مجھے نہ نثر میں دستیاب ہوا نہ نظم میں، حالانکہ زمخشری نے آیت کریمہ مذکورہ میں (کمْ) کا استفہامیہ ہونا جائز قرار دیا ہے اور اس کی تمیز پر (مِنْ) داخل ہے تو نثر میں (کــم) استفہامیہ کی تمیز پر (مِـنْ) کا دخول موجود ہے اور زمخشری کی کتاب نے بھی جواز کی تصریح کردی بلکہ عارفِ جامی قدس سرہ السامی سے پہلے زمخشری کا قول مذکور نقل کر کے سید شریف قدس سرہ الطیف نے حواشی شرح رضی میں یہ بھی فرمایا کہ علامہ تفتازانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا کہ آیت کریمہ مذکورہ میں بقرینہ (سَلْ) یہ (کم) استفہامیہ ہے نہ خبریہ، جب ثابت ہوا کہ زمخشری کا قول مذکور شارح کے رَد میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کو شارح رضی کی طرف منسوب کرنا بے عقلی نہیں تو اور کیا ہے مگران فاضلانِ دیوبند سے بے عقلی کی باتیں بعید نہیں۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملاّ ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

قسم دوم در عوامل معنوی **بدانکه** عوامل معنوی بر دو

دوسری قسم عوامل معنوی کے بیان میں جان لو کہ عوامل معنوی دو

قسم است اوّل ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را

قسم پر ہیں، پہلی قسم ابتدا یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا جو مبتدا اور خبر کو

برفع کند چوں زَیْدٌ قَائِمٌ وایں جا گویند کہ زید مبتدا است

رفع کرتا ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور اس ترکیب میں کہتے ہیں کہ زید مبتدا ہے

مرفوع بابتدا وقَائِمٌ خبر مبتدا است مرفوع بابتدا وایں جا دو

ابتدا کے سبب مرفوع اور قَائِمٌ مبتدا کی خبر ہے ابتدا کے سبب مرفوع اور اس ترکیب میں دو

مذہب دیگر است یکے آنکہ ابتدا عامل است در مبتدا و مبتدا

مذہب اور ہیں ایک یہ کہ ابتدا عامل ہے مبتدا میں اور مبتدا

در خبر و دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل است در دیگر،

خبر میں اور دوسرا یہ کہ مبتدا و خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے،

دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را

دوسری قسم فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب اور جازم سے فعل مضارع کو

برفع کند چوں یَضْرِبُ زَیْدٌ اینجا یَضْرِبُ مرفوع است

رفع کرتا ہے جیسے یَضْرِبُ زَیْدٌ اس ترکیب میں یَضْرِبُ مرفوع ہے

زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم تمام شد عوامل نحو

کیونکہ خالی ہے ناصب اور جازم سے تمام ہوئے نحو کے عوامل

بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے

قولہ: عوامل معنوی۔

سوال: عامل معنوی اور عامل لفظی کس عامل کو کہتے ہیں؟

جواب: لفظی عامل اس کو کہتے ہیں جس کا زبان سے تلفظ کرسکیں اور اگر اس کا تلفظ نہ ہوسکے تو اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ کرسکیں جیسے (اَنْ) ناصبہ عامل لفظی ہے کہ بعض صورتوں میں اس کا تلفظ کرتے ہیں جب کہ یہ مذکور ہو اور بعض صورتوں میں اس کا تلفظ نہیں ہوتا جب کہ یہ (حتّٰی) وغیرہ کے بعد مقدر ہو لیکن (حتّٰی) وغیرہ کا تلفظ ہوتا ہے جو اس پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا یہ عامل لفظی ہوا اور جو عامل ایسا نہ ہو اس کو معنوی عامل کہتے ہیں جیسے ابتداء، یعنی اسم کا عامل لفظی سے خالی ہونا، جو مبتدا اور خبر کو رفع کرتا ہے تو یہ خالی ہونا ملفوظ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح فعل مضارع کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا ملفوظ نہیں اور یہ ناصب اور جازم سے خالی ہونا فعل مضارع کو رفع کرتا ہے نحویوں کے نزدیک عامل معنوی یہی دو ہیں، باقی لفظی۔

ترکیب

قولہ: زَیْدٌ قَائِمٌ. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھــو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

قولہ: یَضْرِبُ زَیْدٌ. اس میں (یَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (یَضْرِبُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید مارتا ہے یا مارے گا۔

قولہ: تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ. اس میں (تمام) خبر مقدم (شد) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (فعل ناقص) (عوامل) مضاف، (نحو) مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم، (با) حرف جار مبنی بر کسر (توفیق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مصدر مضاف (اسم جلالت) مفرد منصرف

صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً بنابر فاعلیت ذوالحال، (تعالیٰ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (تعالیٰ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، منصوب محلاً ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ (توفیق) مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (عَوْنِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مصدر مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنابر فاعلیت (عَونِ) مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (تَمَّ) فعل ناقص اپنے اسم و خبر اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تمام ہوئے نحو کے عوامل اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب است و

خاتمہ متفرق فائدوں کے بیان میں جن کا جاننا واجب ہے اور

آں سہ فصل است فصل اوّل در توابع بدانکہ

وہ تین فصل پر مشتمل ہے، پہلی فصل توابع کے بیان میں جان لو کہ

تابع لفظے است کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق

تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ سے دوسرے مرتبہ میں ہو پہلے لفظ کے اعراب کے ساتھ

از یک جہت و لفظ سابق را متبوع گویند و حکم تابع آن

ایک جہت سے اور پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں اور تابع کا حکم یہ

است کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع

ہے کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کی طرح ہوتا ہے اور تابع پانچ قسم

است اوّل صفت واو تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در

پر ہے، پہلی قسم صفت اور وہ ایسا اسم تابع ہے جو دلالت کرے ایسے معنی پر کہ وہ

متبوع باشد چوں جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در

متبوع میں ہوں جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ یا ایسے معنی پر جو

متعلق متبوع باشد چوں جَاءَ نِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا

متبوع کے متعلق میں ہوں جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا

اَبُوہٗ مثلاً اوّل در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر

اَبُوہٗ مثلاً پہلی صفت دس چیزوں میں متبوع کی طرح ہوتی ہے معرفہ اور نکرہ ہونے میں

و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ و جمع و رفع و نصب و جر چوں

اور مذکر اور مونث ہونے میں اور مفرد و مثنّٰی و مجموع ہونے میں اور مرفوع و منصوب و مجرور ہونے میں جیسے

عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ و رَجُلَانِ عَالِمَانِ و رِجَالٌ

عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اور رَجُلَانِ عَالِمَانِ اور رِجَالٌ

عَالِمُوْنَ و اِمْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ و اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ و نِسْوَۃٌ

عَالِمُوْنَ اور اِمْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ اور اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ اور نِسْوَۃٌ

عَـالِـمَـاتٌ اَمَّاقسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز،

عَـالِـمَـاتٌ لیکن دوسری قسم متبوع کی طرح صرف پانچ چیزوں میں ہوتی ہے

تعریف و تنکیر و رفع ونصب و جر چوں جَـائَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ

معرفہ ونکرہ ہونے میں اور مرفوع و منصوب و مجرور ہونے میں جیسے جَـاءَنِی رَجُلٌ عَـالِمٌ

اَبُوهُ بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں

اَبُوهُ جان لو کہ نکرہ کو جملہ خبریہ کے ساتھ موصوف کیا جا سکتا ہے جیسے

جَاءَنِی رَجُلٌ اَبُوهُ عَالِمٌ ودر جملہ ضمیر عائد بنکرہ لازم باشد

جَاءَنِی رَجُلٌ اَبُوهُ عَالِمٌ اور جملہ میں نکرہ کی طرف راجع ہونے والی ضمیر لازم ہوتی ہے

قولہ: اوّل در دہ چیز موافق متبوع باشد۔

سوال: مصنف علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ پہلی صفت دس چیزوں میں موصوف کی طرح ہوتی ہے اور اس کی مثال یہ پیش فرمائی (عِـنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ) اس میں (رَجُلٌ) موصوف ہے اور (عَالِمٌ) صفت، لیکن دونوں دس چیزوں میں مطابق نہیں؟

جواب: یہ مراد نہیں کہ ہر ترکیب میں یہ دسوں پائی جائیں گی، بلکہ مراد یہ ہے کہ صفت کی اپنے موصوف کے ساتھ موافقت انہیں دس میں ضروری ہے نہ ان کے غیر میں لیکن ان دس میں بعض ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ہر ترکیب میں اُن میں سے ایک ہی ہوگا جیسے تعریف و تنکیر ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ان میں سے ہر ترکیب میں ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح تذکیر و تانیث ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح افراد و تثنیہ و جمع ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا، اسی طرح رفع ونصب و جر ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔

نظر بر آں ہر ترکیب میں ان میں سے چار پائے جائیں گے، چنانچہ ترکیب مذکور میں چار پائے جا رہے ہیں (رَجُلٌ) موصوف نکرہ ہے (عَالِمٌ) صفت بھی نکرہ، موصوف مذکر ہے صفت بھی مذکر، موصوف مفرد ہے صفت بھی مفرد، موصوف مرفوع ہے صفت بھی مرفوع، ان دس کے علاوہ کسی اور چیز میں موافقت ضروری نہیں مثلاً یہ ضروری نہیں کہ موصوف مبنی ہو تو صفت بھی مبنی ہو، یا موصوف معرب ہو تو صفت بھی معرب یا موصوف غیر منصرف ہو تو صفت بھی غیر منصرف، یا موصوف منصرف ہو تو صفت بھی منصرف، اسی طرح دوسری صفت کی موافقت مذکورہ پانچ میں ضروری ہے، نہ ان کے غیر میں لیکن ہر ترکیب میں ان میں سے دو ہی پائے جائیں گے۔ تعریف و تنکیر میں سے ایک، اور رفع و نصب و جر میں سے ایک، چنانچہ مصنف علیہ الرحمتہ کی پیش کردہ دونوں صفت کی مثالوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

ترکیب

قولہ: جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (عَالِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، (عَالِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک علم والا مرد آیا۔ یہ پہلی صفت کی مثال ہے جو موصوف کے ساتھ تنکیر، افراد، تذکیر، رفع میں موافق ہے۔

قولہ: جَاءَنِي رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ. میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (حَسَنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (غُلَامُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (غُلَامُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (حَسَنٌ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک حسین غلام والا مرد آیا۔ یہ دوسری صفت کی مثال ہے جو پانچ مذکورہ چیزوں میں موصوف کے موافق ہے جن میں سے دو پائی جا رہی

ہیں، تنکیر اور رفع، یا (غُلَامُہٗ) کی جگہ (اَبُوہ) رکھ دیں جیسے۔

قولہ: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ اَبُوْہُ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (حَسَنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبّرہ سے مرفوع بواو مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (حَسَنٌ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک حسین باپ والا مرد آیا۔ اب یہ دو مثالیں ہو گئیں۔ اوّل میں صفت مشبہ کا فاعل مفرد منصرف صحیح ہے اور دوم میں اسمائے ستہ مکبّرہ سے۔

قولہ: عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (عِنْدِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (عَالِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، (عَالِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک دانا مرد ہے۔

قولہ: رَجُلَانِ عَالِمَانِ بتقدیر عِنْدِیْ یعنی عِنْدِیْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔ (ثَابِتَان) مقدر کا (ثَابِتَان) مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (ھُمَا) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے موخر، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ثَابِتَانِ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (رَجُلَانِ) مثنیٰ

مرفوع بالف موصوف، (عَالِمَان) مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ۔ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (میم) حرفِ عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (عَالِمَان) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلَان) موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس دو دانا مرد ہیں۔

قولہ: رِجَالٌ عَالِمُونَ بتقدیر عِنْدِیْ یعنی

عِنْدِیْ رِجَالٌ عَالِمُونَ اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتُونَ) مقدر کا (ثَابِتُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هُمْ) پوشیدہ جس میں (هَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے موخر، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (ثَابِتُونَ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (رِجَالٌ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف، (عَالِمُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هُمْ) پوشیدہ جس میں (هَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (عَالِمُونَ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رِجَالٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس دانا مرد ہیں۔

قولہ اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ بتقدیر عِنْدِیْ یعنی

عِنْدِیْ اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتَةٌ) مقدر کا (ثَابِتَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مونث اس میں (هِیَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے موخر، (ثَابِتَةٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (اِمْرَأَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (عَالِمَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مونث اس میں (هِیَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، (عَالِمَةٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (اِمْرَأَةٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک دانا عورت ہے۔

قولہ: اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ بتقدیر عِنْدِیْ یعنی **عِنْدِی اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ**. اس میں (عِنْدِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتَتَان) مقدر کا (ثَابِتَتَان) مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مونث اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے موخر، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (ثَابِتَتَان) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (اِمْرَأَتَانِ) مثنیٰ مرفوع بالف موصوف، (عَالِمَتَان) مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مونث اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (عَالِمَتَان) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (اِمْرَأَتَان) موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس دو دانا عورتیں ہیں۔

قولہ: نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ بتقدیر عِنْدِیْ یعنی **عِنْدِی نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ**. اس میں (عِنْد) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون (عِنْد) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِتَاتٌ) مقدر کا (ثَابِتَاتٌ) جمع مونث سالم مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ جمع مونث اس میں (هُنَّ) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے موخر، (نون) مشدد علامت جمع مونث مبنی بر فتح (ثَابِتَاتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، (نِسْوَةٌ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف، (عَالِمَاتٌ) جمع مونث سالم مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ جمع مونث اس میں (هُنَّ) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (نون) مشدد علامت جمع مونث مبنی بر فتح (عَالِمَاتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت (نِسْوَةٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس دانا عورتیں ہیں۔

قولہ: جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (رَجُلٌ)

مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (عَالِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (اَبُو) اسمائے ستہ مکبّرہ سے مرفوع بواو مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (عَالِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس دانا باپ والا مرد آیا۔

قوله: جَاءَ نِی رَجُلٌ اَبُوهُ عَالِمٌ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، (اَبُو) اسمائے ستہ مکبّرہ سے مرفوع بواو مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، (اَبُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، (عَالِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (عَالِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، مرفوع محلاً (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ دانا ہے۔

۲۰۷ تا ۲۱۱ تنبیہ

(المصباح المنیر) میں ص:۱۳۸ پر اور (مہر منیر) میں ص:۱۲۹ پر (جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک عالم آدمی آیا)

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ (رَجُل) کا ترجمہ آدمی نہیں بلکہ مرد ہے کما مرّ۔

پھر انہیں صفحات پر دونوں نے جَاءَ نِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جس کا غلام خوبصورت ہے)

یہ بدو وجہ غلط:

اوّلاً: اس لئے کہ (رَجُل) کا ترجمہ (شخص) نہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ (حَسَن) صفت مشبہ کی اسناد اپنے فاعل کی جانب ناقص ہوتی ہے نہ تام اور لفظ

(ہے) اسناد تام کا ترجمہ ہے نہ ناقص کا کما سبق فی اوّل الکتاب۔

پھر اوّل نے ص:۱۳۹ پر اور دوم نے ص:۱۳۱ پر (جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوهُ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس وہ مرد آیا جس کا باپ عالم ہے) یہ بیک وجہ غلط ہے کہ (عالم) اسم فاعل کی اسناد بھی اپنے فاعل کی طرف ناقص ہوتی ہے تو اس اسناد کا ترجمہ بھی (ہے) نہیں ہو سکتا البتہ بقوائے

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

اس مثال میں (رجل) کا ترجمہ دونوں صاحبان صحیح کر گئے ہیں۔

ناظرین! ہمارا یہ کہنا کہ غلطی سے صحیح ترجمہ کر گذرے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد کی مثال (جَاءَ نِی رَجُلٌ اَبُوهُ عَالِمٌ) کا ترجمہ دوم نے یہ کیا ہے:

(میرے پاس ایک شخص آیا جس کا باپ عالم ہے) اور گذشتہ مثالوں میں دونوں صاحبان نے (رجُل) کا ترجمہ (شخص) اور (آدمی) کیا ہے۔ پھر دونوں نے اس مثال کی ترکیب میں (اَبُوه) مقدم کو (عَالِمٌ) موخر کا فاعل قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دوم تاکید و او تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در
دوسری قسم تاکید اور وہ ایسا اسم تابع ہے جو متبوع کے حال کو پختہ کر دے
نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند و تاکید بر دو قسم است
نسبت میں یا شمول میں تاکہ سامع کو شک نہ رہے اور تاکید دو قسم پر ہے
لفظی و معنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں زَیْدٌ
لفظی اور معنوی، تاکید لفظی لفظ کو دوبارہ ذکر کرنے سے ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ

زَیْدٌ قَائِمٌ و ضَرَبَ زَیْدٌ و اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ و

زَیْدٌ قَائِمٌ اور ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ اور اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اور

تاکید معنوی بہ ہشت لفظ است نَفْس وعَیْنُ و کِلَا و

تاکید معنوی آٹھ لفظ سے ہوتی ہے نَفْس اور عَیْن اور کِلَا اور

کِلْتَا و کُل و اَجْمَعْ و اَکْتَعْ و اَبْتَعْ و اَبْصَعْ چوں

کِلْتَا اور کُل اور اَجْمَعْ اور اَکْتَعْ اور اَبْتَعْ اور اَبْصَعْ جیسے

جَاءَ نِی زَیْدٌ نَفْسُهٗ و جَاءَ نِی الزَّیْدَان اَنْفُسُهُمَا و

جَاءَ نِی زَیْدٌ نَفْسُهٗ اور جَاءَ نِی الزَّیْدَان اَنْفُسُهُمَا اور

جَائَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ و عین رابریں قیاس کن و

جَائَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ اور عین کو اس پر قیاس کرلو اور

جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا و الْهِنْدَانِ کِلْتَا هُمَا کِلَا

جَاءَ نِی الزَّیْدَان کِلَاهُمَا اور الْهِنْدَان کِلْتَا هُمَا کِلَا

و کِلْتَا خاص اند بمثنّٰی وجَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ

اور کِلْتَا خاص ہیں مثنّٰی کے ساتھ اور جَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ

و اَکْتَعُونَ و اَبْتَعُونَ و اَبْصَعُونَ **بدانکه** اَکْتَع و

اور اَکْتَعُونَ اور اَبْتَعُونَ اور اَبْصَعُونَ جان لو کہ اَکْتَعْ اور

اَبْتَعْ و اَبْصَعْ اتباع اند بہ اَجْمَعُ پس بدون اَجْمَع و

اَبْتَعْ اور اَبْصَعْ تابع ہیں اَجْمَعُ کے پس بغیر اَجْمَع کے ۔اور

مقدم بر اَجْمَع نباشند

مقدم اَجْمَع پر نہیں ہوتے

قولہ: تاکید

سوال: تاکید متبوع کے حال کو نسبت میں پختہ کرتی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ تاکید متبوع کے منسوب الیہ ہونے کو پختہ کرتی ہے جیسے زَیْدٌ، زَیْدٌ قَائِمٌ میں (زَیْد) اوّل منسوب الیہ ہے (زید) ثانی نے اس کے منسوب الیہ ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کر دیا بایں معنیٰ کہ (زید) ثانی نے یہ بتایا کہ (قَائم) مذکور کا منسوب الیہ زید ہی ہے کوئی اور نہیں۔ یا متبوع کے منسوب ہونے کو پختہ کرتی ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ قَائِمٌ میں (قَائِمٌ) اوّل منسوب ہے (قَائِمٌ) ثانی نے اس کے منسوب ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کر دیا بایں معنیٰ کہ (قَائِمٌ) ثانی نے یہ بتایا کہ (زید) مذکور کا منسوب (قَائِمٌ) ہی ہے کوئی اور نہیں۔

سوال: شمول میں پختہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ متبوع اگر افراد والا ہے تو تاکید سے متبوع کے تمام افراد کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی ہے جیسے اَلْاِنْسَانُ کُلُّهٗ حَیْوَانٌ میں (اَلْاِنْسَانُ) تمام افراد کو شامل ہے لفظ (کُل) نے اس شمول کی پختگی کر دی۔

اور اگر متبوع اجزاء والا ہے تو متبوع کے تمام اجزا کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی ہے۔

جیسے (جَاءَ الْقَومُ کُلُّھُمْ) میں (اَلْقَومُ) کل اجزاء کو شامل ہے لفظ (کُل) نے اس شمول کو پختہ کر دیا۔

سوال: مصنف علیہ الرحمتہ نے تاکید کی تعریف کے بعد فرمایا، (وتاکید بر دو قسم است) اور چاہیے یہ تھا کہ یوں فرماتے (واو بر دو قسم است) یعنی بجائے لفظ (تاکید) ضمیر (اُوْ) لاتے کیونکہ (تاکید) کا پہلے ذکر آ چکا اور جب کسی چیز کو ایک مرتبہ ذکر کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے تو اس کو بنظر تخفیف ضمیر سے ذکر کیا کرتے ہیں، تو بجائے ضمیر (اُوْ) لفظ (تاکید) ذکر کرنے میں کیا نکتہ ہے؟

جواب: بجائے ضمیر لفظ (تاکید) ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ تاکید جس کو دو قسم پر بتایا جا رہا ہے وہ نہیں جو پہلے مذکور ہو چکی کہ وہ تو اصطلاحاً صرف اسم ہوتی ہے جو نسبت یا شمول کی پختگی پر دلالت کرتی ہے اور یہ اسم، فعل، حرف، سب کو شامل ہے، اسی واسطے آئندہ تینوں کی مثالیں بیان فرمائی ہیں اور اگر (واو بر دو قسم است) فرماتے تو اس ضمیر کا مرجع تاکید مذکور ہوتی جو نسبت یا شمول کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔ اس تقدیر پر اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ کا ذکر درست نہ ہوتا کہ (اِنَّ) ثانی نہ نسبت کی پختگی پر دلالت کرتا ہے نہ شمول کی پختگی پر، کیونکہ (اِنَّ) اوّل نہ منسوب الیہ ہے نہ منسوب حتیٰ کہ (اِنَّ) ثانی اس کے منسوب الیہ یا منسوب ہونے کی پختگی پر دلالت کرے نہ (اِنَّ) اوّل کے افراد ہیں نہ اجزا جیسے (اَلْاِنْسَانُ) اور (قوم) کے ہوتے ہیں حتیٰ کہ (اِنَّ) ثانی شمول افراد یا شمول اجزاء کی پختگی پر دلالت کرے پس لازم آتا ہے کہ تاکید کی تعریف مذکور جامع نہ ہو اسی واسطے (واو بر دو قسم است) نہ فرمایا **ھذا مایخطر بالبال و اللّٰہ تعالٰی اعلم بحقیقۃ الحال۔**

سوال: تاکید کو لفظی اور معنوی کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: لفظی منسوب ہے لفظ کی طرف یعنی لفظ والی چونکہ یہ تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے اس لئے لفظی کہتے ہیں، اور معنوی منسوب ہے معنی کی طرف یعنی معنی والی چونکہ یہ بملاحظہ معنی حاصل ہوتی اس لئے معنوی کہتے ہیں۔

ترکیب

قولہ: زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ. اس میں (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (زَیْدٌ) ثانی تاکید، (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید زید کھڑا ہے۔

قوله: ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ. اس میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (ضَرَبَ) ثانی تاکید (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مارا مارا زید نے۔

قولہ: اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ. اس میں (اِنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی برفتح (اِنَّ) ثانی تاکید (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم، (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے اسمِ اِنَّ، (قَائِمٌ) اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، (اِنَّ) اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک بے شک زید کھڑا ہے۔

قوله: جَاءَنِی زَیْدٌ نفسُهٗ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی برکسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برسکون، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مؤکّد، (نَفْسُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکّد، (نَفْسُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکّد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس خود زید آیا۔

قوله: جَاءَنِی الزَّیْدَان انفسُهُمَا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی برکسر، (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برسکون، (اَلزَّیْدَان) مثنیٰ مرفوع بالف مؤکّد، (اَنفُسُ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، (هُمَا) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکّد، (میم) حرف عماد مبنی برفتح (الف) علامت تثنیہ مبنی برسکون، (اَنفُسُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکّد تاکید سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس دونوں زید خود آئے۔

قوله: جَاءَنِی الزَّیْدُونَ انفسُهُمْ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی برکسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برسکون، (اَلزَّیْدُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم مؤکّد، (اَنفُسُ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، (ھم) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکد، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون،

(اَنْفُسُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کرتا کید، موکّد تاکید سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس سب زید خود آئے۔

قوله: جَاءَ نِی الزَّیْدَان کِلَاهُمَا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلزَّیْدَان) مثنیٰ مرفوع بالف موکّد، (کِلَا) مرفوع بالف مضاف، (هُمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موکّد، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون، (کِلَا) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، موکّد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں زید آئے۔

جَاءَ نِی الْهِنْدَان کِلْتَاهُمَا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْهِنْدَان) مثنیٰ مرفوع بالف موکد، (کِلْتَا) مرفوع بالف مضاف، (هُمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موکد، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (کِلْتَا) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کرتا کید، موکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں ہندا آئیں۔

قوله: جَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ وَاَکْتَعُوْنَ وَ اَبْتَعُوْنَ وَ اَبْصَعُوْنَ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا موکد، (کُلُّ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، (هُمْ) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موکد، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، (کُلُّ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کرتا کید اوّل، (اَجْمَعُوْنَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (اَکْتَعُوْنَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف، (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (اَبْتَعُوْنَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف، (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (اَبْصَعُوْنَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف، (اَجْمَعُوْنَ) معطوف علیہ اپنے

معطوفات سے مل کر تاکید دوم، موکد اپنی دونوں تاکید سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس کل، سب کی سب، ساری کی ساری قوم آئی۔

تنبیہ
۲۱۲ تا ۲۱۳

(المصباح المنیر ص:۱۴۲) میں (جَاءَ تْنِي الهِنْدَانِ كِلْتَا هُمَا) کا ترجمہ کیا ہے (دونوں ہندہ میرے پاس آئی)

اقول: یہ بدو وجہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ (هِنْدَان) تثنیہ (هِنْد) کا ہے نہ (هِنْدَه) کا کافیہ میں ہے فَهِنْدٌ مُنْصَرِفٌ اسی (هند) کا تثنیہ ہے (هِنْدَان) تو ترجمہ میں (هندة) کہنا غلط ہوا۔

ثانیاً: اس لئے کہ دو کے لئے (آئی) کہنا درست نہیں بلکہ (آئیں) کہا جائے گا۔ ان فاضلانِ دیو بند کی اردو بھی صحیح نہیں۔ اگر کافیہ یاد ہوتا اور اردو با قاعدہ پڑھی ہوتی تو ایسے اغلاط میں آلودہ نہ ہوتے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر

تیسری قسم بدل اور وہ ایسا اسم تابع ہے جو مقصود بہ نسبت ہو اور بدل

چهار قسم است بَـدْلُ الْكُلْ و بَـدْلُ الْإِشْتِمَالُ و

چار قسم پر ہے بَدْلُ الْكُل اور بَدْلُ الْإِشْتِمَال اور

بَدْلُ الْغَلَطْ وبَـدْلُ الْبَعْضْ، بَدْلُ الْكُل آن است کہ

بَدْلُ الْغَلَط اور بَدْلُ الْبَعْض، بَدْلُ الْكُل وہ اسم تابع ہے

مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جَاءَ نِی زَیْدٌ اَخُوْكَ

جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ اَخُوْكَ

وبدل البعض آن است کہ مدلولش جزوِ مبدل منہ باشد

اور بدل البعض وہ اسم تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا جزو ہو

چوں ضُرِبَ زَیْدٌ رَاسُهٗ و بدل الاشتمال آن است

جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ رَاسُهٗ اور بدل الاشتمال ایسا اسم تابع ہے

کہ مدلولش متعلق مبدل منہ باشد چون سُلِبَ زَیْدٌ ثَوبُهٗ

جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوبُهٗ

و بدل الغلط آن است کہ بعد از غلط بلفظ دیگر یاد کنند

اور بدل الغلط ایسا اسم تابع ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے لفظ سے ذکر کریں

چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ

جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ

ترکیب

قولہ: جَاءَ نِی زَیْدٌ اَخُوْكَ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (زَیْدٌ) مفرد منصرف

صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ،(اَخُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف،(كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح،(اَخُو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل الکل، مبدل منہ اپنے بدل الکل سے مل کر فاعل (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید تیرا بھائی آیا۔

قوله: ضُرِبَ زَيْدٌ رَأْسُهُ. اس میں (ضُرِبَ) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ،(رَأْسُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف،(ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبدل منہ،(رَأْسُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر نائب فاعل،(ضُرِبَ) فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: پیٹا گیا زید اس کا سر۔

قوله: سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ. اس میں (سُلِبَ) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ،(ثَوْبُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف،(ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبدل منہ،(ثَوْبُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل الاشتمال، مبدل منہ اپنے بدل الاشتمال سے مل کر نائب فاعل (سُلِبَ) فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: کھینچا گیا زید اس کا کپڑا۔

قوله: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ. اس میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (رَجُلٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مبدل منہ،(حِمَارٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً بدل الغلط، مبدل منہ اپنے بدل الغلط سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو،(مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں ایک مرد کے پاس سے گذرا (بلکہ) گدھے کے پاس سے۔

تنبیہ [۲۱۴]

(المصباح المنیر ص:۱۴۴) میں اور (مہر منیر ص:۱۳۵) میں (مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ) میں واقع (رَجُل) کا ترجمہ (شخص) اور (آدمی) کے ساتھ کیا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے بلکہ اس کا ترجمہ (مرد) ہے کما سبق۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چھارم عطف بحرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت
چوتھی قسم معطوف بحرف اور وہ ایسا اسم تابع ہے جو اپنے متبوع
با متبوعش بعد از حرف عطف چوں جَاءَ نِی زَیْدٌ وَ عَمْرٌو
کے ساتھ حرف عطف کے بعد نسبت سے مقصود ہو جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ و عَمْرٌو
وحرف عطف دہ است، در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ و
اور حرفِ عطف دس ہیں، تیسری فصل میں ذکر کریں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور
اورا عطف نسق گویند
اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں

قولہ: عطف بحرف، میں (عطف) مصدر بمعنی (معطوف) اسم مفعول ہے کیونکہ اس کے بعد مصنف علیہ الرحمتہ نے جو تعریف بیان فرمائی ہے یعنی (واو تابعیست الخ) وہ معطوف بحرف کی ہے نہ (عطف بحرف) معنی مصدری کی، **نظر بر آں** تابع مذکور کا ایک نام ہوا (عطف بحرف) پھر مصنف علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ تابع مذکور کو (عطف نسق) بھی کہتے ہیں اس میں بھی (عطف) بمعنی (معطوف) ہے اور (نسق) بمعنی (منسوق) یعنی (مُرَتَّبْ) اور یہ مرکب توصیفی ہے اب معنی یہ ہوئے (معطوف مُرَتَّبْ) اور (مُرَتَّبْ) وہ چیز جو اپنے (رتبہ) پر رکھی گئی ہو، اور اس معطوف کا اپنے رتبہ پر ہونا بایں معنی کہ اپنے متبوع سے موخر ہوتا ہے کیونکہ تابع کا رتبہ متبوع سے متاخر ہے بایں وجہ اس کو (عطف نسق) کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ یہ وجہ دوسرے توابع میں بھی پائی

جاتی ہے لیکن وجہ تسمیہ میں اطراد وانعکاس نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ سوال وارد نہ ہوگا کہ وجہ مذکور دوسرے توابع میں بھی پائی جاتی ہے۔ **نظر بر آں** ان کو بھی (عطف نسق) کے ساتھ موسوم کیا جائے **هٰذا ما یخطر بالبال واللّٰه تعالٰی اعلم بحقیقة الحال** اور حاشیہ ملا عبد الغفور علیہ الرحمتہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ (عطف نسق) میں (نسق) بمعنی (طریقہ) ہے کہ لغت میں اس کے یہ معنی بھی آتے ہیں بریں تقدیر یہ مرکب اضافی ہوا۔ اور مراد یہ کہ ایک طریقہ والا معطوف یعنی وہ معطوف جو اپنے متبوع کے ساتھ ایک طریقہ پر ہو، اور وہ ایک طریقہ یہ ہے کہ دونوں نسبت سے مقصود ہوتے ہیں۔

ترکیب

قوله: جَاءَ نِی زَیْدٌ وَ عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید اور عمرو آئے۔

پنجم عطف بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوعش را

پانچویں قسم عطف بیان اور وہ ایسا اسم تابع غیر صفت ہے جو اپنے متبوع کو

روشن گرداند چوں اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ

واضح کرے جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ یہ جب کہ

بعلم مشہور تر باشد وجَاءَ نِی زَیْدٌ اَبُو عُمَرَ وقتیکہ بکنیت

علم کے ساتھ معطوف علیہ مشہور زیادہ ہو، اور جَاءَ نِی زَیْدٌ اَبُو عُمَرَ یہ جب کہ معطوف علیہ کنیت کے ساتھ

مشہورتر باشد

زیادہ مشہور ہو

قولہ: وکنیتہ بکنیت الخ۔

سوال: (کنیت) کس کو کہتے ہیں؟

جواب: (علم) جس کی تعریف گذر گئی نحویوں کی اصطلاح میں اس کی تین قسم ہیں۔

اگر اس کے شروع میں لفظ (اب) ہو یا (ابن) یا (ام) یا (بنت) تو اس کو (کنیت) کہتے ہیں۔

ورنہ اگر اس سے مدح یا ذم مقصود ہو تو اس کو (لقب) کہتے ہیں۔

ورنہ اگر مدح یا ذم مقصود نہیں تو اس کو (اسم) کہتے ہیں اور جب لفظ (علم) لقب یا کنیت کے مقابل بولا جائے تو اس سے مراد تیسری قسم ہوتی ہے جیسے یہاں پر مصنف علیہ الرحمۃ نے کنیت کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی (عمر) ہے اور کنیت (ابو حفص) جس کے ساتھ آپ کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے موسوم فرمایا تھا اور (حفص) بمعنی (بچہ شیر) آپ بہ نسبت کنیت اسم کے ساتھ زیادہ مشہور تھے۔ اس واسطے اسم گرامی کو عطف بیان قرار دیا گیا (اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرَ) یہ ایک اعرابی کا قول ہے جس نے خدمت والا میں حاضر ہو کر سواری طلب کی تھی یہ کہہ کر کہ میری اونٹنی لاغر ہے اور اس کے سم گھس گئے پشت زخمی ہوگئی۔ آپ نے اس کے اس بیان کو غلط سمجھ کر فرمایا۔ بخدا تیری اونٹنی کے نہ سم گھسے ہیں نہ پشت زخمی ہوئی ہے۔ اپنی اسی اونٹنی پر سوار ہو کر جاؤ تمہیں ہم سے سواری طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اعرابی مایوس ہو کر واپس ہوگیا۔ راستے میں اپنی اونٹنی کے پیچھے چلتے ہوئے کہنے لگا۔

اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرْ   مَا مَسَّهَا نَقَبٌ وَلَا دَبَرْ

اِغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ فَجَرْ

یعنی ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی کہ نہ اونٹنی کے سم گھسے ہیں نہ پشت زخمی ہوئی ہے۔ اے اللہ ان کی مغفرت فرما۔ اگر ان کی قسم غلط بات پر ہو، سامنے سے حضرت فاروق اعظم تشریف لا رہے تھے۔ جب اس کا یہ قول سنتے اِغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ فَجَرْ تو فرماتے اَللّٰهُمَّ صَدِّقْ صَدِّقْ. یعنی اے اللہ! بیان مذکور میں

اس کے صدق کو ظاہر فرمادے۔ یہاں تک کہ دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اپنی اونٹنی سے سامان اتارو۔ جب سامان اترا تو دیکھا کہ پشت زخمی ہے اور اونٹنی لاغر ہے۔ پھر اس کو سواری بھی عطا فرمائی اور زادراہ بھی دیا اور کپڑے بھی مرحمت فرمائے۔ (نَقَبٌ) کے معنی ہیں (گھس جانا) چوپایوں کے سموں کا، اور (دَبْرٌ) جمع (دَبْرَة) کی، امام فراء کے نزدیک جس کے معنی ہیں (زخم) جو چوپایوں کی پشت میں پڑ جاتا ہے، آپ نے بروز پنجشنبہ ۲۸؍ذی الحجہ بمقام مدینہ منورہ ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا (زیــد) بن ارقم ایک جلیل القدر صحابی کا اسم گرامی ہے ان کی کنیت (ابوعمر) ہے اسی کے ساتھ زیادہ مشہور تھے، اسی واسطے کنیت کو مثال مذکور میں عطف بیان قرار دیا گیا (غزوۂ مریسیع) سے فارغ ہو کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کنویں کے پاس قیام فرمایا۔ وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت فاروق اعظم کے اجیر (حــجــجــاہ) غفاری اور ابن ابی منافق کے حلیف سنان جہنی کے درمیان جنگ ہوگئی (حججاہ) نے مہاجرین کو پکارا اور (سنان) نے انصار کو، اس وقت ابن ابی منافق نے نبوی شان میں گستاخانہ کلمات بکے اور یہ کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم اپنا پس خوردہ ان کو نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں یہی (زید) ابن ارقم تھے جن کو یہ بکواس سن کر تاب نہ رہی اور ابن اُبی منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر تاج معراج ہے اللہ عزوجل نے انہیں عزت بخشی ہے یہ منافق بولا کہ چپ رہو میں تو ہنسی سے کہتا تھا حضرت (زیــد) نے اس کی گستاخانہ گفتگو نبوی خدمت میں نقل فرمائی۔ اس کو بلا کر دریافت کیا گیا تو مکر گیا۔ اللہ عزوجل نے سورۂ منافقون میں حضرت (زید) کی تصدیق نازل فرمائی کہ (یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ) یعنی کہتے ہیں (منافقین) ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور بڑی عزت والا اس سے نکال دے گا نہایت ذلت والے کو، آپ نے بمقام کوفہ بزمانہ (مختار) ۶۶ھ یا ۶۸ھ میں وصال فرمایا۔

ترکیب

قوله: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ. اس میں (اَقْسَمَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (بـا) حرف جار مبنی برکسر (اللّٰـه) اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَبُو حَفْصٍ) کنیت جس کا جزو اوّل مرفوع بواو اور جزو ثانی مشغول باعراب سابق معطوف علیہ (عُمَرُ)

غیر منصرف مرفوع لفظاً عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل، (اَقْسَمَ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ابوحفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی۔

مَا مَسَّهَا نَقَبٌ وَلَا دَبَرٌ. اس میں (مَا) نافیہ مبنی بر سکون (مَسَّ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (هـــا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے (نَــاقَة) اعرابی، (نَقَبٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) زائدہ مبنی بر سکون۔ (دَبَرٌ) اسم جنس مفرد منصرف صحیح اور بر مذہب امام فراء جمع مکسر منصرف کہ وہ اسم جنس کو جمع فرماتے ہیں۔ **كــذا فــي نــوادر الأصول.** مرفوع لفظاً معطوف، (نَــقَبٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (مَــسَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب ہوا قسم مقدر (والـلّٰه) کا جس میں (واو) حرف جار برائے قسم مبنی بر فتح (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (اَقْسَمُ) فعل مقدر کا (اَقْسَمُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (انـــا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَقْسَمُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اِغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ فَجَرَ. اس میں (اِغْفِرْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْــتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (تَــا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (لام) حرف جار مبنی بر فتح (هــا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (عُــمَــر) جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اِغْــفِــرْ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا مقدم۔ (اَللّٰهُمَّ) میں (اسم جلالت) منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضم منصوب محلا مفعول بہ، (میم) مشدد عوض حرف ندا (یَا) جو قائم مقام (اَدْعُــو) کے (اَدْعُــو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مجرد از ضمیر بارز مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَــا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَدْعُــو) فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (اِنْ) حرف شرط مبنی بر سکون (كَانَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (عُــمَـرَ) اور (فَـجَرَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هــو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم كَانَ، (فَجَرَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلا (كَانَ) فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، جس کی جزا بقرینہ سابق محذوف، شرط مذکور اپنی جزائے محذوف سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

قولہ: جَاءَ نِی زَیْدٌ اَبُو عُمَرَ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر، (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (اَبُو عُمَرَ) کنیت جس کا جزو اوّل مرفوع بواو اور جزو ثانی مشغول باعراب سابق عطف بیان، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید ابو عمر آئے۔

تنبیہ ۲۱۵ تا ۲۱۸

(مہر منیر ص: ۱۲۷) میں اعرابی مذکور کے قول بابت اونٹنی (نَقَبَاء) کا ترجمہ کیا ہے کہ (پیروں میں سوراخ ہو گئے ہیں)

اقول: (نقباء) کے ترجمہ میں یہاں پر (سوراخ) کہنا غلط ہے۔ یہ (نَقَبْ) سے مشتق ہے جس کے معنی یہاں پر ہیں (سودہ وتنگ شدن سپل ستور) یعنی چار پائے کے سم کا گھس جانا اور پتلا پڑ جانا۔ یہ اس (نَقْبْ) سے مشتق نہیں جو (نقب زنی) میں ہے نہ معلوم کس مناسبت کی بنا پر ان فاضلِ دیوبند کا ذہن اس طرف منتقل ہو گیا (پھر لکھا ہے کہ اس اعرابی کے اس بیان پر کہ میری اونٹنی لاغر ہے پشت زخمی ہو گئی سم گھس گئے ہیں فاروق اعظم نے فرمایا خدا کی قسم تو جھوٹا ہے)

یہ بھی غلط ہے۔ انہوں نے تو یہ فرمایا تھا **وَاللّٰہِ لَیْسَ لَھَا نَقَبٌ وَلَا دَبَرٌ** یعنی بخدا نہ اس کے سُم میں سودگی ہے نہ پشت میں زخم **کما فی حاشیۃ الجمال علی شرح الجامی قدس سرھما السامی**۔ دونوں میں کیسا عظیم فرق ہے مگر جو الٰہی اور نبوی توہین کے خوگر ہوں ان کو یہ فرق کیسے نظر آ سکتا ہے۔

پھر **اَللّٰھُمَّ صَدِّقْ صَدِّقْ** کا ترجمہ کیا ہے (خدایا اعرابی کو سچا کر دے)

یہ بھی غلط ہے کہ اعرابی تو اپنے قول مذکور میں سچا تھا ہی، سچے کو سچا کرنا کیا معنی؟ یہ تو (طلب حاصل) ہوئی اور حاصل کی طلب باطل، **کما لا یخفٰی علی العاقل** بلکہ یہاں پر اس کے معنی ہیں (خدایا اعرابی کے صدق کو ظاہر فرما دے) جیسے (احقاقِ حق کے معنی ہیں حق کی حقانیت کا اظہار، اور ابطال باطل کے معنی باطل کے بطلان کا اظہار، ورنہ حق کے معنی ہی ہیں (ثابت) پھر اس کا اثبات تحصیل حاصل ہوا جو باطل ہے اسی طرح ابطال باطل از قبیل تحصیل حاصل، مگر یہ فاضلِ دیوبندان باریکیوں کے سمجھنے سے غافل، نہیں نہیں بلکہ عاطل۔

پھر (مہر منیر) میں اسی صفحہ پر اور (المصباح المنیر میں ص:۱۴۵ و ۱۴۶) پر اَغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ فَجَرَ کا ترجمہ کیا ہے (خدایا ان کو بخش دے اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہو) یہ یہاں پر غیر مناسب ہے کہ قسم جھوٹی نہیں ہوتی۔ وجہ یہ کہ قسم جملہ انشائیہ ہوتی ہے اور جملہ انشائیہ میں نہ صدق کا احتمال ہوتا ہے نہ کذب کا، مصنف علیہ الرحمتہ شروع نحو میر میں بیان فرما چکے ہیں کہ قسم جملہ انشائیہ کی قسم ہے۔ کہنا یوں تھا (اگر انہوں نے جھوٹ پر قسم کھائی ہو) کیونکہ قسم جواب قسم پر کھائی جاتی ہے وہ جھوٹا ہو سکتا ہے بشرطیکہ جملہ خبریہ ہو۔ مگر یہ فاضلان دیو بند امکان کذب کے قائل ہو کر جھوٹ سے اتنے زیادہ مانوس ہو گئے ہیں کہ جس میں جھوٹ کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی اس کی جانب بھی جھوٹ کو منسوب کر دیتے ہیں۔

پھر دونوں نے مذکورہ صفحات پر مثال ثانی کی ترکیب میں (اَبُو عُمَرَ) کو مرکب اضافی قرار دیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کیونکہ (اَبُو عُمَرَ) کنیت ہے اور کنیت علم کی قسم ہے اور (علم) معرفہ کی قسم ہے اور (معرفہ) اسم کی قسم ہے اور (اسم) کلمہ کی قسم ہے اور کلمہ میں افراد معتبر ہے تو (کلمہ) مفرد ہوا پس اس کی قسم (اسم) بھی مفرد، اور اسم کی قسم (معرفہ) بھی مفرد اور معرفہ کی قسم (علم) بھی مفرد اور علم کی قسم (کنیت) بھی مفرد لہٰذا (مرکب اضافی) کہنا باطل ہوا۔ اتنا بھی نہ سوچا کہ مرکب اضافی کا جزو معنی مقصود کے جزو پر دلالت کیا کرتا ہے ورنہ وہ سرے سے مرکب ہی نہ ہوگا کہ مرکب میں جزو لفظ کی دلالت جزو معنی مقصود پر معتبر ہے۔ جس کو مبتدی طلبہ بھی جانتے ہیں اب یہ فاضلانِ دیو بند بتائیں کہ بحالت کنیت (اَبُو عُمَرَ) اگر مرکب اضافی ہے اور اُس کے جزو دو ہی ہیں (اَبُو) اور (عُمَرَ) تو (اَبُو) معنی مقصود کے کون سے جزو پر دلالت کرتا ہے اور (عمر) کون سے جزو پر۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

فصل دوم در بیان منصرف و غیر منصرف

دوسری فصل بیان میں منصرف اور غیر منصرف کے، منصرف

آن است کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف در و نباشد و

وہ اسم ہے جس میں کوئی سبب (مؤثر) منع صرف کے اسباب سے نہ ہو اور

غیر منصرف آن است کہ دو سبب از اسباب منع صرف

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں دو سبب منع صرف کے اسباب سے ہوں

در و باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل، و وصف، و تانیث،

اور اسباب منع صرف نو ہیں عدل اور وصف اور تانیث

و معرفہ، و عجمہ، و جمع، و ترکیب، و وزن فعل، و الف و نون مزید تان

اور معرفہ اور عجمہ اور جمع اور ترکیب اور وزنِ فعل اور الف و نون زائد

چنانچہ در عمر عدل است و علم و در ثلٰث و مثلث

جیسے عمر میں عدل ہے اور علم اور ثلث اور مثلث میں

صفت است و عدل و در طلحۃ تانیث است و علم و در

صفت ہے اور عدل اور طلحۃ میں تانیث ہے اور علم اور

زینب تانیث معنوی است و علم و در حُبلٰی تانیث است

زینب میں تانیث معنوی ہے اور علم اور حبلٰی میں تانیث

بالف مقصورہ و در حمراء تانیث است بالف ممدودہ و ایں

بالف مقصورہ ہے اور حمراء میں تانیث ہے الف ممدودہ کے ساتھ اور یہ

مونث بجائے دوسبب است ودر ابـراهیم عجمہ است و

مونث دو سبب کے قائم مقام ہوتی ہے اور ابراہیم میں عجمہ ہے اور

علم ودر مساجد و مصابیح جمع منتہی الجموع بجائے دو

علم اور مساجد و مصابیح میں جمع منتہی الجموع قائم مقام دو

سبب است ودر بَعْلَبَكّ ترکیب است وعلم و در احمد

سبب ہے اور بَعْلَبَكّ میں ترکیب ہے اور علم اور احمد میں

وزن فعل است وعلم ودر سکران الف ونون زائدتان

وزنِ فعل ہے اور علم اور سکران میں الف و نون زائد ہیں

است ووصف ودر عثمان الف ونون زائدتان است وعلم

اور وصف اور عثمان میں الف و نون زائد ہیں اور علم

وتحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود

اور تحقیق غیر منصرف کی دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی

اعراب غیر منصرف کے بیان میں ان فاضلانِ دیوبند نے بعض غلطیاں کی تھیں جن سے طلبہ گمراہ ہو رہے تھے۔ **نظر بر آں** ہم نے وہاں پر اسباب منع صرف کی بقدر ضرورت تفصیل کردی تا کہ طلبہ گمراہی سے محفوظ ہوجائیں ورنہ اسباب کی تعریف اور شرائط وغیرہ کے لئے بقول مصنف علیہ الرحمتہ کتب آئندہ ہیں۔

فصل سوم در حروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم است،

تیسری فصل غیر عامل حروف کے بیان میں اور وہ سولہ قسم پر ہیں،

اوّل حروف تنبیہ وآن سہ است اَلَا و اَمَا و ھَا

پہلی قسم حروف تنبیہ اور وہ تین ہیں اَلَا اور اَمَا اور ھَا

قولہ: (حروف التنبیہ) یعنی وہ حروف جو تنبیہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں (تنبیہ) کے معنی ہیں (بیدار کرنا) متکلم ان کو اس لئے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اس چیز سے غافل نہ رہے جو بیان کی جاتی ہے اور اس کو توجہ کے ساتھ سنے خواہ وہ چیز مفرد ہو جیسے (زَیْدٌ ھٰذا) یا کلام اور بر تقدیر کلام خواہ جملہ اسمیہ ہو جیسے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ یا جملہ فعلیہ جیسے (اَلَاقُمْ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَادَۃِ تَعْظِیْمًا) وہ جملہ خواہ خبریہ ہو جیسے مثال اوّل، یا انشائیہ جیسے مثال ثانی ان حروف میں (اَلَا) اور (اَمَا) صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں اور (ھَا) جملہ اور مفرد دونوں کے شروع میں لیکن (ھا) معنی تنبیہ پر رہتے ہوئے ہر مفرد کے شروع میں نہیں آتا بلکہ صرف اسم اشارہ کے شروع میں اور منادیٰ معرف باللام کے شروع میں آتا ہے مگر معنی تنبیہ پر نہیں ہوتا۔

۲۱۹ تا ۲۲۱

تنبیــــــہ

(مہر منیر ص:۱۲۹) میں حروف تنبیہ کے متعلق ہے کہ

(اصطلاح میں ان حروف کو کہتے ہیں جو مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لئے آتے ہیں تا کہ متکلم جس بات کی خبر دے رہا ہے مخاطب اس سے غافل نہ ہو)

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ متکلم کی بات کبھی انشار بھی ہوتی ہے تو خبر پر حصر کرنا صحیح نہیں اور خود انشار کی مثال بھی پیش کی ہے جیسے (اَمَا لَاتَفْعَلْ خبردار مت کر) لیکن ستم تو یہ ہے کہ فاضلِ دیوبند ہذا اپنا لکھا بھی نہیں سمجھتے تو دوسرے کی لکھی "نحومیر" کیا سمجھیں گے۔

پھر تحریر فرمایا (یہ حروف ہمیشہ جملہ کے شروع میں آتے ہیں)
یہ بھی غلط ہے کیونکہ ان میں سے (ھا) مفرد کے شروع میں بھی آتی ہے **كما فی شرح الجامی قدس سره السّامی۔**
پھر (هَا زَيْدٌ قَائِمٌ) کا ترجمہ کیا ہے (دیکھو زید کھڑا ہے) یہ ترجمہ ہو یا بیان مقصود دونوں غلط ہیں کیونکہ (ھا) کا ترجمہ (دیکھو) نہیں نہ یہ اس سے مقصود۔
اوّل: اس لئے نہیں کہ (ھا حرف ہے اور (دیکھو) فعل، اور دونوں قسمین ہیں اور ایک قسم دوسرے قسیم کے ہم معنی نہیں ہوتا، ورنہ قسیمین نہ رہیں گے۔
دوم: اس لئے کہ یہ حرف تنبیہ ہے اور تنبیہ سے متکلم کا مقصود ہوتا ہے اپنی بات کے سننے کے لئے مخاطب کو متوجہ کرنا، نہ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے متوجہ کرنا، **نظر بر آں** اس مقصود کو یوں تعبیر کیا جائے گا (سنو زید کھڑا ہے) نہ یوں (دیکھو زید کھڑا ہے)

دوم حروف ایجاب وآن شش است نَعَمْ و بَلٰی و اَجَلْ
دوسری قسم حروف ایجاب اور وہ چھ ہیں نَعَمْ اور بَلٰی اور اَجَلْ
و اِیْ و جَیْرِ و اِنَّ
اور جَیْرِ اور اِنَّ

قولہ: (حروف ایجاب) میں (ایجاب) بمعنی (جواب دادن) ہے یعنی (جواب دینا) اور یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ بایں مناسبت ان کو (حروف ایجاب کہا جاتا ہے)
ان میں (نَعَمْ) جملہ خبریہ کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے خبر دی **ذَهَبَ زَيْدٌ اِلَى الْمَدْرَسَةِ** زید مدرسہ گیا۔ تم نے جواب میں کہا (نَعَمْ) ہاں گیا۔
اور جملہ انشائیہ کے بعد بھی جیسے کسی نے سوال کیا (اَصَلَّيْتَ) کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ تم نے جواب میں کہا (نَعَمْ) ہاں پڑھ لی۔

اور (بَلٰی) صرف جملہ منفیہ کے جواب میں آتا ہے۔اس کی نفی توڑنے کیلئے خواہ وہ خبریہ ہو جیسے کسی نے کہا(مَا صُمْتَ اَمْسِ) تم نے کل روزہ نہیں رکھا تھا؟ تم نے جواب میں کہا(بَلٰی) نہیں، رکھا تھا۔
یا انشائیہ جیسے کسی نے سوال کیا(اَمَا حَجَجْتَ) کیا تم نے حج نہیں کیا؟ تم نے جواب میں کہا(بَلٰی) نہیں، کرلیا۔

اور اَجَلْ اور جَیْرِ اور اِنَّ تینوں اکثر مخبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے کسی نے خبر دی(قَدْ فَازَ اَخُوكَ فِي الْاِمْتِحَانِ) بے شک تمہارا بھائی امتحان میں پاس ہوگیا، تم نے اس کی تصدیق کے لئے کہا (اَجَلْ) یا جَیْرِ یا اِنَّ ہاں بے شک پاس ہوگیا۔
اور اِیْ اکثر استفہام کے بعد آتا ہے جس چیز کو دریافت کیا ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے اور بغیر قسم کے مستعمل نہیں ہوتا جیسے کسی نے سوال کیا(هَلْ قُضِيَتِ الصَّلٰوة) کیا نماز ہوگئی؟ تم نے جواب میں کہا (اِیْ وَاللّٰہِ) ہاں بخدا ہوگئی۔

تنبیہ ۲۲۲

(مہر منیر ص:۱۲۹) میں (بلٰی) کا ترجمہ (ہاں) کیا ہے۔
اقول: یہ ترجمہ ہو یا حاصل مطلب، دونوں غلط ہیں کیونکہ (ہاں) سے کلام سابق کا اقرار ہوتا ہے جیسے (نَعَمْ) سے جس کو خود (نَعَمْ) کی بحث میں بیان کیا ہے اور (ہاں) کو (نَعَمْ) کا ترجمہ قرار دیا ہے۔ پس (اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) کے جواب میں جو (بَلٰی) کہا گیا تھا اگر اس کا ترجمہ (ہاں) ہو تو کلام سابق کا اقرار ہوگا اور کلام سابق نفی ہے تو نفی کا اقرار ہوا کیوں کہ ہاں کہنے سے نفی ٹوٹتی نہیں بلکہ تسلیم ہوتی ہے جیسے (نَعَمْ) میں، پس (ہاں) کہنے سے معنی یہ ہوئے کہ تو ہمارا رب نہیں یہ معنی باطل ہیں بلکہ (بَلٰی) کا مطلب ہے (کیوں نہیں) یا صرف (نہیں) کہ یہ دونوں نفی پر دلالت کرتے ہیں اور سابق میں بھی نفی تھی تو جب نفی پر نفی وارد ہوئی تو سابق کی نفی ٹوٹ گئی اور جب سابق کی نفی ٹوٹ گئی تو اثبات ہوگیا۔ اب معنی یہ ہوئے کہ تو ہمارا رب ہے۔ یہ معنی صحیح ہیں، یہ فاضلِ دیوبند اردو بھی نہیں سمجھتے پھر نحومیر سمجھنا چہ معنی دارد۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملّا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سوم حروف تفسیر وآں دو است اَیْ و اَنْ کقولہٖ تعالیٰ

تیسری قسم حروف تفسیر اور وہ دو ہیں اَیْ اور اَنْ جیسے اللہ تعالیٰ کے قول

نَادَیْنٰهُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ

نَادَیْنٰهُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ میں (اَنْ)

قولہ: اَیْ واَنْ. (اَیْ) اور (اَنْ) میں یہ فرق ہے کہ اَیْ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کرتا ہے جیسے قُطِعَ رِزْقُهٗ اَیْ مَاتَ کہ اس میں (اَیْ) نے جملہ (قُطِعَ رِزْقُهٗ) کی تفسیر کی (مَاتَ) جملہ کے ساتھ۔
اور جیسے (جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَیْ اَبُو عُمَرَ) اس میں (اَیْ) نے (زید) مفرد کی تفسیر کی (اَبُو عُمَرَ) مفرد کے ساتھ۔

اور (اَنْ) حرف مفرد کی تفسیر کے لئے آتا ہے اور وہ بھی مفعول بہ کی جس کا فعل معنی میں (قول) کے ہو نہ خود (قول) خواہ مفعول بہ مقدر ہو جیسے (نَادَیْنٰهُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ) میں (بلفظٍ) مقدر ہے جس میں (لفظٍ) مفعول بہ غیر صریح، (اَنْ) نے اسی کی تفسیر کی (یَا اِبْرَاهِیْمُ) کے ساتھ۔
یا وہ مفعول بہ مذکور ہو جیسے اِذْ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّكَ مَا یُوْحٰی اَنِ اقْذِفِیْهِ اس میں (اَنْ) نے (مَا یُوْحٰی) مفعول بہ مذکور کی تفسیر کی (اِقْذِفِیْهِ) کے ساتھ۔

ترکیب

قولہ: نَادَیْنٰهُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ. اس میں (نَادَیْنَا) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم معظم، اس میں (نَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (هَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے (اسم رسالت) (بلفظٍ) مقدر جس میں (بَا) حرفِ جار مبنی بر کسر (لَفْظٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً معطوف علیہ یا مبدل منہ (اَنْ) برائے تفسیر مبنی بر سکون (یَا اِبْرَاهِیْمُ) مراد اللفظ مجرور تقدیراً عطف بیان، یا بدل الکل، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر یا مبدل منہ اپنے بدل الکل سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر

ظرف لغو، (نَادَیْنَا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۲۲۳ تا ۲۲۵

(المصباح المنیر ص: ۱۴۹) میں اور (مہر منیر ص: ۱۴۰) میں ہے (اَیْ بفتح ہمزہ وسکون یا بہ معنی یعنی)

اقول: یہ غلط ہے کہ (اَیْ) حرف ہے اور (یعنی) فعل مضارع اور دونوں قسمیں ہیں تو ایک دوسرے کے ہم معنی کیسے ہوسکتا ہے۔ حرف کے معنی غیر مستقل اور فعل کے معنی مستقل جب حرف فعل کے معنی میں ہوا تو حرف نہ رہا۔

پھر دوم میں ہے (دوم اَنْ بمعنی (کہ) یہ ایسے فعل کے مقولہ کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو)

یہ بھی غلط ہے کہ مقولہ جملہ ہوتا ہے اور (اَنْ) جملہ کی تفسیر نہیں کرتا۔

اور اوّل میں ہے یہ ایسے فعل کی تفسیر میں استعمال کرتے ہیں جو کہ قول کے معنی میں ہو جیسے (نَادَیْنٰهُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ) یہاں پر (نَادَیْنَاہُ) (قُلْنَا) کے ہم معنی ہے اس لئے اس کی تفسیر میں (اَنْ) آیا۔

یہ بھی غلط ہے کہ یہ (اَنْ) مذکورہ (نَادَیْنَاہُ) کی تفسیر کے لئے نہیں کیونکہ یہ جملہ ہے اور (اَنْ) جملہ کی تفسیر کے لئے نہیں آتا، یہ ہے ان فاضلانِ دیوبند کا مبلغ علم۔ سچ ہے کہ

یہ ہمی مکتب و ہمی ملا   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چھارم حروف مصدریہ وآں سہ است مَاواَنْ واَنَّ ما واَنْ
چوتھی قسم حروف مصدریہ اور وہ تین ہیں مَا اور اَنْ اور اَنَّ مَا اور اَنْ
در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد
فعل پر داخل ہوتے ہیں تاکہ فعل مصدر کے معنی میں ہوجائے

قولہ: فعل بمعنی مصدر باشد۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ کے قول (تا فعل بمعنی مصدر باشد) سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ تنہا فعل مصدر کے معنی میں ہوجاتا ہے نہ (اَنْ) اور (فعل) دونوں کا مجموعہ یا نہ (مَا) اور فعل دونوں کا مجموعہ حالانکہ پہلے یہ بیان ہو

چکا ہے کہ تنہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ دونوں کا مجموعہ؟

جواب: بات وہی صحیح ہے جو پہلے گذر چکی یہاں پر (وبا فعل بمعنی مصدر باشد) تھا کاتب کی غلطی سے (واو) ساقط ہوگیا اور (با) کی جگہ (تا) لکھا گیا یا (تا با فعل بمعنی مصدر باشد) تھا سہو کاتب سے (با) لکھنے سے رہ گئی۔ یہ توجیہ اس لئے اختیار کی گئی کہ مصنف علیہ الرحمۃ ماقبل میں خود بیان فرما چکے ہیں کہ مجموعہ بمعنی مصدر ہوتا ہے نیز دلیل قائم ہو چکی ہے اس بات پر کہ تنہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ مجموعہ۔

سوال: یہ تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے۔ **نظر بر آں** اس میں (اَنْ) اور (اَنَّ) کو بیان کرنا صحیح نہیں کہ یہ تو عامل ہیں؟

جواب: (اَنْ) جب فعل ماضی پر داخل ہو تو عمل نہیں کرتا اور (اَنَّ) کے ساتھ جب مائے کافہ لاحق ہوتا ہے تو وہ عامل نہیں رہتا اسی اعتبار سے ان دونوں کو یہاں پر ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ان حروف کو (مصدریّۃ) کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: (مَصْدَرِیَّۃ) میں (یائے) نسبت ہے اب معنی یہ ہوئے (مصدر ہونے والے) چونکہ یہ حروف اپنے مابعد سے مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لئے ان کو حروف مصدریہ کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

تنبیہ
۲۲۶ تا ۲۳۱

(المصباح المنیر ص:۱۵۰) میں حروف مصدریہ کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی ہے:

(یعنی وہ حروف جو مصدر کے معنی میں فعل کو کر دیتے ہیں یا اسم کو) اور مہر منیر ص:۱۴۱ میں بایں الفاظ:

(یعنی وہ حروف جو اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں)

اقول: دونوں غلط ہیں:

اَوَّلاً: اس لئے کہ یہ حروف فعل یا اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ یہ حروف اسم کو معنی میں مصدر کے نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد جملہ اسمیہ کے ساتھ مل کر بمعنی مصدر ہوتے ہیں۔

پھر دوم نے وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کے متعلق کہا کہ (یہاں مَا نے (رَحُبَتْ) کو (رُحْبُ) کی تاویل میں کردیا) اور (اَعْجَبَنِيْ اَنْ تَضْرِبَ) کے متعلق کہا کہ (یہاں اَنْ نے تَضْرِبَ کو ضَرْبُ) کے معنی میں کردیا۔ اور (اَعْجَبَنِي اَنَّكَ قَائِمٌ) کے متعلق کہا کہ (یہاں اَنَّ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کردیا) اور اوّل نے اَضْحَكَنِي اَنَّكَ نَاخِسٌ) کے متعلق کہا کہ (یہاں پر (اَنَّ) نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کردیا۔

یہ سب غلط ہے کہ (اَنْ) یا (اَنَّ) اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی ملّا حالِ طفلاں زبوں شده است

پنجم حروف تحضیض وآں چہاراست اَلَّا وهَلَّا ولَوْلَا ولَوْمَا

پانچویں قسم حروف تحضیض اور وہ چار ہیں اَلَّا اور هَلَّا اور لَوْلَا اور لَوْمَا

قوله: حروف تحضیض۔

سوال: ان کو حروف تحضیض کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: (تحضیض) کے معنی ہیں (اُبھارنا) کسی فعل کے کرنے پر چونکہ متکلم ان کے ذریعہ سے مخاطب کو کسی فعل کے کرنے پر اُبھارتا ہے اس لئے ان کو حروف تحضیض کہا جاتا ہے جیسے اَلَّا تَحْفَظُ الدَّرْسَ تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا۔ جب مضارع پر داخل ہوں تو صرف تحضیض کا افادہ کرتے ہیں۔ اور جب ماضی پر داخل ہوں تو تندیم کا افادہ بھی کرتے ہیں جیسے (اَلَّا حَفِظْتَ الدَّرْسَ) تو نے سبق زبانی یاد کیوں نہیں کیا۔ اس سے مخاطب کو پشیمان کرنا مقصود ہے۔ سبق زبانی یاد نہ کرنے پر اور سبق زبانی یاد کرنے پر اُبھارنا بھی۔

ترکیب

اَلَّا تَحْفَظُ الدَّرْسَ. اس میں (اَلَّا) حرف تحضیض مبنی بر سکون (تَحْفَظُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْــتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل

مرفوع محلا مبنی بر سکون (تــا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (اَلــدَّرْسَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (تَحْفَظْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَلَّا حَفِظْتَ الدَّرْسَ . اس میں (اَلَّا) حرف تحضیض مبنی بر سکون (حَفِظْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تــا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (اَلــدَّرْسَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (حَفِظْتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۲۳۲ تنبیـــــہ

(المصباح المنیر ص:۱۵۰) میں ہے کہ ان حروف سے تحضیض کا افادہ مقصود ہو یا تندیم کا دونوں صورت میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے کیوں کہ دونوں صورتوں میں خبر دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ انشائے توبیخ یا انشائے ترغیب ہوتی ہے۔

اقــول: یہ غلط ہے بلکہ جملہ خبریہ رہتا ہے وجہ یہ کہ حرف مذکور انشائے تحضیض وتندیم کے لئے نہیں حتیٰ کہ جملہ مدخولہ جملہ انشائیہ ہو جائے جیسے (لَیْتَ) انشائے تمنی کیلئے ہے اسی واسطے جملہ مدخولہ انشائیہ ہو جاتا ہے بلکہ ان کا جملہ مدخولہ خبریہ ہے جس میں عدم فعل کا اخبار ہے اور اس اخبار سے انشائے تحضیض وتندیم کی جانب اشارہ مقصود ہوتا ہے تو اس اشارہ سے وہ جملہ خبریت سے نہ نکلے گا جیسے کبھی انشار سے اخبار کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً آقا نے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے غلام سے کہا لَا تَــمْتَثِلْ اَمْرِیْ میرے حکم کی تعمیل نہ کرو۔ یہ نہی کا صیغہ ہے جو عدم تعمیل کی طلب پر دلالت کرتا ہے تو جملہ انشائیہ ہوا لیکن اس سے مقصود حاضرین کو غلام کے نافرمان ہونے کی خبر دینا ہے تو اس اخبار کے مقصود ہونے سے (لَا تَمْتَثِلْ) جملہ خبریہ نہیں ہوا۔ وہ تو انشائیہ ہی رہا اور اگر نقل درکار ہو تو سنئے تکملہ ص:۵۵۰ میں ہے **والافید و تلزم الجملۃ الفعلیۃ الخبریۃ فانھا لا تـدخـل الانشـاء لامتنـاع الحضّ علیہ اھ فتاملوفی ھذاالمقام کیلا یلزم التنافی بین کلمات الاعلام۔**

سوال: المصباح المنیر میں یہ لکھا ہے کہ دونوں صورت میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حروف مذکورہ جملہ خبریہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن ان کے دخول سے وہ جملہ خبریہ انشائیہ بن جاتا ہے۔ اب یہ تکملہ کے خلاف نہ ہوا؟

جواب: قطعاً مخالف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حروف جملہ فعلیہ خبریہ کو لازم ہیں اور جب جملہ مدخولہ انشائیہ بن گیا تو لزوم جاتا رہا۔ **نظر بر آں** ثابت ہوا کہ ان حروف کے داخل ہونے پر بھی وہ جملہ خبریہ رہتا ہے۔ سچ ہے کہ

به همی مکتب و همی مُلاً — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

ششم حرف توقع و آں قَدْ است برائے تحقیق در ماضی و

چھٹی قسم حرف توقع اور وہ قَدْ ہے تحقیق کے لئے ماضی میں اور

برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل

ماضی کو حال سے قریب کرنے کے لئے اور مضارع میں تقلیل کے واسطے

قولہ: حرف توقع۔

سوال: توقع کے کیا معنی؟

جواب: اس کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کا انتظار جیسے قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ) ترجمہ: بے شک امیر ابھی سوار ہو گیا۔ یہ اس شخص سے کہا جائے گا جس کو اس خبر دینے سے پہلے امیر کے سوار ہونے کا انتظار ہو۔ یعنی جس چیز کا تمہیں انتظار تھا وہ بے شک ابھی واقع ہو گئی۔ اس مثال میں (قَدْ) توقع کے ساتھ ساتھ تقریب اور تحقیق کا بھی افادہ کر رہا ہے، **نظر بر آں** اس میں تین معنی کا اجتماع ہوا۔

اور کبھی بدون توقع صرف تحقیق کا افادہ کرتا ہے۔ تقریب کے ساتھ جیسے یہی مثال جب کہ غیر متوقع سے کہی جائے اب اس میں دو معنی رہے۔

اور کبھی صرف تحقیق کا افادہ کرتا ہے جیسے کسی نے سوال کیا (هَلْ قَامَ زَیْدٌ) اس کے جواب میں کہا قَدْ قَامَ زَیْدٌ اس جواب میں (قَدْ) صرف تحقیق کے لئے ہے۔

حاصل یہ کہ جب ماضی پر داخل ہو تو کبھی تحقیق، توقع، تقریب، تینوں معنی کا افادہ دیتا ہے اور کبھی صرف

تحقیق اور تقریب کا اور کبھی صرف تحقیق کا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تحقیق کے معنی ماضی پر داخل ہونے کی صورت میں اس سے منفک نہیں ہوتے بخلاف تقریب اور توقع کہ یہ منفک ہو جاتے ہیں۔

اور جب مضارع پر داخل ہو تو کبھی صرف تحقیق کے لئے ہوتا ہے جیسے قَدْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا۔

اور کبھی تحقیق کے ساتھ تکثیر کے لئے بھی جیسے قَدْ نَرىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ کہ اس میں باعتبار (نَرىٰ) مفید تحقیق ہے اور باعتبار (تَقَلُّبَ) مفید تکثیر۔

اور کبھی تحقیق کے ساتھ تقلیل کا بھی مفید ہوتا ہے جیسے اِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ ترجمہ: بے شک زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی تحقیقاً سچ بول جاتا ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مضارع پر داخل ہونے کی صورت میں بھی تحقیق کے معنی (قَدْ) سے جدا نہیں ہوتے۔ ماضی اور مضارع میں فرق یہ ہے کہ تقریب کا فائدہ ماضی میں دیتا ہے نہ مضارع میں اور تقلیل و تکثیر کا فائدہ مضارع میں دیتا ہے نہ ماضی میں۔ معنی تحقیق کا فائدہ دونوں میں دیتا ہے۔

نظر بر آں کاتب الحروف کی نظر قاصر بتاتی ہے کہ عبارت کتاب میں ناسخین سے تقدم و تاخر ہو گیا ہے۔ اصل عبارت یوں تھی (برائے تحقیق و در ماضی برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (قَــدْ) تحقیق کے لئے ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر تحقیق کے معنی اس سے منفک نہیں ہوتے۔ البتہ کبھی ماضی میں تقریب کا بھی افادہ کرتا ہے اور کبھی مضارع میں تقلیل کا۔ یہ تقریب اور تقلیل ماضی اور مضارع میں مابہ الامتیاز ہیں۔ معنی تحقیق کے اعتبار سے دونوں میں فرق نہیں کہ وہ تو دونوں میں پائے جاتے ہیں اور کتاب کی موجودہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماضی میں تحقیق کا افادہ کرتا ہے اور مضارع میں تقلیل کا، اس تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مضارع میں تحقیق کا افادہ نہیں کرتا تحقیق کا افادہ ماضی کے ساتھ مخصوص ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ موجودہ عبارت میں (واو) پہلے ہے (برائے تقریب) سے اس کو (در ماضی) سے پہلے ہونا چاہئے سہواً (برائے تقریب) سے پہلے لکھا گیا۔

مخفی نہ رہے کہ ہمارے بیان سے ظاہر ہوا کہ معنی تکثیر بھی مابہ الامتیاز ہیں کہ (قَدْ) مضارع میں ان کا افادہ کرتا ہے نہ ماضی میں فتأمل نیز ظاہر ہوا کہ (قَــدْ) پانچ معنی کا افادہ کرتا ہے تحقیق، توقع، تقریب، تقلیل، تکثیر، هٰذا مایخطر بالبال واللّٰه تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال۔

ترکیب

قوله: قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ. اس میں (قَدْ) حرف تحقیق مع التوقع مبنی بر سکون (رَكِبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْاَمِيْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (رَكِبَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک امیر ابھی سوار ہو گیا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا. اس میں (قَدْ) حرف تحقیق مبنی بر سکون (يَعْلَمُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (اَلَّذِيْنَ) اسم موصول مبنی بر فتح (يَتَسَلَّلُوْنَ) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز ذوالحال مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول، (لِوَاذًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (يَتَسَلَّلُوْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر ذوالحال، (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (كم) میں (كاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتِيْنَ) مقدر کا (ثَابِتِيْنَ) جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هُمْ) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال، (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، ثَابِتِيْنَ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، (يَعْلَمُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ. اس میں (قَدْ) برائے تحقیق و تکثیر مبنی بر سکون (نَرٰى) فعل مضارع معروف مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم معظم اس میں (نحن) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (تَقَلُّبَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف (وَجْهِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب معنیً بنا بر مفعولیت مضاف الیہ مضاف، (كَ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح (وَجْهِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ، (فی) حرف جار مبنی بر سکون مقدر (اَلسَّمَاءِ) مفرد منصرف صحیح مجرور

لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (تَقَلُّبَ) مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور ظرف لغو سے مل کر مفعول بہ، (نَرٰی) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

اِنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ ۔ اس میں (اِنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (اَلْکَذُوْبَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم، (قَدْ) حرف تحقیق مع التقلیل مبنی بر سکون (یَصْدُقُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ اِنَّ، (یَصْدُقُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً (اِنَّ) اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی تحقیقاً سچ بول جاتا ہے۔

ھفتم حروفِ استفہام وآں سہ است مَا و ھمزہ وھَلْ

ساتویں قسم حروفِ استفہام اور وہ تین ہیں مَا اور ھمزہ اور ھَلْ

قولہ: حروف استفہام۔

سوال: ھدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ کتب نحو میں حروف استفہام صرف دو بتائے ہیں ھمزہ اور ھَلْ، اور مصنف علیہ الرحمتہ نے تین بیان فرمائے (مَا) کا اضافہ فرمایا تو کیا (مَا) حرفیہ بھی استفہام کے لئے آتا ہے؟

جواب: (مَا) حرفیہ استفہام کے واسطے نہیں آتا۔ یہاں پر ناسخین نے (اَلْ) کی جگہ (مَا) لکھ دیا ہے اور (اَلْ) استفہام کے لئے آتا ہے۔ امام قطرب نے جلیل القدر صحابی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا (اَلْ فَعَلْتَ) یعنی (ھَلْ فَعَلْتَ) کذافی التکملہ ص: ۵۵۰، **نظر بر آں** حروف استفہام تین ہو گئے۔

سوال: ہدایۃ النحو وغیرہ کتب نحو سے مخالفت اب بھی رہی کہ انہوں نے حروف استفہام صرف دو بیان فرمائے ہیں؟

جواب: جنہوں نے حروف استفہام دو بیان فرمائے وہ (اَلْ) کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اصل میں (ھَلْ) ہے (ھا) کو ہمزہ سے بدل کر (اَلْ) کہتے ہیں۔ (اَلْ) الگ کوئی حرف نہیں، **نظر بر آں** حروفِ استفہام دو ہی رہے مصنف علیہ الرحمتہ نے (اَلْ) کو مستقل حرف شمار فرمایا تو تین ہوئے و للناس فیما یعشقون مذاھب۔

یا یوں کہا جائے کہ اصل عبارت یوں تھی (وآں دو است ہمزہ وھَلْ) ناسخین نے (دو) کی جگہ (سہ) کر دیا اور (و مَا) بڑھا دیا۔ اب دیگر کتب سے مخالفت نہ رہے گی ناسخین کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ کہ

ہدایۃ النحو، کافیۃ اوراس کی شروح شرح جامی، جامع الغموض، غایۃ التحقیق، تسہیل الکافیہ، محرم آفندی، وافیہ، حتیٰ کہ شرح رضی میں بھی نہیں ملا کہ (مَا) حرفیہ برائے استفہام آتا ہے نہ شرح رضی کے حاشیہ سید شریف میں، نہ شرح جامی کے حواشی حاشیہ ملا عبدالغفور، حاشیہ ملا عبدالحکیم موسوم بہ تکملہ، حاشیہ ملا عصام، حاشیہ ملا جمال، حاشیہ سوال باسولی، حاشیہ سوال کابلی وغیرہ میں بلکہ نہ علامہ ابن ہشام کی مغنی اللبیب میں، نہ ہمع الهوامع شرح جمع الجوامع للسیوطی میں، نہ الفیہ ابن مالک کی شرح اشمونی میں، نہ اس کے حاشیہ الصبان میں بلکہ (مَــا) حرفیہ کی کل چار قسمیں مذکور ہیں اوّل نافیہ، دوم کافہ، سوم مصدریہ، چہارم زائدہ۔

تعجب

اس پر ہے کہ نحو میر کے محشی صاحبان جیسے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب مدراسی، مولانا انور علی صاحب، مولانا ہادی علی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی بلکہ نحو میر کا تحشیہ فرمانے والے صاحب نے اس مقام پر نحو میر کی شرح بزبان فارسی سے حروف استفہام کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ شرح مذکور کے مصنف نے (مَــا) حرفیہ استفہامیہ کی مثال میں (مَــا اسْمُكَ) پیش فرمایا ہے جو صحیح نہیں کہ اس مثال میں (مَا) اسمیہ استفہامیہ ہے، نہ (مَا) حرفیہ استفہامیہ ورنہ لازم آئے گا کہ (مَا اسْمُكَ) جملہ نہ رہے حالانکہ جملہ ہے کہ اس پر سکوت کرنے سے مخاطب کو طلب معلوم ہوتی ہے جملہ نہ رہنے کی وجہ یہ کہ (مَــا) چونکہ حرف ہے لہٰذا وہ نہ مسندالیہ نہ مسند اب رہ گیا (اِسْــمُكَ) اگر یہ مسندالیہ ہے تو مسند غیر موجود، اور اگر مسند ہے تو مسندالیہ مفقود، اور یہاں پر فقط مسندالیہ سے یا فقط مسند سے جملہ نہیں بنتا۔ **نظر برآں** مثال مذکور میں (مَا) حرفیہ ہونا یقیناً ناحق تو اسمیہ ہونا حق حق حق فیا ایّها الناظرون خُذُوا ما اَتَیتُکم فان الناس من قدیم الذمان عنه غافلون۔

ترکیب

قوله: اَلْ فَعَلْتَ. اس میں (اَلْ) حرف استفہام مبنی برسکون (فَعَلْتَ) ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح (فَعَلْتَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مَا اِسْمُكَ. اس میں (مَا) اسمیہ برائے استفہام مبنی بر سکون مبتدا مرفوع محلًا (اِسْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا مضاف، (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلًا مبنی بر فتح (اِسْمُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

تنبیــــــہ ۲۳۳ و ۲۳۴

(مہر منیر ص:۱۴۲) میں اور (المصباح المنیر ص:۱۵۱) میں (ما) حرفیہ کو برائے استفہامیہ قرار دیا ہے اور اوّل نے صفحہ مذکور پر اس کی مثال میں (مَا اسْمُكَ) پیش کیا ہے۔

اقول: یہ دونوں غلط ہیں کما سبق آنفًا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

هشتـــم حرف ردع وآں كلّا است بمعنی باز گردانیدن و
آٹھویں قسم حرف ردع اور وہ کلّا ہے بمعنی کسی کو روکنا اور
بمعنی حـقًا نیز آمدہ است چوں کلّا سَـوْفَ تَعْلَمُوْنَ
بمعنی حقًا بھی آیا ہے جیسے کلّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

قوله: رَدَعْ.

سوال: (رَدَعْ) کے کیا معنی ہیں؟

جواب: (روکنا) چونکہ متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لئے آتا ہے اس لئے حرف ردع کہتے ہیں جیسے کسی نے تم سے کہا (زَیْدٌ یُبْغِضُكَ) ترجمہ: زید تجھ سے بغض رکھتا ہے۔ تم نے جوابًا کہا (کَلّا) ہرگز نہیں یعنی آئندہ ایسا نہ کہنا، جو تم کہہ رہے ہو ایسا ہے نہیں۔

اور یہ (کَلّا) کبھی (حَقًّا) کے معنی میں ہوتا ہے یعنی جیسے (حَقًّا) مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے یہ بھی آتا ہے جیسے (کَلّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) ترجمہ: بے شک عنقریب جان لو گے (نزع کے وقت اپنے اس حال کے نتیجہ بد کو)

ترکیب

قوله: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ. اس میں (کَلَّا) بمعنی (حَقًا) مبنی برسکون (سَوْفَ) حرف استقبال مبنی بر فتح (تَعْلَمُوْنَ) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر حاضر اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، (تَعْلَمُوْنَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک عنقریب جان لوگے (نزع کے وقت اپنے اس حال کے نتیجہ بدکو)

زَیْدٌ یُبْغِضُكَ. (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا، (یُبْغِضُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (یُبْغِضُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید تجھ سے بغض رکھتا ہے۔

کَلَّا. (کَلَّا) حرف ردع مبنی برسکون اس کے بعد لَا تَقُلْ کَذَا محذوف جس میں (لَا) برائے نہی مبنی برسکون، (تَقُلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (ت) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (کَذَا) اسم کنایہ مفعول بہ منصوب محلا مبنی برسکون (تَقُلْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یا لَیْسَ الْاَمْرُ کَذَا. محذوف جس میں (لَیْسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْاَمْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم، (کَذَا) اسم کنایہ خبر منصوب محلا مبنی برسکون (لَیْسَ) فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نہم تنوین وآں پنج است تمکن چوں زَیْدٌ و تنکیر چوں
نویں قسم تنوین اور وہ پانچ ہیں تمکن جیسے زَیْدٌ اور تنکیر جیسے
صَهٍ ای اُسْكُتْ سُكُوتًا مَّا فِي وَقْتٍ مَّا اَمَّا صَهْ بغير
صَهٍ بمعنی اُسْكُتْ سکوتًا مَّا فِي وَقْتٍ مَّا لیکن صَهْ بغیر

تنوین فمعناه اُسْکُتِ السُّکُوتَ الْاٰنَ وعوض چوں

تنوین تو اس کے معنی ہیں اُسْکُتِ السُّکُوتَ الآنَ اور عوض جیسے

یَوْمَئِذٍ ومقابله چوں مُسْلِمَاتٌ وترنم کہ درآخرابیات باشد شعر:

یَوْمَئِذٍ اور مقابلہ جیسے مُسْلِمَاتٌ اور ترنم جو آخر ابیات میں ہوتی ہے، شعر:

اَقِلِّی اللَّومَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ	وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ
اَقِلِّی اللَّومَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ	وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

و تنوین ترنم دراسم وفعل وحرف رود امّا چهار اولیں

اور تنوین ترنم اسم اور فعل اور حرف پر داخل ہوتی ہے لیکن اوّل چار

خاص است باسم

خاص ہیں اسم کے ساتھ

سوال: لغت عرب اور اصطلاح میں (تنوین) کے کیا معنی ہیں؟

جواب: تنوین کے لغت عرب میں کوئی معنی نہیں، عرب نے اس لفظ کو استعمال ہی نہیں کیا۔ یہ لفظ اہل عربیت کا ایجاد کردہ ہے۔ انہوں نے (نون) سے (تنوین) بنایا جس کے حاصل معنی ان کے نزدیک یہ کہ کسی کلمہ پر (نون) داخل کرنا، کوئی (نون) بھی ہو، پھر اس معنی سے نقل کیا (نون) مخصوص کی جانب یعنی (نون) اصطلاحی کی جانب جس کی تعریف آئندہ آتی ہے۔ اب (تنوین) کے معنی ہوئے کسی کلمہ پر (نـون) اصطلاحی داخل کرنا چونکہ یہ معنی پہلے معنی سے منقول ہوئے، **نظر بر آں** پہلے معنی اصل قرار پائے بایں معنی عارف جامی قدس سرہ السامی

نے پہلے معنی کو اصل قرار دیا ہے نہ بایں معنی کہ پہلے معنی لغت عرب کے ہیں تکملہ ص: ۵۵۷، پھر (نون) مخصوص کو (تنوین) کے ساتھ موسوم کردیا گیا، **نظر برآں** جن کتابوں میں پہلے معنی کو لغوی قرار دیا ہے، وہ صحیح نہیں۔

تنوین کے اصطلاحی معنی وہ نون جو وضعاً ساکن اور کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد واقع ہو اور تاکید فعل کا افادہ نہ کرے جیسے (جَاءَ نِی زَیْدٌ) میں (زید) کلمہ ہے اس کا منتہی (دال) ہے۔ اس پر حرکت ضمہ اس ضمہ کے بعد (نون) ساکن ہے جس کی وضع سکون پر ہوئی ہے ایسے (نون) کو (تنوین) کہتے ہیں۔ اگر یہ (نون) کسی عارض کی بنا پر متحرک ہو جائے تو تنوین ہونے سے خارج نہ ہوگا کہ باعتبار وضع ساکن ہے جیسے **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُنِ اللّٰهُ الصَّمَدُ** میں (اَحَد) کے نون ساکن پر بعارض وصل کسرہ آگیا۔

وضعاً ساکن ہو اس قید سے وہ نون تنوین ہونے سے نکل گیا جو وضعاً متحرک ہو جیسے (فَعَلْنَ) کا نون۔

کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد واقع ہو، اس قید سے (مِنْ) اور (لَدُنْ) کے نون تنوین ہونے سے نکل گئے کہ یہ خود کلمہ کے منتہی ہیں۔ منتہی کی حرکت کے بعد واقع نہیں۔

اور تاکید فعل کا افادہ نہ کرے، اس قید سے (نون خفیفہ) نکل گیا جیسے (لَیَفْعَلَنْ) کہ یہ وضعاً ساکن بھی ہے اور کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد بھی ہے لیکن فعل کی تاکید کا افادہ کرتا ہے اور تنوین تاکید فعل کا افادہ نہیں کرتی، **نظر برآں** یہ تنوین نہ ہوا۔ اس تنوین کی پانچ قسم ہیں:

اوّل: تنوین تمکن جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ میں۔

دوم: تنوین تنکیر جو اسمائے مبنیہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں فارق ہو جس پر یہ تنوین داخل ہے وہ نکرہ اور جس پر داخل نہیں وہ معرفہ جیسے (صَهٍ) اسم فعل پر تنوین اس کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، **نظر برآں** اس کے معنی ہیں اُسْكُتْ سُكُوتًا مَّافِي وَقْتٍ مَّا یعنی کسی وقت تو چپ رہا کرو۔ اور (صَهْ) بغیر تنوین اسم فعل معرفہ ہے، **نظر برآں** اس کے معنی ہوئے اُسْكُتِ السُّكُوتَ الْاٰنَ اب چپ رہو یعنی خاموشی اختیار کرو زمانہ تکلم کے بعد متصل زمانہ میں۔

سوم: تنوین عوض جو اسم پر مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے خواہ مضاف الیہ جملہ ہو جیسے حِیْنَئِذٍ میں (اِذْ) پر تنوین (كَانَ كَذَا) جملہ مضاف الیہ کے بدلے میں ہے خواہ مضاف الیہ جملہ نہ ہو جیسے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ میں (بعض) پر تنوین (هُمْ) مضاف الیہ کے بدلے

میں ہے جو جملہ نہیں۔

چهارم: تنوین مقابله جونونِ جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں جمع مونث سالم پر آتی ہے جیسے جَاءَ نِیْ مُسْلِمَاتٌ میں تنوین (مُسْلِمُوْنَ) کے نون کے مقابل ہے اس میں علامت جمع (واو) ہے اور اُس میں (الف)

پنجم: تنوین ترنم جو شعر کے مصرعوں کے آخر لگتی ہے جیسے:

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ　　　وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

پہلے مصرع میں (اَلْعِتَابُ) کے آخر اور دوسرے مصرع میں (اَصَابَ) کے آخر، پہلی چار قسمیں اسم کے ساتھ مخصوص ہیں اسی واسطے علامت اسم قرار پائیں، پانچویں مخصوص نہیں اسی واسطے اس کو علامت اسم قرار نہیں دیا گیا۔

ترکیب

قوله: صَہٖ. (صَہٖ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر کسر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (صَہٖ) اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

قوله: اُسْكُتْ سُكُوتاً مَّا فِي وَقْتٍ مَّا. اس میں (اُسْكُتْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (سُكُوْتاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، (مَا) صفت منصوب محلاً مبنی بر سکون (سُكُوْتاً) موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق نوعی، (فِی) حرف جار مبنی بر سکون (وَقْتٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، (مَا) صفت مجرور محلاً مبنی بر سکون، (وَقْتٍ) موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اُسْكُتْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق نوعی اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قوله: صَہْ. (صَہْ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (صَہْ) اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

قوله: اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ. اس میں (اُسْکُتْ) فعل امر حاضر معروف مبنی برسکون کسرہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی برفتح (اَلسُّکُوْتَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول مطلق، (اَلْاٰنَ) ظرف زمان مبنی برفتح مفعول فیہ منصوب محلا (اُسْکُتْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قوله: اَقِلِّی اللَّومَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اس میں (اَقِلِّی) فعل امر حاضر معروف مبنی برحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (اَللَّومَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی برفتح (اَلْعِتَابَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا معطوف (تنوین) برائے ترنم معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، (اِقِلِّی) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جواب ندا مقدم ہوا۔

یَا عَاذِلَ اس میں (یا) حرف ندا قائم مقام (اَدْعُو) کے (اَدْعُو) فعل مضارع معروف مفرد معتل واوی مرفوع تقدیرا صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (عَاذِلَ) منادیٰ مفرد معرفہ مرخم مبنی برضم مقدر مفعول بہ، منصوب محلا (اَدْعُوْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جملہ ندا ہوا۔

(و) حرف عطف مبنی برفتح (قُوْلِیْ) فعل امر حاضر معروف مبنی برحذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون (لَقَدْ) میں (لَام) برائے تاکید مبنی برفتح (قَدْ) حرف تحقیق مبنی برسکون (اَصَابَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے جریر جو اس شعر کا قائل ہے (تنوین) برائے ترنم (اَصَابَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ منصوب محلا (قُوْلِیْ) فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف ہوا۔

هذا علیٰ مافی التکملہ کہ انہوں نے جملہ من حیث جملہ کو مقولہ قرار دیا ہے۔

فقیر کاتب الحروف اس کے سمجھنے سے قاصر رہا، کیونکہ یہ مقولہ منصوب ہے کہ رفع اور جر کی کوئی وجہ نہیں اور منصوب ہونے کی تقدیر پر ضروری ہے کہ منصوبات میں سے کوئی منصوب ہو حالانکہ کسی منصوب میں داخل نہیں کہ سب کے سب اسم ہوتے ہیں اور جملہ من حیث جملہ اسم نہیں اگر اس کو اسم کی تاویل میں لیں تو جملہ نہ رہے گا اور مقولہ جملہ ہی

کہلاتا ہے عندالکل لَعَلَّ اللّٰہ یُحدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

(اِنْ) حرف شرط مبنی برسکون (اَصَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (اَصَبْتُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، جس کی جزا بقرینہ سابق محذوف یعنی (قُولِیْ لَقَدْ اَصابَنْ) شرط اپنی جزائے محذوف سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: اے ملامت کرنے والی معشوقہ! مجھ پر ملامت اور غصہ مت کر، اگر میں تیرے عشق میں صادق ہوں تو یوں کہہ کہ میرے عشق میں برحق ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت جب کہ (قِلّت) سے عدم مراد ہو جو مناسب مقام ہے ورنہ ترجمہ معروفہ۔

۲۳۵ تا ۲۳۷
تنبیہ

(المصباح المنیر ص:۱۵۱) میں تنوین تنکیر کے متعلق تحریر کیا ہے کہ (یہ تنوین فقط اسمائے افعال میں لگتی ہے)

اقول: یہ غلط ہے بلکہ اسمائے اصوات میں بھی لگتی ہے **کما فی التکملہ** ص:۵۵۷۔

پھر ص:۱۵۲ پر تنوین مقابلہ کے بیان میں تحریر کیا کہ اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تنوین دراصل (نونِ جمع) کے مقابلے میں لائی گئی ہے کیونکہ جمع مذکر سالم میں (نونِ جمع) اور (الف) آتا ہے اور جمع مونث سالم میں الف جمع اور تنوین آتی ہے اس لئے اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہا جاتا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ جمع مذکر سالم میں (الف) نہیں آتا بلکہ (واو) آتا ہے جس کو علامت جمع کہتے ہیں اور جمع مذکر سالم میں (نون) نونِ جمع نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ بصورت اضافت نون ساقط ہونے کے بعد جمع نہ رہے، **نظر بر آں** اسم متمکن کی باعتبار وجوہ اعراب سولہویں قسم باقی نہ رہے گی حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کو سولہویں قسم قرار دیا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دھم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ چوں
دسویں قسم نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں ثقیلہ اور خفیفہ جیسے

اِضْرِبَنَّ اِضْرِبَنْ

اِضْرِبَنَّ اِضْرِبَنْ

قولہ: نون تاکید الخ۔

سوال: مصنف علیہ الرحمتہ کا نون تاکید کے فعل مضارع کے آخر میں ہونے کی مثال میں (اِضْـرِبَـنَّ) اور (اِضْرِبَنْ) کو پیش فرمانا صحیح نہیں کہ (اِضْرِبَنَّ) اور (اِضْرِبَنْ) امر حاضر معروف ہیں اور یہ فعل مضارع نہیں بلکہ فعل مضارع کے قسیم ہیں، اس لئے کہ نحویوں کے نزدیک فعل کی تین قسم ہیں ماضی، مضارع، امر حاضر معروف، **نظر برآں** مثال مطابق نہیں ممثل لہ کے؟

جواب: یہاں پر (فعل مضارع) سے مراد (فعل مستقبل) ہے یعنی وہ فعل جو زمانہ آئندہ پر دلالت کرے خواہ اس سے طلب مفہوم ہوتی ہو جیسے بصورت (امر) جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے یا (نہی) جیسے (لَا تَضْرِبَنَّ) یا (استفہام) جیسے (هَلْ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا) یا (تمنی) جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا وغیرہ یا اس سے طلب مفہوم نہ ہوتی ہو بلکہ (خبر) جیسے (لَيَـضْرِبَنَّ زَيْدًا) لیکن مضارع خبری سے نون تاکید کا لحوق مشروط ہے بایں شرط کہ اس کے شروع میں لام تاکید ہو۔

ترکیب

قولہ: **اِضْرِبَنَّ**. امر حاضر معروف مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْـتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (اِضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: ضرور ضرور مار۔

(اِضْرِبَنْ). فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین (نون) خفیفہ مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْـتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (اِضْرِبَنْ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: ضرور مار۔

لَا تَـضْرِبَنَّ. میں (لَا) برائے نہی مبنی بر سکون (تَـضْـرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح مجزوم محلاً

صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (تَا) علامت خطاب مذکر بنی برفتح (نون) ثقیلہ مبنی برفتح (تَضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: ہرگز ہرگز مت مار۔

هَل تضرِبَنَّ زَيْدًا. میں (هَلْ) حرف استفہام مبنی برسکون، (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی برفتح مرفوع محلاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (تَا) علامت خطاب مبنی برفتح (نون) ثقیلہ مبنی برفتح (زیدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (تَضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیا تو زید کو ضرور ضرور مارے گا۔

لَيتك تضرِبَنَّ زَيْدًا. اس میں (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل مبنی برفتح (کاف) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلاً مبنی برفتح (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی برفتح مرفوع محلاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (تَا) علامت خطاب مذکر مبنی برفتح (نون) ثقیلہ مبنی برفتح (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (تَضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مرفوع محلاً (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کاش کہ تو زید کو ضرور بالضرور مارے۔ اس مثال میں جملہ انشائیہ خبر ہوا جس کا جواز مختلف فیہ ہے متفق علیہ مثال یہ ہے۔

لَيتمَا تضرِبَنَّ زَيْدًا. اس میں (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل مبنی برفتح مکفوف عن العمل (مَا) کافہ مبنی برسکون (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی برفتح مرفوع محلاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون (تا) علامت خطاب مبنی برفتح (نون) ثقیلہ مبنی برفتح (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (تَضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لَيَضرِبَنَّ زَيْدٌ. اس میں (لام) برائے تاکید مبنی برفتح (یَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی برفتح مرفوع محلاً صیغہ واحد مذکر غائب (نون) ثقیلہ مبنی برفتح (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (یَضْرِبَنَّ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: البتہ ضرور ضرور زید مارے گا۔

۲۳۸

تنبیہ

(مہر منیر ص: ۱۴۴) میں لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ کا ترجمہ کیا ہے (کاش تو ضرور مارتا)

اقول: یہ غلط ہے کہ (تَضْرِبَنَّ) بمعنی مستقبل ہے کیونکہ نون تاکید کے ساتھ مضارع بمعنی مستقبل ہوتا ہے اور (مارتا) ترجمہ ہے ماضی کا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاًّ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

یازدھم حروف زیادت وآں ہشت حرف است اِنْ واَنْ و
گیارہویں قسم حروف زیادت اور وہ آٹھ حرف ہیں اِنْ اور اَنْ اور
مَا ولَا ومِنْ و کاف وبا ولام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد
مَا اور لَا اور مِنْ اور کاف اور با اور لام آخری چار حروف جر میں ذکر کر دیئے گئے

قولہ: حروف زیادت۔

سوال: ان حروف کو حروف زیادت کیوں کہتے ہیں؟

جواب: بایں وجہ کہ اگر ان کو کلام سے علیحدہ کر دیں تو کلام کے معنی اصلی متغیر نہیں ہوتے وہ تو جوں کے توں باقی رہتے ہیں۔ معنی اصلی کے افادہ میں ان کو دخل نہیں تو بنظر افادۂ معنی اصلی زائد ہوئے، نہ بایں معنی کہ بے فائدہ ہیں بلکہ تاکید معنی، تحسین کلام، استقامت وزنِ شعر وغیرہ فوائد کا ان سے حصول ہوتا ہے۔

سوال: یہ گیارہویں قسم حروف غیر عاملہ کی ہے تو اُس میں انہیں حروف کو بیان کرنا چاہئے جو عامل نہ ہوں۔

نظر برآں مصنف علیہ الرحمتہ کا (مِنْ) اور (کاف) اور (با) اور (لام) کو ذکر کرنا درست نہیں کہ یہ تو زائد ہونے کے باوجود عمل کرتے ہیں جیسے (وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا) میں (با) زائد ہونے کے باوجود اسم جلالت کو جر دے رہی ہے۔ ترجمہ: اور اللہ کافی ہے گواہ، اور (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ) میں (کاف) زائد ہونے کے باوجود جر دے رہا ہے۔ ترجمہ: اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور (هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ) میں (مِنْ) زائد ہونے کے باوجود عامل ہے۔ ترجمہ: کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔

و مَلَكْتَ مَا بَيْنَ العِرَاقِ و يَثْرِبَ مِلْكًا اَجَارَ لِمُسْلِمٍ وَ مُعَاهِدِ

میں (لام) زائد ہونے کے باوجود عمل کر رہا ہے۔ ترجمہ: اور تم عراق سے لے کر یثرب تک کے مالک ہوئے

ایسی ملکیت کے ساتھ جس نے مسلم اور ذمی کافر کو پناہ دی۔

جواب: بیشک یہ حروف زائد ہونے کے باوجود عمل کرتے ہیں لیکن یہاں پر ان کا ذکر **طرداً للباب** ہے کہ حروف زائد غیر عاملہ کے ساتھ زوائد عاملہ کو بھی ذکر کر دیا تا کہ کل زوائد بیان میں آجائیں اور جو چیز **طرداً للباب** بیان کی جاتی ہے اس کے ذکر کو نادرست نہیں کہتے جیسے کافیہ میں منع صرف کے سبب **(عدل)** تقدیری کے ساتھ باب قطام کے **عدل** تقدیری کو بھی ذکر فرمادیا، حالانکہ باب قطام کا عدل تقدیری منع صرف کے لئے سبب نہیں اس کا ذکر **طرداً للباب** ہے تا کہ **عدل** تقدیری کے کل افراد بیان میں آجائیں۔ ایک وہ جو منع صرف کے لئے سبب بنے، دوسرا وہ جو منع صرف کے لئے سبب نہ ہو **کما فی حاشية الملّا عبدالغفور عليه رحمة الله الشكور۔**

(اِنْ) زائدہ جیسے:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِی　　لكن مدحت مقالتی بمحمَّدٍ

اس میں (مَا) کے بعد (اِنْ) زائد ہے۔ اس شعر کے حاصل معنی یہ کہ میں نے اپنے الفاظ سے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح نہیں کی کہ میں اس قابل کہاں۔

ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب　　ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

بلکہ آپ کی مدح میں واقع ہونے سے میرے الفاظ کو شرافت حاصل ہوگئی، اور (اَنْ) جیسے **فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَرْتَدَّ بَصِيْرًا** ۔ اس میں (لَمَّا) کے بعد (اَنْ) زائد ہے۔ ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

اور **(مَا)** زائدہ جیسے: **اِذَامَا تُسَافِرُ اُسَافِرُ**. اس میں (اِذَا) کے بعد (مَا) زائدہ ہے۔ ترجمہ: جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔

اور **(لَا)** زائد جیسے **مَا جَاءَنِی زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو**. اس میں (واو) کے بعد (لَا) زائد ہے۔ ترجمہ: میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو۔ باقی ماندہ چار حروف کی مثالیں گذر گئیں۔

ترکیب

قوله: وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا. اس میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح (كَفٰى) فعل ماضی

معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب (بـا) حرف جار زائد مبنی بر کسر (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً فاعل، (شَهِيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلالت، (شَهِيْــدًا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر تمیز نسبت، (كَفٰى) فعل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اور اللہ کافی ہے گواہ۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ. اس میں (لَيْسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (فعل ناقص) (كـاف) حرفِ جار زائد مبنی بر فتح (مِثْلِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلاً مضاف، (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے اسم جلالت، (مِثْــلِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر مقدم، (شَيْءٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم موخر (لَيْــسَ) فعل ناقص اپنے اسم موخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ. اس میں (هَلْ) حرف استفہام مبنی بر سکون (مِنْ) حرفِ جار زائد مبنی بر سکون (خَــالِقٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً مبتدا، (غَيْــرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَيْــرُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔

وَ مَلَكْتَ مَا بَيْنَ الْعِرَاقِ وَ يَثْرَبِ مِلْكًا اَجَارَ لِمُسْلِمٍ وَ مُعَاهِدٖ

اس میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح (مَـلَكْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح (مَا) اسم موصول مبنی بر سکون (بَيْنَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (اَلْعِرَاقِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً معطوف علیہ۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (يَثْرَبِ) غیر منصرف بوجہ علمیت اور وزنِ فعل مجرور بکسرہ بضرورت شعری معطوف، (اَلْـعِـرَاقِ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، (بَيْنَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَبَتَ) مقدر کا (ثَبَتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (ثَبَتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں، (مَـا) اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ منصوب محلاً، (مِـلْـكًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، (اَجَـارَ) فعل ماضی معروف مبنی

برفتح صیغہ واحد مذکر غائب جس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے موصوف، (لام) حرف جارزائد مبنی برکسر (مُسْلِمٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلا معطوف علیہ، (و) حرف عطف مبنی برفتح (مُعَاهِدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلا معطوف، (مُسْلِمٍ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، (اَجَارَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت منصوب محلا، (مِلْكًا) موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق نوعی، (مَلَكْتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق نوعی سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا کیونکہ یہ شعر مدح میں ہے اور مدح انشاء ہوتی ہے۔ ترجمہ: اور تم عراق سے لے کر یثرب تک کے مالک ہوئے ایسی ملکیت کے ساتھ جس نے مسلم اور ذمی کافر کو پناہ دی۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي ۔ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

اس میں (مَا) حرف نفی مبنی برسکون (اِنْ) حرف زائد برائے تاکید نفی مبنی برسکون (مَدَحْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (اسم رسالت) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (با) حرف جار مبنی برکسر (مَقَالَة) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برسکون (مَقَالَةِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، (مَدَحْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، کہ اس میں مدح سابق کے متعلق اخبار ہے فتامل۔

(لٰكِنْ). حرف عطف مبنی برسکون (مَدَحْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم، (مَقَالَةِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسب (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برسکون (مَقَالَةِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، (با) حرفِ جار مبنی برکسر (اسم رسالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَدَحْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔ حاصل معنی یہ کہ میں نے اپنے الفاظ سے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مدح نہیں کی کہ میں اس قابل کہاں بلکہ آپ کی مدح میں واقع ہونے سے میرے الفاظ کو شرافت حاصل ہوگئی۔

فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا. اس میں (فا)

حرف عطف مبنی بر فتح (لَـمَّا) ظرف زمان متضمن معنی شرط مبنی بر سکون مفعول فیہ مقدم منصوب محلا (اَنْ) حرفِ زائد مبنی بر سکون (جَـاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْبَشِیْـرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (جَـاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، (اَلْـقٰی) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (اَلْبَشِیْـرُ) (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (قـمیص) جو ماقبل میں مذکور ہے، (عـلیٰ) حرف جار مبنی بر سکون (وَجْهِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف، (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے یعقوب علیہ السلام، (وَجْهِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَلْقٰی) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔

(فـا) . حرف عطف مبنی بر فتح (اِرْتَـدَّ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے یعقوب علیہ السلام (بَـصِیْـرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (هـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم فعل ناقص، (بَـصِیْرًا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر، (اِرْتَدَّ) فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

اِذَا مَـا تُسَـافِرْ اُسَـافِرْ . اس میں (اِذَا) اسم شرط مبنی بر سکون مفعول فیہ مقدم منصوب محلا (مَـا) حرف زائد مبنی بر سکون (تُسَــافِرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مرفوع لفظاً کیونکہ (اِذَا) جازم نہیں صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْـتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تـا) علامت خطاب مذکر مبنی بر فتح (تَسَــافِرْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، (اُسَــافِرُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنـا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (اُسَــافِرُ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔

مَاجَاءَ نِی زَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو . اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لَا) حرف زائد مبنی بر سکون (عَـمْرٌو)

مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل (جَـاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو۔

۲۳۹ تا ۲۴۳
تنبیــــــہ

(المصباح المنیر ص:۱۵۴) میں (مَا) زائدہ کی مثال یوں تحریر کی ہے مَتِیْمَا تُصَلِّی اُصَلِّی اور اَیْنَمَا تَنُوْمُ اَنُوْمُ۔

اقول: یہ غلط ہے، کہ (مَتِیْمَا) اور (اَیْـنَمَا) جازم ہیں، تو پہلی مثال میں (تُـصَلِّ اُصَلِّ) اور دوسری میں (تَـنُـمْ اَنُمْ) ہونا چاہئے اور (المصباح المنیر) میں اسی صفحہ پر اور (مہر منیر) میں ص:۱۴۵ پر (مِن) اور (کاف) اور (با) اور (لام) حروف جار زائدہ کے ذکر کو اس مقام پر تسامح قرار دیا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ ان کا ذکر **طردًا للباب** ہے **کما سبق تفصیله**، اور جو چیز **طردًا للباب** ذکر کی جائے اس کو تسامح نہیں کہتے۔

پھر اوّل نے اسی صفحہ پر ان چاروں حروف کے متعلق لکھا ہے کہ (یاد رکھو کہ یہ حروف کلام غیر موجب میں زائد آیا کرتے ہیں) پھر لام زائدہ کی مثال میں (رَدِفَ لَکُمْ) ذکر کیا ہے۔ یہ بدو وجہ غلط ہے:

اَوَّلاً: اس لئے کہ (رَدِفَ لَکُمْ) کلام غیر موجب نہیں حالانکہ اس میں لام زائد ہے۔

ثانیاً: اس لئے کہ (کلام غیر موجب) کی قید دیوبندی اضافہ ہے جس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ (کَـفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا) میں (با) زائد ہے اور یہ کلام غیر موجب نہیں۔ اسی طرح مذکورہ شعر میں (اَجَـارَ لِـمُسْـلِمٍ) کلام غیر موجب نہیں حالانکہ اس میں لام زائد ہے۔ اسی طرح (فَـاَصْبَـحُـوا مِثْلَ کَـعَصْفٍ مَاکُولٍ) میں (کاف) زائد ہے حالانکہ یہ کلام غیر موجب نہیں **کـذا فی الرّضی.** باقی رہا (مِنْ) اس میں تحقیق یہ ہے کہ کلام موجب میں بھی زائد ہوتا ہے چنانچہ عبدالرسول میں ہے:

بہر تبعیض و قسم سببیہ و نسبت بدل ۔۔۔ نیز تجرید است و زائد ہم بیاید مطلقا

اور خود حاشیہ میں اس کی مثال میں یہ آیت پیش فرمائی وَلَـقَـدْ جَـآءَ كَ مِنْ نَبَاءِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اس میں (مِنْ) زائد ہے حالانکہ یہ کلام غیر موجب نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی مُلّا ۔۔۔ حالِ طفلاں زبوں شدہ است

دوازدهم حروف شرط وآں دواست اَمَّا و لَوْ اَمَّا برائے

بارہویں قسم حروف شرط اور وہ دو ہیں اَمَّا اور لَوْ اَمَّا برائے

تفصیل وفا در جوابش لازم باشد کقولہٖ تعالیٰ فَمِنْهُمْ

تفصیل اور فا اس کے جواب میں لازم ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مقولہ فَمِنْهُمْ

شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوا فَفِي النَّارِ واَمَّاالَّذِيْنَ

شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوا فَفِي النَّارِ و اَمَّا الَّذِيْنَ

سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ و لَوْ برائے انتفائے ثانی بسبب

سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ اور لَوْ انتفائے ثانی کے لئے بوجہ

انتفائے اوّل چوں لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّااللّٰه لَفَسَدَتَا

انتفائے اوّل جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰه لَفَسَدَتَا

قولہ: اَمَّا برائے تفصیل، (اَمَّا) تفصیل کے لئے آتا ہے جس کے دو معنی ہیں:

اوّل: مجمل سابق کی توضیح کرنا جیسے آیت کریمہ مذکورہ میں فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ و سَعِيْدٌ کلام سابق باعتبار حکم مجمل ہے فَاَمَّاالَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ اورو اَمَّاالَّذِيْنَ سُعِدُوا فَفِي الجَنَّةِ سے اس کی توضیح کردی گئی کہ (شقی) کا حکم دخول دوزخ ہے اور (سَعِيْد) کا حکم دخول جنت اس میں بعض حصہ درمیان سے اور بعض حصہ آخر سے اختصاراً ذکر نہیں کیا گیا ورنہ یہ آیات بایں ترتیب نہیں صرف اتنا حصہ ذکر کردیا گیا ہے جو مقصود سے متعلق تھا۔ مصنف علیہ الرحمتہ نے مبتدی طلبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اسی ایک معنی پر اکتفا فرمایا اور مناسب بھی یہی ہے کیونکہ تفصیل کے لئے اگلی کتابیں ہیں۔

دوم: چند چیزوں کو الگ الگ ذکر کرنا جیسے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا فَیَعْلَمُونَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ و اَمَّا الَّذِینَ كَفَرُوا فَیَقُولُوْنَ مَاذَا اَرَادَاللهُ بِهٰذَا مَثَلاً۔ اس میں مجمل سابق کی تفصیل نہیں بلکہ مومن اور کافر میں سے ہر ایک کے حال کا علیحدہ علیحدہ بیان ہے اور (اَمَّا) استیناف کے لئے بھی آتا ہے جس کے معنی ہیں کلام ابتدائی کے اوّل لانا جیسے وہ (اَمَّا) جس کو کتابوں اور وعظ کے خطبوں میں ذکر کرتے ہیں چنانچہ اسی نحو میر میں تھا (اَمَّا بَعْدُ) بہرکیف (اَمَّا) تفصیل کے لئے ہو یا استیناف کے لئے معنی شرط اس سے جدا نہیں ہوتے اور اس کے جواب پر (فا) لازم ہوتی ہے اِلَّا نَادِراً جیسے ارشادِ نبوی اَمَّا مُوسٰی كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذْیَنْحَدِرُ فِي الْوَادِیْ کہ اس میں (كَاَنِّي) پر (فا) نہیں جو جواب میں واقع ہے۔

اور (لَوْ) اس پر دلالت کرتا ہے کہ جزا کا انتفاء ہوا بوجہ انتفائے شرط کے جیسے آیت مذکورہ میں (لَوْ) نے اس بات پر دلالت کی کہ اوّل کا انتفاء یعنی تعدد آلہہ کا انتفائے معلوم سبب ہے ثانی کے انتفاء یعنی فساد زمین و آسمان کے انتفائے معلوم کے لئے نفس الامر میں یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا موجودہ نظام برباد ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا نہیں اس لئے زمین و آسمان کا موجودہ نظام برباد نہ ہوا۔ (لَوْ) کا استعمال بایں معنی مشہور ہے۔

اور کبھی بایں معنی مستعمل ہوتا ہے کہ جزا لازم ہے شرط کے لئے اور جزا منتفی، اس سے استدلال کیا جاتا ہے شرط کے منتفی ہونے پر جیسے یہی آیت کریمہ کہ جزا یعنی زمین و آسمان کا فساد لازم ہے شرط کے لئے یعنی تعدد آلہہ کے لئے تو شرط ملزوم ہوئی اور لازم منتفی ہے کہ زمین و آسمان فاسد نہیں ہیں تو ملزوم منتفی ہوا یعنی تعدد آلہہ، کیونکہ لازم کا انتفا ملزوم کے انتفا پر دلالت کرتا ہے اور جب تعدد آلہ منتفی ہوا تو توحید ثابت ہوئی چونکہ اس لزوم کا اخبار اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کے اخبار میں کذب ممکن نہیں تو یہ لزوم قطعی ہوا اور جب لزوم قطعی ہوا تو آیت کریمہ توحید پر دلیل قطعی ہوگئی فاحفظه۔

اور کبھی (لَــوْ) کا استعمال جزا کا استمرار بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس وقت جزا کو لازم قرار دیتے ہیں اس شرط کے لئے جو دو متنافی چیزوں میں سے بہ نسبت جزا بعید ہوتی ہے جیسے (لَوْ اَهَنْتَنِي لَاَ كْرَمْتُكَ) اگر تو میری اہانت کرتا تب بھی میں تیرا اکرام کرتا، مخاطب کی (اِهَانَة) اور اس کا (اکرام) دو متنافی چیزیں ہیں ان میں مخاطب کی (اِهَـانَة) بہ نسبت (اکـرام) متکلم بعید ہے اور (اکـرام) مخاطب قریب، متکلم نے اپنے (اکرام) کو مخاطب کی (اِهَانَة) کے لئے لازم قرار دیا تو اس کے (اکرام) کے لئے بدرجہ اولیٰ لازم ہوا پس

معنی یہ ہوئے کہ متکلم کا (اکـرام) مستمر ہے۔مخاطب (اِهَـانَة) کرے یا (اکـرام) اسی قبیل سے ہے۔یہ حدیث نِـعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يُحِبَّ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ کہ عدم عصیان عدم حب کولازم ہے توحب کو بدرجہ اولیٰ لازم ہوا۔اب معنی یہ ہوئے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدم عصیان مستمر ہے کہ ان سے معصیت صادر نہیں ہوتی۔

ترکیب

قوله: فَـمِنْهُمْ شَقِيٌّ و سَعِيْدٌ. اس میں (فا) برائے تفصیل مبنی بر فتح (مِنْ) حرفِ جار مبنی برسکون (هُمْ) میں (ھَا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے (نفس) جو ماقبل میں تحت نفی واقع ہونے کی وجہ سے عام ہو گیا اسی واسطے ضمیر جمع کا ارجاع درست ہے (میـــم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَـابِتَان) مقدر کا (ثَـابِتَان) مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُـمَا) پوشیدہ جس میں (ھَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبتدائے موخر، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی برسکون، (ثَـابِتَـان) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، (شَـقِيٌّ) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (سَعِيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مفصلہ ہوا۔

قوله: فَـامَّا الَّذِيْنَ شَقُوا فَفِي النَّارِ. اس میں (فا) حرف تفصیل مبنی بر فتح (اَمَّا) حرف شرط مبنی برسکون برائے تفصیل جس کی شرط محذوف وجوباً (اَلَّـذِيْنَ) اسم موصول مبنی بر فتح (شَـقُوا) فعل ماضی معروف مبنی برضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، راجع بسوئے اسم موصول، (شَـــقُــوا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں، (اَلَّذِيْنَ) اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا مرفوع محلا (فا) جوابیہ مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی برسکون (اَلنَّارِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَـابِتُوْنَ) مقدر کا (ثَـابِتُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هُـمْ) پوشیدہ جس میں (ھـا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبتدا، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون (ثَـابِتُونَ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصلہ ہوا۔

قوله: وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ. اس میں (و) حرف عطف مبنی بر فتح (اَمَّا) حرف شرط مبنی بر سکون جس کی شرط محذوف وجوبا (اَلَّذِيْنَ) اسم موصول مبنی بر فتح (سُعِدُوْا) فعل ماضی مجہول مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز نائب فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول، (سُعِدُوْا) فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں (اَلَّذِيْنَ) اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا، مرفوع محلا (فَا) جوابیہ مبنی بر فتح (فِي) حرف جار مبنی بر سکون (اَلْجَنَّةِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتُوْنَ) مقدر کا (ثَابِتُوْنَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هُمْ) پوشیدہ جس میں (هَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (ثَابِتُوْنَ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

قوله: لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا. اس میں (لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (كَانَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (فِي) حرف جار مبنی بر سکون (هُمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے ارض وسما، (میم) حرف عماد مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (مُتَصَرِّفَةٌ) مقدر کا (مُتَصَرِّفَةٌ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مونث اس میں (هي) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موخر، (مُتَصَرِّفَةٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم (اٰلِهَةٌ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف، (اِلَّا) بمعنی (غیر) مضاف، مرفوع محلا (اسم جلالت) مضاف الیہ مجرور تقدیرا ضمہ موجودہ (اِلَّا) کے اعراب محلی کو بیان کرنے کے لئے ہے (غیر) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، (اٰلِهَةٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم موخر، (كَانَ) فعل ناقص اپنے اسم موخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، (لام) جوابیہ مبنی بر فتح (فَسَدَتَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ تثنیہ مونث غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے ارض و سما، (تا) علامت تانیث مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکت مناسبت (فَسَدَتَا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ. میں (فَا) حرف تفصیل مبنی بر فتح (اَمَّا) حرف شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل بمعنی ثانی جس کی شرط محذوف وجوبا (اَلَّذِيْنَ) اسم موصول مبنی بر فتح

(اٰمَنُوا) فعل ماضی معروف مبنی برضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے اسم موصول، (اٰمَنُوا) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں، (الَّذِیْنَ) اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا مرفوع محلا، (فا) جوابیہ مبنی برفتح (یَعْلَمُوْنَ) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، (اَنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی برفتح موصول حرفی (ھا) ضمیر منصوب متصل اسم، منصوب محلا مبنی برضم راجع بسوئے (مثلاً) جو ماقبل میں مذکور ہے (اَلْحَقُّ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ذوالحال، (مِنْ) حرف جار مبنی برسکون (رَبِّ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف، (ھُمْ) میں (ھا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برکسر راجع بسوئے مبتدا، (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون، (رَبِّ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتًا) مقدر کا (ثَابِتًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے ذوالحال، (ثَابِتًا) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل مرفوع محلا راجع بسوئے اسم اَنَّ، (اَلْحَقُّ) صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر، (اَنَّ) کا اسم اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ، (اَنَّ) حرف مشبہ بفعل موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہوکر مفعول بہ منصوب محلا (یَعْلَمُوْنَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ۔ اس میں (و) حرف عطف مبنی برفتح (اَمَّا) حرف شرط مبنی برسکون برائے تفصیل بمعنی ثانی جس کی شرط محذوف وجوباً (الَّذِیْنَ) اسم موصول مبنی برفتح (کَفَرُوْا) فعل ماضی معروف مبنی برضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے اسم موصول، کَفَرُوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں، (الَّذِیْنَ) اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا، مرفوع محلا (فا) جوابیہ مبنی برفتح (یَقُوْلُوْنَ) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، (مَا) اسمیہ برائے استفہام مبتدا مرفوع محلا مبنی برسکون (ذَا) بمعنی (الَّذِیْ) اسم موصول مبنی برسکون (اَرَادَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت)

مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (ھـا) ضمیر منصوب متصل محذوف مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، (بـا) حرفِ جار مبنی بر کسر (ھـا) حرف تنبیہ مبنی بر سکون (ذَا) اسم اشارہ مبنی بر سکون ممیز، (مثلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور محلاً جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، (اَرَادَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر مقولہ، یا مراد اللفظ ہو کر مقولہ منصوب محلاً یا تقدیراً (یَقُولُون) فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

اَمَّا موسٰی کَاَنِّی اَنْظُرُ اِلَیْهِ اِذْ یَنْحَدِرُ فِی الْوَادِیْ . اس میں (اَمَّا) حرف شرط مبنی بر سکون اس کی شرط محذوف وجوباً (موسیٰ) غیر منصرف مرفوع تقدیراً مبتدا، (کَاَنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح مقدر کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت برائے تحقیق (یا) ضمیر منصوب متصل اسمِ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَنْظُرُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اِلٰی) حرفِ جار مبنی بر سکون (ھا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے مبتدا، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اِذْ) ظرفِ زمان مبنی بر سکون مضاف (یَنْحَدِرُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (فی) حرف جار مبنی بر سکون (اَلْوَادِیْ) اسم منقوص مجرور تقدیراً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (یَنْحَدِرُ) فعل اپنے فاعل اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ مجرور محلاً (اِذْ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (اَنْظُرُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً (کَاَنَّ) حرف مشبہ بفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَیْبٌ لَوْلَمْ یُحِبَّ اللّٰهَ لَمْ یَعْصِهٖ. اس میں (نِعْمَ) فعل مدح مبنی بر فتح (اَلْعَبْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (نِعْمَ) فعل مدح اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلاً (صُهَیْبٌ) مفرد منصرف مرفوع لفظاً مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (لَمْ) حرفِ جازم مبنی بر سکون (یُحِبَّ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز

مجزوم بسکون فتحہ موجودہ یا کسرۂ موجودہ حرکت **تخلص من السکونین** صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (صھیب) (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (یُحبَّ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (یَعْصِ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے صھیب، (ھا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے اسم جلالت، (یَعْصِ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لَوْ اَھَنْتَنِی لَاَکْرَمْتُكَ. اس میں (لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (اَھَنْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (اَھَنْتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، (لام) جوابیہ مبنی بر فتح (اَکْرَمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (اَکْرَمْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

۲۴۴ تا ۲۴۶
تنبیہ

(مہر منیر ص:۱۴۶) میں ہے (تنبیہ) حروف شرط میں سے (اِنْ) بھی ہے مگر مصنف نے اس کو چھوڑ دیا ہے جو تسامح پر مبنی ہے۔

اقول: یہ غلط ہے اور آپ کی سمجھ کا قصور۔ مصنف علیہ الرحمتہ یہاں پر حروف غیر عاملہ کو بیان فرما رہے ہیں اور (اِنْ) ہے عامل پھر اس کو کیوں بیان فرماتے، اور (المصباح المنیر ص:۱۵۵) میں ہے (ف) حروف شرط میں (اِنْ) بھی داخل ہے لیکن وہ بعض صورتوں میں عامل بھی ہوتا ہے مگر مصنف نے یہاں اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ حرفِ شرط جب کہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے جیسے (اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ)

یہ بدو وجہ غلط ہے:

اولاً: اس لئے کہ (اِنْ) کو بعض صورتوں میں عامل کہنا درست نہیں کیونکہ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں عامل نہیں ہوتا حالانکہ وہ تمام صورتوں میں عامل ہوتا ہے کبھی ملغی عن العمل نہیں ہوتا جیسے حروف

مشبہ بہ فعل مائے کافہ کے ملحق ہونے سے عامل نہیں رہتے (اِنْ) ایسا نہیں اس کو کوئی چیز عمل سے نہیں روکتی۔
ثانیا: اس لئے کہ یہ کہنا (جب کہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے) درست نہیں کیونکہ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جب شرط و جزا مضارع نہ ہوں تو عامل نہیں ہوتا یہ غلط ہے اور نحو میر یاد نہ رہنے پر مبنی، مصنف علیہ الرحمۃ حروف جازمہ کے بیان میں فرما چکے ہیں (اِنْ) برائے مستقبل است اگر چہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ واین جا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست) کہیے اگر (اِنْ) غیر مضارع میں عامل نہیں ہوتا تو یہ جزم تقدیری کہاں سے آ گیا؟ سچ ہے کہ۔

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاّ   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

سیزدھم لَولَا واو موضوع است برائے انتفائے ثانی

تیرہویں قسم لَولَا اور وہ وضع کیا گیا ہے انتفائے ثانی کے لئے

بسبب وجود اوّل چوں لَولَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ

بوجہ وجود اوّل جیسے لَولَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ

قولہ: (لَولَا) یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے نحوی دوسرے جملے کو جواب (لَولَا) کہتے ہیں چونکہ یہ حرف شرط نہیں اس لئے پہلے جملے کو شرط نہیں کہتے، یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے جملے کا مضمون پہلے جملے کے مضمون کے پائے جانے کے سبب سے منتفی ہو گیا جیسے لَولَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ، اس میں دوسرا جملہ (لَهَلَكَ عُمَرُ) ہے اس کا مضمون (هَلَاكِ عُمَرُ) اور پہلا جملہ (لَولَا عَلِیٌّ) ہے جو اصل میں (لَولَا عَلِیٌّ مَوْجُوْدٌ) تھا اس کا مضمون (وجودِ علی) ہوا، **نظر بر آں** (لَولَا) نے اس پر دلالت کی کہ (هَلَاكِ عُمَر) منتفی ہوا بسبب (وجودِ علی) یہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حاملہ عورت سے زنا صادر ہوا۔ بعد ثبوت شرعی آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ مولائے مشکل کشا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاد دلایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد سنگسار کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے مذکورہ حکم سے رجوع کر کے فرمایا (لَولَا عَلِیٌّ

لَهَلَكَ عُمَرُ) علی کی وجہ سے عمر ہلاک نہ ہوا یعنی مولائے مشکل کشا کی یاد دہانی نے دینی ہلاکت سے بچالیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع حکم دینی ہلاکت ہے۔

ترکیب

قوله: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ. اس میں (لَوْلَا) امتناعیہ مبنی بر سکون (عَلِیٌّ) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، جس کی خبر (مَوْجُوْدٌ) محذوف وجوبا (مَوْجُوْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (مَوْجُوْدٌ) اسم مفعول اپنے نائب سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (لام) حرف تاکید مبنی بر فتح (هَلَكَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (عُمَرُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، (هَلَكَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب (لَوْلَا) ہوا۔

تنبیہ ۳۴۷

(المصباح المنیر ص:۱۵۶) میں اور (مہر منیر ص:۱۴۶) میں ہے (قوله لَوْلَا یہ بھی حروف شرط میں سے ہے)

اقول: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ تم بھی کوئی انسان ہو تضعیف شرح اور تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

یہ غلط فاحش ہے، ان فاضلان دیوبند کو علم نحو سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ اگر شرط کے اصطلاحی معنی جانتے تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ (لَوْلَا) بھی حروف شرط سے ہے بلکہ اتنی سمجھ بھی نہیں کہ اگر (لَوْلَا) حروف شرط سے ہوتا تو مصنف علیہ الرحمۃ حروف شرط میں بیان فرماتے جن کا تذکرہ کچھ دور نہیں گذرا بلکہ اس سے پہلے بلا فصل وہی مذکور ہیں اس کو علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

لَقَدْ صَدَقَ مَا يَقُوْلُوْنَ   اِنَّ اللَّيَابَنَةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ

سچ ہے کہ   بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا   حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چہاردھم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں لَزَيْدٌ

چودھویں	قسم	لام	مفتوحہ	تاکید	کے	لئے	جیسے	لَزَيْدٌ

اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

عَمْرٍو	مِنْ	اَفْضَلُ

ترکیب

قوله: لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. اس میں (لام) حرف تاکید مبنی بر فتح (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، (اَفْضَلُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (عَمْرٍو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو، (اَفْضَلُ) اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بے شک زید زیادہ فضیلت والا ہے عمرو سے۔

پانزدهم مَا بمعنی مَادَامَ چوں اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ

الْاَمِیْرُ	جَلَسَ	مَا	اَقُوْمُ	جیسے	مَادَامَ	بمعنی	مَا	قسم	پندرہویں

(حروف مصدریہ) میں جس (مَا) کا ذکر ہوا تھا اس کی دو قسم ہیں:

اوّل: غیر زمانیہ جیسے (وَضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ) یہ اپنے مابعد سے مل کر بمعنی مصدر ہوتا ہے چنانچہ (بِمَا رَحُبَتْ) بمعنی (بِرُحْبِھَا) ہوا۔

دوم: زمانیہ جیسے مثال مذکور میں، اس کو زمانیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے پہلے (وقت) مضاف کو حذف کر کے اس کے قائم مقام اس کو کر دیا گیا تو قائم مقام ہونے کے اعتبار سے یہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے بخلاف اوّل کہ اس سے پہلے (وقت) مضاف نہیں ہوتا تو وہ (وقت) کے قائم مقام نہ ہوا لہٰذا وہ زمانہ پر دلالت نہیں کرتا اس لئے وہ غیر زمانیہ کہلاتا ہے۔

سوال: جب یہ وہی (مَا) مصدری ہے جس کا ذکر حروف مصدریہ میں ہو چکا تو اب دوبارہ ذکر کرنے سے تکرار لازم آتی ہے جو مناسب نہیں؟

جواب: جی نہیں، **اولاً:** ذکر غیر زمانیہ ہونے کے اعتبار سے ہے اور **ثانیاً:** زمانیہ ہونے کے اعتبار سے۔
سوال: اس (ما) کو بمعنی (مَادَامَ) کہنے سے کیا مقصود، اتنا فرمانا کافی تھا کہ (ما) بمعنی (وقت)؟
جواب: (مَادَامَ) میں یہی (مائے) مصدری ہے اور (دَامَ) فعل ناقص جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اسم کے لئے دائم ہے تو (مَا) اپنے مابعد سے مل کر بمعنی (دوام) مذکور ہوا۔ اور (مَا) قائم مقام (وقت) تھا تو (مَادَامَ) کے معنی ہوئے (وقت دوامِ مذکور) یعنی ثبوتِ خبر برائے اسم کا کل وقت، تو مصنف علیہ الرحمتہ نے (بمعنی مَادَامَ) فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ یہ (ما) زمانیہ (کل وقت) کے معنی میں ہوتا ہے نہ (مطلقاً وقت) کے جو کل اور بعض دونوں کو شامل ہے۔ یہ بات (بمعنی وقت) کہنے سے حاصل نہیں ہوتی اسی واسطے (بمعنی وقت) نہیں فرمایا۔

ترکیب

قولہ: اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ. اس میں (اَقُوْمُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (مَا) موصول حرفی مبنی برسکون (جَلَسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْاَمِیْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (جَلَسَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (ما) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ مجرور محلاً (وَقْتَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف مقدر، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (اَقُوْمُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں کھڑا رہوں گا امیر کے بیٹھنے تک۔

۲۴۸ تا ۲۵۰

تنبیہ

(المصباح المنیر ص:۱۵۶) میں ہے کہ یہ (مَا) فعل ناقص (مَادَامَ) کے ہم معنی ہوتا ہے)

اقول: یہ غلط ہے اس لئے کہ (مَادَامَ) پورا فعل ناقص نہیں کما سبق اسی واسطے مصنف علیہ الرحمتہ نے (بمعنی مَادَامَ) فعل ناقص نہیں فرمایا اور افعال ناقصہ میں پورا (مَادَامَ) ذکر فرمایا اس لئے کہ (دَامَ) فعل ناقص بدون (مَا) مصدریہ مستعمل نہیں ہوتا ہے جیسے (مَا انْفَكَّ) میں فعل ناقص فقط (اِنْفَكَّ) ہے اور (ما) نافیہ لیکن یہ فعل ناقص بغیر (ما) وغیرہ حرف نفی استعمال نہیں کیا جاتا اس لئے حرف نفی کے ساتھ ذکر فرمایا۔

پھر (المصباح المنیر) میں اسی صفحہ پر اور (مہر منیر) میں ص: ۱۴۷ پر (مَــا) کی دو قسم اسمیہ اور حرفیہ بیان کر کے تحریر کیا کہ (پھر اسمیہ کی تین قسمیں ہیں موصولہ، موصوفہ، شرطیہ، اور حرفیہ کی بھی تین قسمیں ہیں نافیہ، کافہ اور (مَا) بمعنی مَادَامَ)

یہ دونوں حصر بھی غلط ہیں:

اوّل: اس لئے کہ (مَــا) اسمیہ برائے استفہام بھی ہوتا ہے جیسے (وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى) میں جس کو یہ دونوں فاضلِ دیوبند شروع کتاب میں بیان کر چکے ہیں کہ صیغہ تعجب (مَا اَحْسَنَهٗ) میں (مــا) بر مذہب امام فرا برائے استفہام ہے لیکن بات یہ ہے کہ (حافظہ نباشد) علاوہ استفہام اور معانی میں بھی آتا ہے جس کی تفصیل کافیہ وغیرہ میں دیکھی جائے، اس حصر کے بطلان پر یہی کافی ہے۔

دوم: اس لئے کہ (مَـا) حرفیہ مصدریہ غیر زمانیہ بھی آتا ہے جس کی مثال میں فاضلِ دیوبند دوم ص: ۱۴۱ پر وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ پیش کر چکے ہیں اور (مَا) حرفیہ زائدہ بھی آتا ہے جس کا بیان حروف زیادت میں عنقریب گذر گیا جیسے (اَيْنَمَا) میں۔

ناظرین! یہ ہیں فاضلانِ دیوبند جن کو تصنیف شرح ہے بے حد پسند، لیکن عقل سے ہیں عاری، اور علم سے ہیں خالی، جس کا مشاہدہ کر چکے ہیں مبتدی و عالی۔ سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب و ہی ملاّ — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

شانزدهم حروف عطف وآں ده است واو و فا وثمّ

سولہویں قسم حروف عطف اور وہ دس ہیں واو اور فا اور ثُمّ

و حتّٰی و اِمَّا و اَوْ و اَمْ و لَا و بَلْ و لٰكِنْ

اور حتّٰی اور اِمّا اور اَوْ اور اَمْ اور لَا اور بَلْ اور لٰكِنْ

قوله: حروف عطف، (عطف) کے لغوی معنی ہیں (امالہ) یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف مائل کرنا اور نحویوں کی اصطلاح میں معطوف کو مائل کرنا معطوف علیہ کی طرف اعراب و حکم وغیرہ میں ان کے ماقبل کو معطوف علیہ کہتے ہیں اور مابعد کو معطوف، یہ حروف باعتبار حصول حکم تین قسم پر ہیں۔

اوّل: وہ جن سے حکم معطوف اور معطوف علیہ دونوں کے لئے ثابت ہوتا ہے یہ (واو) اور (فا) اور (ثُمَّ) اور (حَتّٰی) ہیں جیسے (جَاءَ نی زَیْدٌ و عَمْرٌو) اس میں حکم بھی دونوں کیلئے ثابت ہے اور (جَاءَ نِی زَیْدٌ فَعمْرٌو) اس میں بھی لیکن ترتیب کے ساتھ اور بلا وقفہ اور (جَاءَ نِی زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو) اس میں بھی مگر ترتیب اور مہلت کے ساتھ اور (قَدِمَ الْحَاجُ حتیٰ الْمُشَاةُ) اس میں بھی لیکن ترتیب اور مہلت کے ساتھ جو (ثُمَّ) میں معتبر مہلت سے قدرے کم ہوتی ہے۔

دوم: وہ جن سے حکم دونوں میں سے کسی ایک معین کے لئے ثابت ہو یہ (لَا) اور (بَلْ) اور (لٰكِنْ) ہیں جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ لَا عَمْرٌو. کہ اس میں حکم بھی ایک معین کے لئے ثابت ہوا یعنی (زید) کے لئے اور جَاءَ نِی زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو اس میں بھی یعنی عمرو کے لئے اور (مَاجَاءَ نِی زَیْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو) اس میں بھی حکم بھی عمرو کے واسطے ثابت ہوا۔

سوم: وہ جن سے حکم دونوں میں سے ایک غیر معین کے لئے ثابت ہوتا ہے اور وہ (اَوْ) اور (اِمَّا) اور (اَمْ) ہیں جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو، اس میں حکم بھی دونوں میں سے کسی ایک غیر معین کے لئے ہے اور جَاءَ نِی اِمَّا زَیْدٌ و اِمَّا عَمْرٌو. اس میں بھی کسی ایک غیر معین کے لئے اور اَزَیْدًا رَأَیْتَ اَمْ عَمْرًا. اس میں بھی کسی ایک غیر معین کیلئے، مبتدی کے لئے اتنا کافی ہے۔ تفصیل اگلی کتابوں میں آئے گی۔

ترکیب

قوله: جَاءَ نی زَیْدٌ و عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (واو) حرف عطف برائے حکم مذکور ہردو، مبنی بر فتح (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نی زَیْدٌ فَعمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (فا) حرف عطف برائے ترتیب بلا وقفہ مبنی بر فتح (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (ثُمَّ) حرف عطف برائے ترتیب و مہلت کے ساتھ مبنی بر فتح (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قَدِمَ الْحَاجُ حَتَّى الْمُشَاةُ. اس میں (قَدِمَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اَلْحَاجُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (حَتّٰی) حرف عطف برائے ترتیب و مہلت جو (ثُمَّ) میں معتبر مہلت سے قدرے کم ہوتی ہے مبنی بر سکون (اَلْمُشَاةُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (الْحَاجُ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (قَدِمَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی زَیْدٌ لَا عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (لَا) حرف عطف برائے حکم مذکور کسی ایک معین یعنی (عمرٌو) کے لئے مبنی بر سکون (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (بَلْ) حرف عطف برائے حکم مذکور کسی ایک معین یعنی (عمرٌو) کے لئے مبنی بر سکون (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَاجَاءَ نِی زَیْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (لٰكِنْ) حرف عطف برائے حکم مذکور کسی ایک معین یعنی (عَمْرٌو) کے لئے مبنی بر سکون، (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (اَوْ) حرف عطف برائے حکم مذکور کسی ایک غیر معین کے لئے مبنی بر سکون (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، (زَیْدٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی اِمَّا زَیْدٌ و اِمَّا عَمْرٌو. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (اِمَّا) حرف تردید مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (و) زائدہ بر مذہب جمہور مبنی بر فتح (اِمَّا) حرف عطف برائے حکم مذکور کسی ایک غیر معین کے لئے مبنی بر سکون (عَمْرٌو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَزَیْدًا رَأیتَ ام عَمْرًا. اس میں (ھمزہ) برائے استفہام مبنی بر فتح (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف علیہ (اَمْ) حرف عطف برائے حکم مذکور کسی ایک غیر معین کے لئے مبنی بر سکون (عَمْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف (زَیْدًا) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، (رَأیتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، (رَأیتَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدۃ: (واو) حرف عطف کا ترجمہ اردو میں حرف (اور) ہے جس کو اس طرح پڑھا جائے کہ (واو) ظاہر نہ ہو جیسے (خوش) میں ظاہر نہیں ہوتا، اور اگر (واو) ظاہر کر کے پڑھا جائے تو وہ حرف نہیں بلکہ اسم ہے بمعنی (دیگر) جس کو عربی میں (آخَر) کہتے ہیں جیسے مندرجہ ذیل قطعہ بند شعر میں حرف عطف ہے

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور	بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا	مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

تمام شد بتوفیقہٖ تعالیٰ وعونہٖ

واٰخر دعوٰنا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتكَ یا ارحم الرّاحمین.

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود برائے افادہ طلاب افزودہ شد

﴾چونکہ بحث مستثنیٰ کتاب نحو میر میں نہ تھی اس لئے فائدہ طلبہ کے واسطے بڑھائی گئی﴿

بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد اِلَّا واخوات

جان لو کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو مذکور ہو اِلَّا اور اس کے نظائر کے بعد

آں یعنی غیر و سِوٰی و حَاشَا و خَلَا و عَدَا و مَا خَلَا

یعنی غیر اور سِوٰی اور حَاشَا اور خَلَا اور عَدَا اور مَاخَلَا

و مَا عَدَا و لَیْسَ و لَایَکُوْنُ تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست

اور مَا عَدَا اور لَیْسَ اور لَایَکُوْنُ کے بعد تاکہ ظاہر ہو کہ منسوب نہیں ہے

بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل

مستثنیٰ کی طرف وہ چیز جو نسبت کی گئی ہے اس کے ماقبل کی طرف

وے وآں بردو قسم است متصل و منقطع، متصل آن است

اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع، متصل وہ مستثنیٰ ہے

کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ اِلَّا واخوات وے مثل

جو خارج کیا گیا ہو متعدد سے لفظ اِلَّا اور اس کے نظائر میں سے کسی کے ساتھ جیسے

جَاءَنی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید کہ درقوم داخل بوداز حکم

جَاءَنی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید جو قوم میں داخل تھا آمد کے حکم سے

مجی خارج کردہ شد و منقطع آں باشد کہ مذکور شود بعد اِلَّا

خارج کر دیا گیا اور منقطع وہ ہے جو مذکور ہو اِلَّا

واخوات وے و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ

اور اس کے نظائر میں سے کسی کے بعد اور خارج نہ کیا گیا ہو متعدد سے بایں سبب کہ مستثنیٰ

داخل نہ باشد در مستثنیٰ منہ چوں جَاءَنی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا

داخل نہیں ہے مستثنیٰ منہ میں جیسے جَاءَنی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا

کہ حمار درقوم داخل نبود

کہ حمار قوم میں داخل نہ تھا

سوال: مستثنیٰ کی تعریف میں (لفظ) کہا گیا ہے جو اسم، فعل، حرف، سب کو شامل ہے تو کیا یہ تینوں مستثنیٰ ہوتے ہیں؟

جواب: جی نہیں صرف اسم مستثنیٰ ہوتا ہے (لفظ) سے مراد (اسم) ہے بایں قرینہ کہ مستثنیٰ ہونا اسم کی علامت ہے اب تعریف یہ ہوئی کہ (مستثنیٰ) وہ اسم ہے جو (اِلَّا) اور اس کے نظائر میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہو تاکہ اس بات پر دلالت ہو سکے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی جانب منسوب کی گئی ہے (ماقبل) کو (مستثنیٰ منہ) کہتے ہیں اور اس سے بھی (اسم) مراد ہے کیونکہ (مستثنیٰ منہ) ہونا بھی علامت اسم ہے پھر مستثنیٰ کی دو قسم ہیں:

اوّل: متصل وہ ایسا اسم ہے جس کو ایسے اسم سے خارج کیا گیا ہو جو کثیرین پر دلالت کرے جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا کہ اس میں (زَیْدًا) کو (اَلْقَوْمُ) سے خارج کیا گیا جو کثیرین پر دلالت کرتا ہے کہ (قوم) کثیر رجال کو کہتے ہیں خارج کرنے سے مراد یہ کہ جو حکم (قوم) کا ہے یعنی (آمد) وہ اس کے لئے نہیں۔

دوم: منقطع وہ ایسا اسم ہے جس کو کثیرین پر دلالت کرنے والے اسم سے خارج نہ کیا گیا ہو جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا کہ (حِمَارٌ) قوم میں داخل نہیں تو اخراج کیسے ہوسکتا ہے کہ اخراج تو دخول کے بعد ہوتا ہے اور جب یہ قوم میں داخل نہیں تو قوم کا حکم یعنی (آمد) بھی اس کے لئے نہ ہوا، غرضیکہ مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع ہونے کا دار مدار دخول اور عدم دخول پر ہے۔ اگر مستثنیٰ کا دخول بالیقین معلوم ہے تو مستثنیٰ متصل ہے اور اگر عدم دخول بالیقین معلوم ہے تو مستثنیٰ منقطع۔

ترکیب

قوله: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل، (اَلْقَوْمُ) مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

قوله: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (حِمَارًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ منقطع، (اَلْقَوْمُ) مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز حمار۔

تنبیہ [۲۵۱]

(المصباح المنیر ص: ۱۵۸) میں اور (مہر منیر ص: ۱۴۹) میں مستثنیٰ منہ کی تعریف بالفاظ مختلف بایں طور کی

ہے کہ (جس عام حکم میں سے الگ کیا جاتا ہے اسے مستثنیٰ منہ کہتے ہیں)

اقول: یہ غلط ہے کہ اس حکم عام کو مستثنیٰ منہ نہیں کہتے بلکہ اس (متعدد) کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں جس کی تفسیر ہم بیان کر چکے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم است اوّل آنکہ مستثنیٰ

جان لو کہ اعراب مستثنیٰ چار قسم پر ہے اوّل یہ کہ مستثنیٰ

بعد اِلَّا در کلام موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب

اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب

باشد نحو جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا و کلام موجب آنکہ در آں

ہوگا جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا اور کلام موجب اس کلام کو کہتے ہیں جس میں

نفی و نہی و استفہام نباشد و ہم چنیں در کلام غیر موجب اگر

نفی اور نہی اور استفہام نہ ہو اور ایسے ہی کلام غیر موجب میں اگر

مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَا جَاءَ نِی

مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کریں تو اس کو منصوب پڑھتے ہیں جیسے مَاجَاءَنِی

اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ و مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ

اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ اور مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور اگر مستثنیٰ

بعد خلَا وعَدَا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و

خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے اور

بعد مَا خلَا ومَا عدَا ولَیْسَ ولَا یَکُوْنُ ہمیشہ منصوب باشد

مَاخَلَا اور مَاعَدَا اور لَیْسَ اور لَایکونُ کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے

نحو جَاءَ نِی الْقَوْمُ خلَا زیدًا وعَدَا زَیْدًا الخ

جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا اور عَدَا زَیْدًا آخر تک

قولہ: (بر مذہب اکثر علماء) خَلَا اور عَدَا کے بعد مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے اکثر نحات کے نزدیک اور بعض نحویوں کے نزدیک مجرور ہوتا ہے کہ وہ استثنا میں بھی ان دونوں کو حرف جار قرار دیتے ہیں۔ اسی واسطے مصنف علیہ الرحمتہ نے (بر مذہب اکثر علماء) فرمایا۔

ترکیب

قولہ: جَاءَ نِی الْقَومُ اِلَّا زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (اَلْقَومُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

قولہ: مَاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا

مبنی بر سکون، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (زَیْـدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل مقدم (اَحَـدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ موخر، مستثنیٰ منہ موخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔

قولہ: جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَلْـقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (خَلَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (زَیْـــدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (خَلَا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، منصوب محلاً ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

قولہ: وعَدَا زیدًا. اس میں (واو) کے بعد جَاءَ نِی الْقَوْمُ بقرینۂ سابق مقدر ہے جس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَلْـقَـوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (عَـدَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (زَیْـدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (عَـدَا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، منصوب محلاً ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی الْقَوْمُ مَا خَلَا زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (مَـا) مصدری موصول حرفی مبنی بر سکون (خَلَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُـو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (زَیْـدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (خَلَا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (مَـــا) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ، (وقـت) مضاف مقدر کا (وَقْـتَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَـاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ

سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بغیر زید کے۔

جَاءَ نِی الْقَوْمُ مَاعَدَا زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلًا مبنی بر سکون (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا فاعل (مَا) مصدری موصول حرفی مبنی بر سکون (عَدَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلًا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول، (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا مفعول بہ، (عَدَا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، (مَا) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ (وَقْتَ) مضاف مقدر کا (وَقْتَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا مضاف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَایَکُوْنُ زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلًا مبنی بر سکون (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا ذوالحال، (لَا) حرف نفی مبنی بر سکون (یَکُوْنُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظًا (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم مرفوع محلًا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا خبر، (لَایَکُوْنُ) فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، منصوب محلًا (اَلْقَوْمُ) ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلًا مبنی بر سکون (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظًا ذوالحال، (لَیْسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم مرفوع محلًا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظًا خبر، (لَیْسَ) فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، منصوب محلًا (اَلْقَوْمُ) ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد اِلَّا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ

دوسری قسم یہ کہ مستثنیٰ اِلَّا کے بعد غیر موجب کلام میں واقع ہو اور مستثنیٰ

منہ ہم مذکور باشد پس در آں دو وجہ روا است یکی آن کہ

منہ بھی مذکور ہو، پس اس میں دو وجہ درست ہیں، ایک وجہ یہ کہ

منصوب باشد بر سبیل استثنا و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل

منصوب ہو بر طریق استثنا اور دوسری وجہ یہ کہ بدل ہو اپنے ماقبل سے

خویش چون مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا و اِلَّا زَیْدٌ

جیسے مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا اور اِلَّا زَیْدٌ

ترکیب

قوله: مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (اَحَدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (اِلَّا) حرف اِستثنا مبنی بر سکون (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل، (اَحَدٌ) مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔

قوله: وَاِلَّا زَیْدٌ. اس میں (واو) کے بعد (مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ) بقرینہ سابق مقدر ہے جس میں (مَا) حرفِ نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر

(یـا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (اَحـدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ (اِلَّا) حرف استثنا مبنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض، (اَحَدٌ) مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ســـوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و
تیسری قسم یہ کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو
درکلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بَـاِلَّا دریں
اور غیر موجب کلام میں واقع ہو، پس مستثنیٰ بَـاِلَّا کا اعراب اس
صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مَـاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ و
صورت میں باعتبار مقتضائے عوامل مختلف ہوگا جیسے مَـاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ اور
مَا رَأیتُ اِلَّا زَیْدًا و مَا مَرَرْتُ اِلَّا بزَیْدٍ
مَا رَأیتُ اِلَّا زَیْدًا اور مَا مَرَرْتُ اِلَّا بزَیْدٍ

باعتبار مقتضائے عوامل اعراب کے مختلف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر عامل کا مقتضی رفع ہے تو مستثنیٰ مفرغ مرفوع ہوگا، اور اگر مقتضی نصب ہے تو منصوب ہوگا اور اگر مقتضی جر ہے تو مجرور ہوگا جو کتاب میں مذکورہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

ترکیب

قولہ: مَاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ. اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نـون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یـا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی

برسکون، (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ مفرغ ہوکر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس نہیں آیا مگر زید۔

قوله: مَارَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی برسکون (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ مفرغ ہوکر مفعول بہ (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو۔

قوله: مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ. اس میں (ما) حرف نفی مبنی برسکون (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (بـــا) حرف جار مبنی برکسر (زَیْــدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہوکر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نہیں گزرا مگر زید کے پاس سے۔

تنبیـــــہ [۲۵۲]

(مہر منیر ص:۱۵۱) میں (مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ) کا ترجمہ کیا ہے (میں زید کے سوا کسی کے ساتھ نہیں گذرا)

اقول: یہ غلط ہے، شرح مایۂ عامل یاد نہ ہونے پر مبنی صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا ایسے غلط ترجمے کرکے ان فاضلِ دیوبند نے طلبہ کو گمراہ کرڈالا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی مُلّا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

چهارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر و سوىٰ وسواء واقع شود
چوتھی قسم یہ کہ مستثنیٰ لفظ غیر اور سویٰ اور سواء کے بعد واقع ہو
پس مستثنیٰ را مجرور خوانند وبعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور
تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھتے ہیں اور بعد حاشا کے بھی مذہب اکثر نحات پر مجرور

باشد و بعضی نصب ہم جائز داشتہ اند چوں جَاءَ نِی الْقَوْمُ

ہوتا ہے اور بعض نصب بھی جائز رکھتے ہیں جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ

غَیْرُ زَیْدٍ و سِویٰ زَیْدٍ و سِوَاءَ زَیْدٍ و حَاشَا زَیْدٍ

غَیْرُ زَیْدٍ اور سِویٰ زَیْدٍ اور سِوَاءَ زَیْدٍ اور حَاشَا زَیْدٍ

یعنی (غیر) اور (سویٰ) اور (سِوَاء) کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے اور (حَاشَا) کے بعد اکثر نحات کے نزدیک اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ حرف جار ہے اور بعض نحویوں نے اس کے بعد نصب جائز رکھا ہے اس بنا پر کہ (حَاشَا) فعل ہے اور (حَاشَا) کبھی اسم بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے حَاشَا لِلّٰہِ میں اس وقت بمعنی (تنزیہ) ہوتا ہے۔

ترکیب

قولہ: جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرُ زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (غَیْرَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْرَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

جَاءَ نِی الْقَوم سِویٰ زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (سویٰ) اسم مقصور منصوب تقدیراً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (سویٰ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی سوا زید کے۔

جَاءَ نِی الْقَومُ سِواءَ زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْقَومُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، (سِواءَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ (سِواءَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس قوم آئی سوا زید کے۔

جَاءَ نِی الْقَومُ حَاشَا زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْقَومُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (حَاشَا) حرف جار مبنی بر سکون، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب معنی مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، ترجمہ وہی۔

جَاءَ نِی الْقَومُ حَاشَا زَیْدًا. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، (اَلْقَومُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، (حَاشَا) بمعنی (جَانَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، (زَیْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، (حَاشَا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلا، (اَلْقَومُ) ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، ترجمہ وہی۔

حَاشَالِلّٰہِ. اس میں حَاشَا بمعنی (تنزیہ) اسم مبنی بر سکون مبتدا مرفوع محلا، مبنی اس لئے کہ (حَاشَا حرفی) سے لفظاً اور معنیً مشابہت رکھتا ہے لفظاً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنیً بایں طور کہ جس طرح (حَاشَا) حرفی اپنے مدخول سے حکم سابق کی نفی کرتا ہے اسی طرح یہ اپنے مدخول سے نقص کی نفی کرتا ہے (لام) حرف جار مبنی بر کسر (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، (ثَابِتٌ) اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اللہ کے لئے پاکی ہے نقص سے۔

بدانکه اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بَاِلَّا باشد در

جان لو کہ لفظ غَیْر کا اعراب مستثنیٰ بَاِلَّا کے مثل ہوتا ہے

جمیع صورتہائے مذکورہ چنانکہ گوئی جَاءَ نِی الْقَومُ غَیرَ

تمام مذکورہ صورتوں میں چنانچہ یوں کہو گے جَاءَ نِی الْقَومُ غَیْرَ

زَیْدٍ و غَیْرَ حِمَارٍ و مَاجَاءَ نِی غیرَ زَیْدٍ القومُ و

زَیْدٍ اور غَیْرَ حِمَارٍ اور مَا جَاءَ نِی غَیرَ زَیْدٍ القومُ اور

مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ غَیرَ زَیدٍ و غَیْرُ زَیْدٍ و مَاجَاءَ نِی

مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ اور غَیْرُ زَیْدٍ اور مَا جَاءَ نِی

غَیْرُ زَیْدٍ و مَارَأیتُ غَیرُ زَیْدٍ و مَا مَرَرْتُ بِغَیرِ زَیْدٍ

غَیْرُ زَیْدٍ اور مَا رَأیتُ غَیْرُ زَیْدٍ اور مَا مَرَرْتُ بِغَیرِ زَیْدٍ

جَاءَ نِی الْقَومُ غَیْرَ زَیْدٍ. یہ مثال مستثنیٰ متصل کی ہے جو کلام موجب میں واقع ہو یہ مستثنیٰ چونکہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لہٰذا اس کا اعراب (نصب) لفظ (غیر) پر آیا اور غَیْرَ حِمَارٍ بتقدیر (جَاءَ نِی الْقَومُ) ہے یہ مثال مستثنیٰ منقطع کی ہے یہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے،

اور مَاجَاءَ نِی غیرَ زَیْد القَومُ. یہ مثال اس مستثنیٰ کی ہے جو کلام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو،

اور مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ. یہ مثال اس مستثنیٰ کی ہے جو کلام غیر موجب میں واقع ہو اور برطریق استثنا منصوب،

اور غَیْرُ زَیْدٍ بتقدیر (مَاجَاءَ نِی الْقَوْمُ) یہ مثال اس مستثنیٰ کی جو کلام غیر موجب میں بر بنائے بدل مرفوع ہے،

اور مَاجَاءَ نِی غَیْرُ زَیْدٍ. یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ کی جو مرفوع ہے اور مَارَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ. یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ منصوب کی، اور مَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ. یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ مجرور کی۔

ترکیب

قوله: جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (غَیْرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْرَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (غَیْرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (حِمَارٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْرَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ منقطع، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَاجَاءَ نِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (غَیْرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ (غَیْرَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل مقدم، (اَلْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ موخر، مستثنیٰ منہ موخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَـاجَاءَ نِی اَحَدٌ غَیرَ زَیْدٍ. اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نـون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یــا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برسکون، (اَحَـدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، (غَیـرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، (زَیْـدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْــرَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

غَیرُ زَیْدٍ بتقدیر مَـاجَاءَ نِی اَحَدٌ. اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون، (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نـو ن) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یــا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برسکون (اَحَدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، (غَیْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْرُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَـاجَاءَ نِی غَیرُ زَیْدٍ. اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون، (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نو ن) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برسکون (غَیرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیرُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَارَأیتُ غیرَ زَیْدٍ. اس میں (مَا) حرف نفی مبنی برسکون (رَأَیْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تـا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (غَیْرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاب (زَیْــدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْــرَ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ (رَأَیْتُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَـامَـرَرْتُ بِـغَیرِ زَیْدٍ . اس میں (مـا) حرفِ مبنی برسکون (مَـرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون صیغہ واحد متکلم، اس میں (تـا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (بـا) حرف جار مبنی بر کسر (غَیْرِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف، (زَیْـدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیـرِ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، (مَرَرْتُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بدانکہ لفظ غَیْر موضوع است برائے صفت وگاہ

جان لو کہ لفظِ غیر وضع کیا گیا ہے صفت کے واسطے اور کبھی

برائے استثنا آید چنانکہ اِلّا برائے استثنا موضوع است و

استثنا کے لئے آتا ہے جیسے اِلّا استثنا کے لئے وضع کیا گیا ہے اور

گاہ در صفت مستعمل شود چوں قولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ

کبھی صفت میں مستعمل ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مقولہ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ

اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یعنی غیر اللہ وہم چنیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ

اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یعنی غیر اللہ اور اسی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ

اقول: (لفظ غیر) اسم ہے جو مشتقات سے نہیں لیکن اس میں وصفی معنی پائے جاتے ہیں وہ یہ کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل کے مغائر ہے اسی واسطے علماء نحو اس کو صفت کہتے ہیں (غیر) بمعنی (اِلّا) کی مثال گذر گئی اور (اِلّا) برائے استثنا کی بھی، اور (غیر) برائے صفت کی مثال یہ ہے جَاءَ نِی رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ اس میں (غَیْرُ زَیْدٍ) صفت ہے (رَجُل) کی اور (غیر) واحد، جمع، مذکر، مونث، سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ. اس میں جمع اور مونث کی صفت واقع ہے اور (اِلّا) بمعنی (غیر) مذکورہ آیت کریمہ میں کیونکہ اس میں (اِلّا) کا برائے استثنا ہونا درست نہیں جس کی تفصیل بشیر الناجیة بشرح الکافیة میں ملاحظہ کی جائے۔

لیکن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ میں بمعنی (غیر) نہیں یہ بحث مستثنیٰ اضافہ کنندہ بزرگ کی لغزش ہے اور یہ لغزش انہیں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دیگر ارباب تصنیف سے بھی صادر ہوئی ہے، وجہ یہ کہ (لا الٰہ اِلَّا اللّٰہ) کے کلمہ

توحید ہونے پر اجماع ہے چنانچہ تلویح ص: ۵۵ میں ہے (قولنا لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ کَلِمَۃُ تَوحِیْدٍ اِجْمَاعًا) اور توحید کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور دیگر الٰہ کے وجود کی نفی چنانچہ صفحہ مذکورہ پر ہے (اَلتَّوحِیْدُ بَیَانُ وُجُودِہٖ و نَفْیُ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ) اور اس کلمہ توحید کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا آلھۃ سے وجود کی نفی نہ اللہ تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی ہر الٰہ سے، چنانچہ اسی صفحہ پر ہے اَلْمَعنٰی نَفْیُ الْوُجُوْدِ عَنْ اٰلِھَۃٍ سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی لَا عَلٰی نَفْیِ مُغَایَرَۃِ اللّٰہِ عَنْ کُلِّ اِلٰہٍ. **نظر بر آں** اگر کلمہ توحید میں (اِلَّا) بمعنی (غیر) لیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی ہوگی ہر الٰہ سے جو اجماع کے خلاف ہے اور جو اجماع کے خلاف ہو وہ باطل ہے، لہٰذا کلمہ توحید میں (اِلَّا) کو بمعنی (غیر) لینا باطل ہوا اور برائے استثنا ہونا متعین کہ اسی تقدیر پر اجماعی معنی حاصل ہوتے ہیں۔

ترکیب

قوله: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. آیت کریمہ کی ترکیب گذر گئی کلمہ طیبہ کی یوں ہوگی (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (اِلٰہَ) نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید مبدل منہ (اِلَّا) حرف استثنا مبنی برسکون (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر اسم، (مَوجُوْدٌ) مقدر (مَوجُوْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے (اِلٰہ) (مَوجُودٌ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، (لَا) اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی موجود نہیں۔

جَاءَنِی رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ. اس میں (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف (غَیْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، (زَیْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، (غَیْرُ) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، (رَجُلٌ) موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس زید کے مغایر ایک مرد آیا۔

تنبیہ

۲۵۳ تا ۲۶۰

(مہر منیر ص:۱۵۲) میں جَاءَ نِی رَجُلٌ غَیرُ زَیدٍ کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جو زید کے سوا تھا)

اقول: یہ ترجمہ بدو وجہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ (رَجُلٌ) کا ترجمہ (شخص) نہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ (رَجُلٌ) اور (غیر زید) موصوف صفت ہیں اور ان میں نسبت ناقصہ ہوتی ہے اور (تھا) ترجمہ نسبت تامہ کا ہے نہ ناقصہ کا،

اور (المصباح المنیر ص:۱۶۲) میں ہے کہ (غیر) دراصل صفت مشبہ ہے بروزن (خیر)۔

یہ بھی غلط ہے کہ (غیر) صفت مشبہ نہیں کیونکہ صفت مشبہ از قبیل مشتقات ہے جس کے لئے مشتق منہ ضروری، اور مشتق منہ ہے نہیں کیونکہ (غار، یغیر) کا مصدر (غیرًا) بمعنی (مغایرت) نہیں آتا اور (غیر) بمعنی (مغایر) ہے تو پھر یہ صفت مشبہ کیسے ہوگیا۔ (خیر) کے وزن پر ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ صفت مشبہ ہو جائے ورنہ یہ مثل صادق آجائے گی کہ (جتنے کالے سب میرے باپ کے سالے)

پھر ص:۱۶۳ پر آیت مذکورہ میں (اِلّا) کے بمعنی (غیر) ہونے پر یہ شبہ ذکر فرمایا کہ (اِلّا) کے بمعنی (غیر) ہونے پر موصوف اور صفت میں مطابقت حاصل نہ ہوگی کہ (آلھۃ) موصوف مونث ہے اور (غیر) مذکر، پھر اس شبہ کا جواب بایں طور ارقام فرماتے ہیں۔

(جواب (آلِھۃ) میں جو (ت) یہاں پر موجود ہے وہ تانیث کے لئے نہیں ہے بلکہ (آلھۃ) فاعلۃ کے وزن پر صیغہ جمع ہے)

یہ بہ چہار وجہ غلط ہے:

اوّلاً: اس لئے کہ (آلھۃ) کی (تا) سے تانیث کی نفی کرنا ان فاضل دیو بند کے سوا کسی سلیم العقل سے متصور نہیں۔

ثانیاً: اس لئے کہ (آلِھۃ) کو (فاعلۃ) کے وزن پر کہنا ایسے ہی شخص کی بات ہو سکتی ہے جس کا دماغی توازن صحیح نہ ہو، کیونکہ یہ بروزن (فاعلۃ) نہیں بلکہ (اَفْعِلَۃ) ہے جمع قلت۔

ثالثًا: اس لئے کہ (فَاعِلَۃ) جمع کا وزن نہیں تو اس وزن پر ہونے سے لفظ (آلِھَۃ) جمع کیسے ہوجائے گا۔

رابعًا: اس لئے کہ جمع ہونے سے (آلِھَۃ) کا مذکر ہونا کیسے لازم آیا حتیٰ کہ صفت کے ساتھ تذکیر میں مطابقت ہوجائے، کیا جمع تکسیر مذکر ہوا کرتی ہے۔ ان دونوں فاضلان دیوبند کی شروح بسم اللہ کے ترجمہ سے لے کر یہاں تک ہچوں قسم اغلاط سے لبریز ہیں جن سے عربی مدارس کے طلبہ گمراہ ہوگئے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملا — حالِ طفلاں زبوں شدہ است

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اوَّلًا و آخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی وَآلِہٖ وَصَحْبِہِ الْمُجْتَبٰی

تمام شد بتوفیقہٖ تعالیٰ وعونہٖ

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی، اندرکوٹ، میرٹھ

۱۶ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء یوم چہار شنبہ

شائع کردہ

جیلانی دارالاشاعت

دہلی گیٹ، سنبھل، یوپی، انڈیا 244302